



مجموعہ واسوخت

لہذا محمد ہر ان چیز کے خاطر بخوش است + آمد آفریں پروردہ تیر پدید
 خداوند کریم کے تفضل بے پایاں اور احسان فراوان سے یہ گلدستہ باغ عشق و شہقی
 یعنی مجموعہ عمدہ و نایاب ہمیشہ و لا جواب کہ جسکا نظیر آج تک چنچ پیر کی بھی نظر سے نہ گزرا
 اور شہرہ اسکی خریداری کا دور دورہ ہو سچا کار پر وازان مطیع ہذا کی عرفیہ بی فراوان اور
 سعی و کوشش بیکران سے عموماً اور جناب منشی قدا علی صاحب معیش تخلص معروف
 یا چھے صاحب کہ جو شیخ زاوگان کہنتو سے ہیں انکی ترتیب عمدہ اور اہتمام شایستہ
 خصوصاً ردیف و از مرتب ہوا اس مجموعے میں انہوں نے بعد فراہمی واسوخت ہاے
 آساندہ کہ جسکی فصاحت و بلیغ میں منظم ہے قبل از طبع ہونے مجموعہ ہذا کے ہر
 کے حالات بطور تذکرہ بذریعہ اشتہارات مکرر طلب کیے چنانچہ اکثر صاحبوں نے اپنے
 اپنے حالات عنایت بھی فرمائے اور بعض نے اے یو منا ہذا منتظر رکھا پس اسی وجہ سے
 اور نیز اس خیال سے کہ شاید اور اور مصنفین کے واسوخت آجاوین تین برس تک
 کا بیان لکھی ہوتی رکھی رہیں جب مذکورہ کا بیان ناقص ہوئے لیکن اسوقت بحکم
 الامتظار اشد میں موت شائقین کے انتظار سے مجبور ہوئے ہر مصنف کے حال کو تذکرہ
 سر یا سخن وغیرہ سے رجوع کر کے لکھا اور جن صاحب کا حال انکو نہ معلوم ہوا اور نہ تذکرہ
 سے نشان پایا او کی لاعلمی سے اشارہ کیا گیا اگر اتنا تخلص با او کسی وجہ سے کسی صاحب
 کی تصنیف یا حال میں خللات واقع ہوا ہو تو معاف فرمائیں یہ مجموعہ ضخامت حجم کے بحث
 سے دو جلدوں میں منقسم ہوا جلد اول میں قبل از ردیف الف بحکم کلام الملک ملک الکلام
 واسوخت جناب معالی القاب نواب محمد یوسف علیخان صاحب بہادر مرحوم عالی رتبہ پور

دیر قالمناج ہوا جلد دوم روایت (ر) سے علیحدہ کر کے اول واسوخت نیمیل و عظیم لفظ
 دیر عطار و تحریر شاعر نازک خیال دے بہتا جناب منشی محمد مرد و الفیجانی صاحب عساکا
 نقش نگین خاتم مجموعہ ہذا کیا گیا الحق عمدہ عمدہ طرز حدیث کا دریا بہا یا ہے اسنے بڑے
 واسوخت میں کہیں عجز طبیعت کا نام نہیں سہرا پا سہرا پا بے مثل ہے یہ وہیت
 طبیعت کی گرما گرمی پر وال ہے اگر جلد اول واسوخت جناب نواب صاحب ہار
 مرحوم سے مجمع افتخار فروان ہے تو جلد دوم جناب منشی محمد مرد و الفیجانی صاحب
 رعنا کے واسوخت سے نازان ہے سبحان اللہ جس شاعر نامدار ناظم باوقار کا واسوخت
 دیکھیے اپنے اپنے رنگ میں فضلنا بعضکم علی بعض کا مصداق ہے کسی میں
 مضامین عمدہ معانی باریک تشبیہیں لاجواب ہیں کسی میں روزمرے محاورے نایاب
 ہیں کسی میں سلاست کسی میں متانت اس مجموعے کا ہر مصرع انتخاب ہے ہر ایک
 مضمون دریا یاب ہے یہ مجموعہ محکم طبع ہر شاعر نازک خیال ہے جو واسوخت ہے
 اپنی نگ میں ہیشمال و لیلین باوقار عاشق فرا جان دیار و امصار سے امید ہے کہ
 جب اس مجموعے سے حظ وافر لطف کامل حاصل قریبین مالک طبع کو دھاکے
 خیر سے ہوں نہ جائیں کلمات تحسین و آفرین سے یاد کریں اس تکمیل و جانتاشانی
 کی داودین اسکی تاریخ طبع جو منشی قذافی صاحب عیش نے نظم کی ہے وہی عنوان
 نریمان لکھدی ہے +

تاریخ

یہ مجموعہ نہ کیونکر عیش اب مطبوع عالم ہو مشام جان خطر ہو نہ کیونکر اسکی خوشبو سے عزیز دل منو کس طرح یہ بازار عالم میں سند نہ آگئی عشاق کو جاگہ الفت کی عنادل کی طرح عشاق میں گرم نسا خوانی	ہر اک واسوخت اک مطلع ہی دیوان محبت کا یہ مجموعہ نہیں ہے خطر و کان محبت کا زلیخا کی قسم یوسف ہو کنگان محبت کا ہر اک لوح اسکی اک طغرای فرمان محبت کا ہر اک مصرع ہو شمشاد بستان محبت کا
--	--

کلما مصرع سال طبع یون منقوط میں تہنہ
 یہ کیا اچھا ہے گلدرست گلستان محبت کا
 ۱۰۵۰ھ ہجری

فهرست جلد اول

تعداد و انبساط	تخلص شاعر	سندیه آغاز صفحه	سندیه اختتام صفحه	تعداد و انبساط	تخلص شاعر	سندیه آغاز صفحه	سندیه اختتام صفحه
۱	نواب یوسف علی رضا ناظم	۶	۱۹	۱	امیرالدین آزاد	۲۶۴	۲۷۱
۲	ایضاً	۲۰	۴۷	۱	مرزا محمد رضا برق	۲۷۴	۲۷۷
۳	ایضاً	۴۸	۵۷	۱	شیخ امداد علی بحر	۲۸۰	۲۹۰
۴	ایضاً	۵۸	۷۴	۲	ایضاً	۲۹۱	۲۹۹
۱	امیر محمد صاحب امیر	۷۸	۹۴	۱	جرات	۳۰۲	۳۰۷
۲	ایضاً	۹۵	۱۱۸	۱	جواهر سنگه جوهر	۳۱۰	۳۲۱
۳	ایضاً	۱۱۹	۱۲۵	۱	جذب	۳۲۴	۳۳۵
۴	ایضاً	۱۲۶	۱۳۶	۱	نواب احمد حسن خان جو	۳۳۸	۳۴۹
۵	ایضاً	۱۳۷	۱۶۷	۱	جولان	۳۵۲	۳۶۰
۶	ایضاً	۱۶۸	۱۷۴	۱	میرزا علی جان صاحب	۳۶۲	۳۶۹
۱	سید آقا حسن اما	۱۷۸	۲۳۴	۱	سید غفر علی حکیم	۳۷۲	۳۸۵
۱	ممد علی میر خان آبا	۲۳۶	۲۵۴	۱	حشمت	۳۸۸	۳۹۲
۲	ایضاً	۲۵۵	۲۶۱	۱	زکی نواب بهادر	۳۹۴	۴۰۰

فهرست جلد دوم

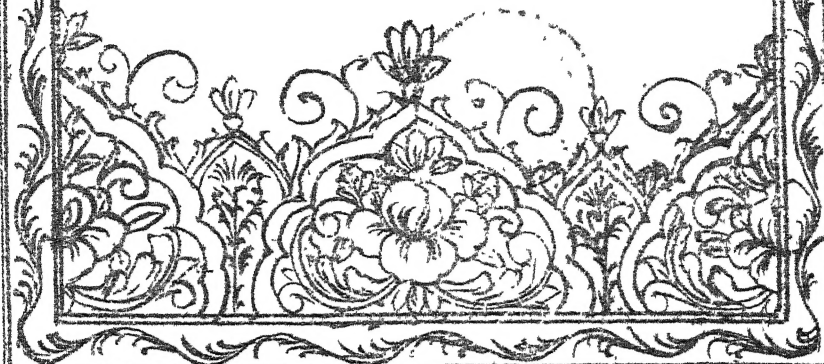
۱	جناب شیخ محمد رضا ناظم	۳۰۴	۳۶۴	۱	مرزا محمد رفیع سودا	۳۹۶	۴۰۱
۲	نواب میر محمد خان بهادر	۳۶۶	۳۷۴	۱	شیخ زمان علی سحر	۴۰۴	۴۰۹
۱	رقعت	۳۷۶	۳۸۰	۲	ایضاً	۴۰۶	۴۱۷
۱	راحت و دلجوی	۳۸۲	۳۹۳	۳	ایضاً	۴۱۸	۴۲۳

تعداد درج	تخلص شاعر	سندیه انگار صحیفه	سندیه انگار صحیفه	تعداد درج	تخلص شاعر	سندیه انگار صحیفه	سندیه انگار صحیفه
۱	سیر	۵۲۶	۵۴۱	۱	میر تقی حاکم	۴۳۸	۴۴۳
۱	حکیم نواب فرشتی	۵۴۲	۵۵۱	۲	ایضاً	۴۴۴	۴۴۵
۱	شوق	۵۵۲	۵۵۸	۳	ایضاً	۴۴۶	۴۴۹
۱	طوطا رام شایان	۵۶۰	۵۸۳	۴	ایضاً	۴۵۰	۴۵۲
۱	آغا محمد حسین شکوه	۵۸۶	۶۱۱	۵	حکیم مومنان مومنان	۴۵۴	۴۵۹
۱	شیدا	۶۱۴	۶۱۶	۲	ایضاً	۴۶۰	۴۶۶
۱	سید نزار حسن صغیر	۶۲۰	۶۳۲	۳	ایضاً	۴۶۸	۴۷۵
۲	ایضاً	۶۳۳	۶۳۳	۱	عبدالله خان کمر	۴۷۸	۴۸۵
۱	میر کرم صاحب عرش	۶۴۶	۶۵۰	۱	مجموع	۴۸۸	۴۹۰
۱	منشی فداعلی عیش	۶۵۲	۶۶۱	۱	میرزا محمد رضا مخبر	۴۹۲	۸۳۴
۱	میرزا محمد تقی انجمن	۶۶۴	۶۷۲	۱	شیخ محمد حسین طلال	۸۳۶	۸۴۵
۱	شیخ محمد حسین عقیل	۶۷۴	۶۸۱	۱	میرزا میر صاحب	۸۴۸	۸۵۶
۱	طالب علی انجمن دوم	۶۸۴	۶۸۸	۱	نثار	۸۵۸	۸۶۰
۲	فراق	۶۹۰	۶۹۴	۲	ایضاً	۸۶۱	۸۶۳
۱	فایض	۶۹۶	۷۰۰	۱	نوائی	۸۶۶	۸۷۵
۱	خواجهدقلیق	۷۰۲	۷۱۱	۱	دشمنی	۸۷۸	۸۸۰
۱	تیسر	۷۱۴	۷۱۹	۲	ایضاً	۸۸۱	۸۸۴
۱	لا ادری	۷۲۲	۷۲۸	۱	میرزا محمد صاحب طلال	۸۸۶	۸۹۰
۱	لا ادری	۷۳۰	۷۳۲	۱	همت	۸۹۲	۹۰۲
۱	میرزا علی خان	۷۳۴	۷۳۵	۱	یادگار	۹۰۴	۹۱۰

بموج صناع مکرین مکان فضل خلایق و آسمان



بکلیع فشی که شیرین ترین میوه جهان بودی



بسم الله الرحمن الرحيم



نواب محمد یوسف علیخان بہا در فر دوس مکان تخلص ناظم والی سیو

جکا کلام مجب نظام درۃ التاج افکار سخوران ہی ترخ سدرہ شان سدرۃ المنتهی چرکا

مدح خوان ہی تخی زہی کہ نواب مدوح گوہر عظم درج امید جناب معلی القاب

نواب محمد سعید خان بہادر جنت آرا سگاہ ہی سلسلہ ہجری مین برج حل سی بسان عظم

طلوع فرمایا حمد عاطفت والدہ امید مین پردش بلکہ دنیا کا فراوٹھایا جب نخل

شباب انجم را دکھی پھل لایا اور بخت سعیدی آپکی والد کو سند یافت مورثی کبیر

پر مقام مصطفیٰ آباد عرف راسپور مین پٹھانیا لیاقت فرمانفرما کی اور استعداد

عدالت آرائی کار فرما ہوئی کل ریاست مین حسب اجازت والد بزرگوار آپکی فکر و تدبیر

بادشاہ ہجری کو جو لاگاہ جان کی طرف سمند عمر کی باگ اوٹھائی اور صدرِ ریاست نے
 حضرت فردوس مکان کی جلوس مہینت مانوس سی بونوق تازہ پانی تہنہ کان لہی کو
 از سر نو آسائش بات آئی ہر فرد بشر نے راحت بی اندازہ پانی عدل و داد سی شیر اور
 بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا دست بہت و سخانی ابر گہر بار کو شرمایا آسمن و آسائش
 گہر گہر مہمان فارغ البالی سی ہر شخص ہمنان شہر گلزارِ طبعین باغ و بہار خو و حضرت کو
 فنون شریفہ علوم لطیفہ کی طرف رنجت کا ملون ہر مند و ن سی صحبت معقولات
 عقل اول کی ہمایہ ہوئی منتقولات میں قوت حافظہ کی بدولت بڑی صاحبِ یار
 ہوئی بسکہ طبیعت ازل سی موزون پائی تھی سنگھوئی کا ذوق اردو شعر کہنی کا شوق ہوا
 ابتدا میں جناب مومن خان دہلوی سی مشورہ رہا بعد ازاں جناب مرزا نوشہ صاحب
 متخلص بغالب کو کہ اوستا و دہر متفرد عصر ہن مدت تک اپنا کلام دکھایا پھر آخر
 لکھنؤ کی پاکیزگی زبان بحکم انصاف پسند آئی اس رنگ میں شاعری کی وضع بہت
 بہائی طبیعت تو رساتی جد ہر آگئی ایک بلاتھی بی تکلف بوضع استادان لکھنؤ
 موزون و زانی لگی جناب منشی مظفر علی صاحب متخلص بہ ہیر کو جو آج لکھنؤ میں سببان
 عصر کیا سی دہر ہن کلام دکھانی لگی پایہ شاعری کو یہ بلند کیا کہ آپ کے کلام کو
 روح القدس نی بھی پسند کیا دیوان اول جو مرزا نوشہ صاحب کا دیکھا ہوا ہے
 منقطع مطبع رامپور ہی اوسکے بعد کا کلام جو اکثر مشورہ منشی صاحب مصدر الصفتہ مرزا
 ہوا سی ہنوز چشمِ عامہ خلّاق سی ستو ہی از جملہ تصنیفات آخرین چار و اسوخت محبی
 باتہ آئی گنجینہ غیب سی گویا چار خزانہ میں پائے آؤ کی دیکھنے سے معلوم ہو کہ بلند

پایہ شاعری اسکا نام ہے یہی کلام ہی موجب نظام ہے وہ کیا کیا نئی نئی رنگ کے
 مضمون میں کیا کیا تازہ تازہ حکایتیں موزون ہیں ہر ہر بند و اسوخت کا بند شون
 میں سراپا ادا ہے اور اونس ہر مصرع ہند کا جانفزا ہی قیامت کی بات تھی کہ آ
 شاہد ان تازہ و محبوبان سراپا انداز جلوہ گاہ عام میں حسن و روشنی نغماتی مشتاقان
 ہر شے جگر کو نطفہ نہ آتی آسلیہ مینے اونہیں بھلیہ طبع آراستہ کر کی عرش شہود
 جلوہ آرا گیا ہے آرزو مندوں مشتاقوں کو صلا ہی کہ لصد ہزار جان نقد دل دیکر مول
 حسن کلام کو میران حسن و میں تول لین ہر چند یہ مجسموہ و پسند او گنجینہ ارجمند
 بہت سی شاعران خوش فکر کی واسوختوں سی محلو ہی ہر شاعر کا کلام و حقیقت یک
 شاہد خبر دہی مگر یہ کلام کہ کلام الملوک تھا ورتہ التاج کلام ہوا احمد تہ کہ یہ مجسموہ
 مطبوع مطبوع طبائع خاص و عام ہوا حضرت فردوس مکان انار اللہ بزمائے دوس
 چار مینے گیارہ دن بحساب شہور سنین قمری تحت ریاست پر جلوہ فرما رہی او وہ
 ہمت و خاشاعت و مروت و قوت و معدلت مین نگشت نہ رہی اکاؤن برس کی
 عمر پائی چو بیسویں و یقینہ لہ ہجری کو کوس حلت بجا یا عنان گیران ہمت کو
 سوی عالم بقا اوٹھایا او وہ ہر تھکاہ فردوس اونکے جلوس کی لپی آراستہ ہوا ادھر
 صدر ریاست بہر اجلاس مینت اساس خدیو زمان فخر و سامی دوران خورشید چشم
 مرتضیٰ علم انجم خدم کیوان پناہ ثریا جاہ نواب محمد کلب علیخان بجاؤ
 کہ گل سرسید گلزار آرزوی حضرت فردوس مکان تھی پیراستہ ہوا سبحان اللہ
 اسید خلایق فی اسی تازگی پائی ہی وہ بہار چشتان تنسای عالم میں آئی ہی کہ بہار خلد

ہزار جان سی او پتر نثاری اب اس چمن دہر میں جو گل ہی گلزاری ہی روزا جلاس ہادیوں
 سے آج تک یہ رنگ ہی کہ بجائیئے حسن آرایش و انتظام ملک و داد و دوش فلک
 کی عقل و نگاہی صریح جوانخت و جوان دولت جوان سال کا مصداق یہی رئیس
 و الاتبار ہی یہی ذات بابر کات جان جیم روزگاری کیا کیا امرای شکستہ حال کیا کیا
 روسای پریشان بال اس سرکار میں اگر کامران ہوئی جمعیت شرفا ہجوم کمال سی
 محلے شہر امپور کی چنستان ہوئی مکانوں کی ایسی آرایش کی کہ قصور خان چہن کو
 انفعال ہی خلاق کو ایسی آسائش دی کہ ہر شخص اپنی اپنی جگہ پر فارغ البال ہے
 قومی کمالان جہان حاضر و بار ہر مند ان عالم ملازم سرکار شاہری بیش قرار
 بات بات میں ریزش ہر رسم و دینار حق تو یہ ہی کہ اس سر فلک جاہ فی مسند ریاست
 کو سر سلطنت بنایا ہی مختصر سی حکومت میں شہنشاہی کارنگ جایا ہی کارخانے
 لوازم دولت کی ایسے آراستہ فرمائی کہ کسینے کسی سلطنت میں ہی ایسی مرتب و محل
 نہیں پائی بذات خاص و صالح عابد پابند شریعت رہبر و طریقت مزاج سلیم طبع حلیم
 پایہ سخندانہ فلک سی برتر مرتبہ نثاری شہر سپہر سی بزرگوار عرض قرون ببار کے
 بعد فلک فی گردش کمائی ہی تب ایسی رئیس کے جلوس سی صدر ریاست نے

دلفی پائی ہی اتنی یہ دور تا دور فلک سپہر حال آبادی

خلق خدا اس میں ہم مثال کے

سایہ عاطفت میں شاد

ہے



<p>عمر بھرا اسکو جو کہی تو بہت کم کیے لخت دل اسکو اسے دیدہ پر کم کیے</p>	<p>کیا ہمارے عین عشق کا عالم کیے گل کو گل جانے شبنم کو نہ شبنم کیے</p>
<p>پتی پتی کی کہکشی میں یہاں ل کی ترپ غنی غنی کی شگنی میں ہی سہل کی ترپ</p>	
<p>سبزہ ہی رنگ پنی طلعت آئینہ نھر پونہچی اس جوش تلاطم کی ہوا شہر</p>	<p>نخل ماتم ہوئی سب نخل چلی قصر ابراندہ سی تاریک ہو گشت دہر</p>
<p>شام چھوڑا نہ سہا بی سی نہ کوفہ چوڑا طرفہ اس باد حسنہ زانی نی شگونہ چوڑا</p>	

صحرہ حادثہ اس باغ میں کیا چلتے ہی	شاخ میوؤں کی جگہ آبلو سی پہلے ہی
آتش گل سی گلستا نکی ہو چلتے ہی	برق آفت سر اشجاری کب ملتے ہے
دماغ سینوں کی ہین پہ لونکی جو پستار ہین	زخم کی چٹھے ہین اور خون کی فواری ہین
گردِ خاطر گلچین ہی ہر اک غنچہ گل	باغبانوں کی لیے دام بلا ہے سنبیل
رگ گل نیش ہی بہرِ رگ جان بیل	رست بازوں ہی اوڑھی محنت ہل
رو آسب خزان میں عجب ایجاد کیا	سرو فی فاخستہ کو صدقی میں آزا کیا
پھول گیندی کا رخ زرد ہی اس باغ میں آہ	زلف سنبیل جی کہتی ہین وہ ہی نخت سیاہ
دماغ دل لالہ خوش رنگ ہی شست گواہ	ہی وہ اس دماغ میں سورش کہ عیاذِ بابتہ
شعلہ شمع حرارت سی میرے لالہ ہے	لالہ کمی نہ اسے الگ کا پر کالہ ہے
شاخ گل خجور شان چمن عشق میں ہی	زخم خندان گل خندان چمن عشق میں ہی
ارغوان خون میں غلطان چمن عشق میں ہی	سرو تک سر چراغان چمن عشق میں ہی
سبب گر یہ شبنم ہی نہ شب بہر ہی عشق	حق جو پوچھو تو گریہ ابر کا نشتر ہی عشق
طاغِ بید ہی حکووس اسی کی ماتھون	پتا پتا کفِ افسوس اسی کی ماتھون
ہمہ تن دماغ ہی طاؤس اسی کی ماتھون	لبک چنبچ ہی ہیو اوس اسی کی ماتھون

	ایک بلبل کی دونیہ نہیں متقار ہی بیان طوق میں گردن قمری ہی گرفتار ہی بیان	
طرفہ مجسموہ سنبھل کو پریشانی ہی تیر پیکان سے ہراک لالہ پیکانی ہی		چشمِ بزرگ کو عجب عالم حیرانے ہی نہ فقط برگِ سمن تیغ صفا مانے ہی
	برگ گل تیغ تبہ شاخ صنوبر ہو جا جو تماشائی کی لیے آئے وہ جو ہر ہو جا	
رخت گل خون سی گلنار ہی اس گلشن میں جعفری جصفہ طیار ہی اس گلشن میں		سوج سبز ہی کہ تلوار ہی اس گلشن میں تیز کیا موت کا بازار ہی اس گلشن میں
	پتی پتی کو کمی خنجر بران سے نہیں جو انار اس میں ہی کم گنج شہیدان نہیں	
دل عاشق کی طرح گل کا گریبان ہی چاک آب باقی نہیں نیلو فرافلاک میں خاک		ماہی پنی ہوئی ہی گل سوسن پوشاک طفلِ غنچہ ہی عجب کیا جو ہو بی شیر لاک
	نچڑھی پاؤں کسی جادو بہو دے میں ہو جو داؤد کا اعجاز ہی داؤدے میں	
شلاخ عزمِ شمرنی شمری سے پر بار یہ صنوبر کو لگا گمن کہ ہوا سو کھلے خار		بید لبر ز شرار و نسی ہی مانند چار فاختہ صورت منصور تو شمشاد ہی ار
	راہِ وحشت ہی میں جم جاتے ہیں ہر بار بید مجنون ہی بھی بڑ بکر ہی قدم چار قدم	

<p>لختِ دل کا رطبِ ترین مزا ہی دیکھو طرفہ بادام کا بھی دام بچا ہے دیکھو</p>	<p>۱۲۱ شراسِ باغ کا جو ہی وہ جبر اہی دیکھو زخمِ حسرت ہی لبِ پستہ جو واہی دیکھو</p>
	<p>خشبِ ہر ایک شہِ رنگ نہیں آبِ نہیں خون کی قطری ہیں اس باغ میں جنابِ نہیں</p>
<p>سب کو دیکھو تو تیب کا دیا ہی پتا منہ لگائی کوئی سیٹھے لٹو کمانی کھٹا</p>	<p>۱۲۲ ہو بھی نہی کبھی شکل بھی جلوہ نما ریخِ نارنج سی حاصل ہی یہ حاصل ہی مزا</p>
	<p>خون انگور کی دانوں سی ٹپکتا ہی بیان آگ مینواروں کو کاٹنا سا کٹکتا ہی بیان</p>
<p>نالہ کش نخل پہ بہین مار پہ جیسے منصور لب شیون سی گل شمع تجلے کا طور</p>	<p>۱۲۳ کبھی خاموش نہیں اس چمنستان کی طیو نوک ہر خار زبانِ ارنی گوشتِ طور</p>
	<p>نالہ جب کرتی ہیں اک آگ لگا دیتے ہیں پر نسرینِ فلک دم میں جلا دیتے ہیں</p>
<p>عوضِ قہقہہ ہر کبک ہی گرم شیون ابلقا ابلق ایام سے پابند محن</p>	<p>۱۲۴ عشق کی زہر سی ہی طوطیوں کا سبترن تاج کی بوجہ سے ہر ہد کی جھکی ہی گرو</p>
	<p>فاختہ ہی نہیں کچھ دیتی ہی کو کو کی صدا ہی کبوتر کی بھی پرواز میں یا ہو کی صدا</p>
<p>مدتوں کھور نا اسکے ہوا سے پرہیز رنگ الفت فی جایا نہی راہ گریز</p>	<p>۱۲۵ الغرض ہی چمنِ عشقِ عجیبِ آفتِ خیز آخر کار ہوئی گلی شوقِ جوتیز</p>

	گل یہ پہولانز ہے اور کسے کام کی ہسم بندہ عشق ہوئے ایک گل اندام کی ہسم	۱۷
نوشگفت گل شاخ مرناز واد غیر کا نام نتھا خار تہ دامن ہی جلد	۱۸	شر پشیرس باغچہ محرو و مہر وضع سادہ کہ نکھائی تھی زمانی کی ہوا
	پردہ غنیمت خلوت میں نہان بویطرح ہاتھ چو جای تو کھلا می لب لویطرح	۱۹
پیار ی باتون فی گر غنچہ دل کی کولی چست انگیا کی کٹوری تھی نہ اونچی چولے	۲۰	شکل اوس گل کی پسند آگئی بہوئی ہوئے نہ پہلی نہ جگت اور نہ بولی ٹھوولے
	نیچی آنکھیں صفت زر گس بستان ہرم غنیمت گل کی طرح سگر بیان ہرم	۲۱
دونو جانب سہی ہوئی شوق کی باش ہر خندہ زن وہ گل تر صورت بلبل ہر تار	۲۲	اگئی باغچہ مہر و محبت میں بہار ایک سی ولولہ شوق تھا ہر وقت ہزار
	شوق میں کی جو میں صورت گیسو لپٹا عشق سپیان کی طرح مجھے وہ گلر لپٹا	۲۳
محل سبکہ سبز بہشتون پر شاداب روشین کا کشتان پہول بزرگ ہشتا	۲۴	باغ تیار کیا واسطے اوسکے نایاب نہرین وہ جبین روان چشمہ خورشید آب
	طرفہ گلکاری ہوئی باغ کی دیواروں پر لوٹی رضوان بھی جسی دیکھ کے انکاروں پر	۲۵

جا بجا نسترن دوسون و نسرین دوسون چشم زنگس گل خوشنید ہی چشمن		رنگ گلزار جان خوش طراوت سی چین تخت لاله کا چرخاغان کی طرح روشن
	رنگ میں حور کی چہری سی رخ گل ہر ک زلف غلام سی کمین کیسو سنبل ہر ک	
قریان بیٹی ہوئیں سہ پہر گرم فغان اپنی محبوب پہ میں سب سی زیادہ قربان		گرد پھولون کی عنادل کی ترانو کا سنا ابر کو دیکھ کے طاؤس گلستان قصان
	چھپی دل کی ہر اک نرمہ پرداز کی ستا جس طرح ساز کی آواز ملے ساز کی ساتہ	
برج متاب ہی دیکھ تو کمی صل علی بیج پھولون کی بھی وہ گل عیش کھلا		نور کا ایک وہ نگہ ہی بنایا زیبا فرش گل رنگ تو پردون میں کار طلا
	سبز شیشے می گلگون کی بہری ہنسی لگی مار پھولون کی چنگیر دن میں بہری ہنسی لگی	
صاف گلاباں گ عنادل ہی گلابی کی صدا ریشون پر کبھی پھر نہ صفت باد صبا		پھول کہنامی گل رنگ کو تھا عین حبا کبھی شطرنج کا تھا کیل کبھی چوڑ کا
	صبح سی ساز غنا لطف خوش آوازی کا شغل دوچار گھڑی دن ہے گلابازی کا	
نخل عشرت کو کیا تیغ الم سے چونک سرمین نخت کی ہوا بھر گئے المدی		خاک تفرقہ پر داز کو بھیا نہ نیگ رفتہ رفتہ ہوئی اونکو یہ جوانی کی ہنگ

	<p>بیرخی سے مزہ سیوہ نورس زما نیشکر خشک ہوا کیہ کمین رس نہ ریا</p>	۵۲۶
<p>دشنے کی گل رخسارنی بو پیدا سرکشے صورت سرولبت پیدا</p>	<p>خلشین کرنی لگا حصار کی جو پیدا کی دوست فی کج روی طبع عذیبہ کی</p>	
	<p>تیز پلکین ہوئیں ایسی کہ چہوئی کانٹے فی الحقیقت حق عشاق میں بوئی کانٹے</p>	
<p>رنگ اچھا نہیں ہوتا ہی گل عیش خزان اور ہی تاک ہی اب نشاۃ اخلاص کمان</p>	<p>ایک دن اوس سی کہا میں کہ اسی سرور گل کترنے لگی مقراض ہوئی ابتوزبان</p>	
	<p>واہ و اے عسیر موافق ہوں مخالف ہوں میں شاخ و برگ اور گل و ریشہ سنی آفت میں</p>	۵۲۷
<p>نہیں ہوتی ہیں جدا و امن گل سی کہی خار چھائی رہتے ہیں چمن پر صفت ابر ہوا</p>	<p>عندلیب گل رخسار میں اب تو اختیار سیر گل ہکو ہی دشوار گل کی ہنہ ہار</p>	
	<p>خار گچھیں مہسار بن جانا نہ ہوئے چمن وصل میں گل سبزہ بیگانہ ہوئے</p>	۵۲۸
<p>زہری برگ نہ گل اوس میں نہ حسنہ شہ گل بازی کی طس ج تم ہوا دہر گاہ تو</p>	<p>دفعۂ خشک ہوا نخل محبت کا شجر برغلانی کی ہوا چلنے لگی آٹھ پھر</p>	
	<p>بدلی پہولون کی جہن داغ جگر میں واہ کیا نخل محبت کی ٹر ملتے ہیں</p>	

حالِ تنہا سی زیادہ ہی پریشان اپنا	مثل گل چاک ہی ہر وقت گریبان
اب ہی زکس سی سو دیکھو جیسے اپنا	جسمِ داغون سی سہرا پائی گلستان اپنا

نہ سکے دکھلا تے نہیں ہول سا زخماں کچھے	
دہن ل سی نکلتا ہے نہیں حنا کچھے	

صورتِ زکس بیمار ہوا ہون بیمار	آخوانِ مین اثر کر گئی بالکل تپ حار
گل کی مانند ہوا جسم سہرا پانگا	ہی تن زار مڑ پائے نگہ کے لیے خار

قلبِ نی مانگ لیا رشتہ سیتوں سے	
دست گل خور دہیر کم نہیں گلہ ستوں	

سروِ آواز سی بڑبڑا کر ہی ہراک آہ رسا	مضطرب بھرتی بین ہم چار طرف شصا
دیدہ اشک نشانِ نہر چمن سی ہی سوا	جو شرہ ہی دو رنگ ابر کا دیتی ہی پتا

طرزِ عشقِ درویش آہ رسا اور ہی تہا	
چمنِ عشق کی اب آب و ہوا اور ہی ہی	

دل مین سوچو تو کہ کیسے ہیں تارِ حسان	بات کرنی تمہیں آتی تھی اسی غنچہ ومان
اب وہ طرار ہوئی چلتے ہی قہقیبی سی بان	ناز و انداز مین تم طاق ہوئی سرو ومان

طرزِ دلداری و آیینِ ادب بھول گئے	
آگئی ایسے ہوا عین کہ وہ سب بھول گئے	

کیا تھا شاہی کہ ہم خار ہوں اغیارِ نال	زود ہم غم سی مسرت سی رخِ خیر ہلال
صورتِ لالہ ہمیں دیتی ہو کیا واضح نال	زیست کی لالی مین اسپر ہی مین نال

	روز با تون مین جو لائے ہونیا جو لا ہی واہ کیا فصل بھارتی ہی گل پھولا ہی	
سیر گلزار کی مشتاق نہیں اپنی نگاہ جاؤں جنگل کی طرف کاٹگی اس باغ کی		تیرہ رنگ تمہاری ہین خوشگل ہی نباہ اب اگر سیر کی ترغیب صبا دی شب
	چمن عارض گل رنگ ہی صحر ا مجھ کو سر و قامت نظر آتا ہے بگولا مجھ کو	
دہن تنگ کی جادو کسی غنچ کا بھڑن دیکھو نگر ستری آنکھوں کا نظارہ نگر		جاؤں گلشن کو قدم کو چھین سیری نہ ہرو تیری چہر کی عوض چہول کی چہر تری مرو
	زلف مشکین کو نہ سنبل کی برابر سمجھو بلکہ گیسو کو تری گہانس سی بدتر سمجھو	
اور یہی سُر گل اندام ہین تجسی بڑ بکر تلخ دو ایک ہین تو سیکڑوں شیرین ہین		کیا نہیں اور جہان ہین صنم سین جنہیں ہی می فانی ہی گل ہین کشر
	ولولہ چاہی بلبل کا گل تر دین بہت آنکھ قمری کی ہو پید ا تو صنوبر بہت	
جسکے کوچی مین نہ اغیار کی پونہ ہی ہوا کوئی گلچین نہواؤں باغین بند کی سوا		اب وہ گلچہرہ کروں فضل خدا سی پدا خار ہون دامن یک رنگی طینت سی جدا
	خوش مزاجی ہی ہوندا زو ادابی آہن رنگ الفت کا ہی ہو بوی وفا ہی آہن	

<p>سانسی گیسو پچان کی ہونیں پچان لال ہوا لعل سی زریب سے سوسن کے زبان</p>	<p>۱۵ نرگسی آنکھ سے ہو دیدہ سر حیران دہن خچ کبھی کہل کے پیش دہان</p>
	<p>پیش ت دسر چمن سوکے کاٹا ہو جا پہول آگی رخ گلزنگ کی پتا ہو جا</p>
<p>دھونڈ ہی چرچ پانی اوس گل کا مرغ گل غورشید کا گل سانس اوسکی چرخ</p>	<p>۱۶ پہول ہون نقش قدم اوسکی گل کو چرخ شک سی اوسکی دل لالہ مہتاب ہو داغ</p>
	<p>لعل لب سی شگفت دم گفتار چمن چار باتون مین لگا تا ہو گل چار چمن</p>
<p>ہینم شک کی مانند جلائی تجکو صورت سیب کہن داغ لگائی تجکو</p>	<p>۱۷ گر می اش رخ جب نظر آئے تجکو آزگی سیب ذوقن کی وہ کمائی تجکو</p>
	<p>شک سی روئی یہ خون دیدہ گریان تیرا غیرت من گلچین ہو گریبان تیرا</p>
<p>کف افسوس ملی صورت اوراق شجر شل سوسن بیخمت کا تیری خستہ</p>	<p>۱۸ کبھی آجائیں جو وہ دست خاٹنہ سر گلین نہ نکھیں اگر دیکھی تو ہو خاکسار</p>
	<p>کالی کالی جو وہ تجھ کو نظر آئیں نکستین صاف شدیم کی طرح تیری بھڑائی نکستین</p>
<p>استد روئی کہ ٹوٹی نہ کبھی اشک کا آ داغ کمائی صفت لالہ شل چنا</p>	<p>۱۹ موتیوں کا جو گلی مین نظر آئی تجھی مار دیکھی کا نون مین کرن ہو لوئی جھوٹا مار</p>

	<p>سبزی کانون میں نظر آئیں تو نہراچی بالی چون کی چک بیکے پتائی بہت</p>	۵۳۳
<p>صورت غنیمت ہوا تنگ بت غنیمت سوچ کر پھر یہ کہا کیوں نہواشی شفق میں</p>	<p>طنز آمیز سنئے جسے جاوے گل تی سخن لالہ سان لال ہوا پہلے تو رمی روشن</p>	۵۳۴
	<p>ہم یہی رنگ جانی لگے ماشا اللہ سبز باغ اب تو دو کہانی لگے ماشا اللہ</p>	۵۳۵
<p>بڑی جی جی جی جی جی جی جی جی سو برس تک جو پیری یہ فلک نیلی فام</p>	<p>دوسرا جہاں زمانے میں کمان گل اندام شرخام کیسے دت ہی خیال اپکا خام</p>	۵۳۶
	<p>گل کھلین حسن کی گلزار میں لا لا پہلے نہیں ممکن کہہی گل کوئی جہاں پہلے</p>	۵۳۷
<p>سر جھکاؤ کہے نہ گس طرح شرماؤ مثل ملبس نہ یہ بیزنگ ترانی گاؤ</p>	<p>غرض کی بیٹے کہ اتنے نہ ہوا میں آؤ اوس پڑ جاسی گی دیکھو نہ بہت اتر آؤ</p>	۵۳۸
	<p>آنکھ میں خار شرب کے کشکنا کیسا دیکھو غنیمت کی طرح حسی جیٹا کیسا</p>	۵۳۹
<p>گل خوشبو گلستان ریالت کی قسم لالہ احمد کلزار شہادت کی قسم</p>	<p>جوٹ کھتی نہیں ہم گلشن رنگی قسم سرواز و چمنزار امامت کی قسم</p>	۵۴۰
	<p>دوسرا پہول ہی چاہیں تو کھلا سکتے ہیں تمہی بہت نہیں تمہا تو دکھا سکتے ہیں</p>	۵۴۱

اور گل کو نسا ہے نام خدا و گھمیں تو	مثل گل ہنسکے کہا خیر بھلا و گھمیں تو
نفس عیسیٰ اعجازِ نما و گھمیں تو	کیا ہوا باندہ ہے باد صبا و گھمیں تو

گو کہ تم آج سمجھتے ہو ہمیں جہنمِ رمان	
یہ جو سچ ہو تو بجز لائین تمہارا فرمان	

نرم باتیں جو نہیں اُس سی ہوا دلِ نیال	کھل گیا گلِ کطیرِ ح دو ہوا طلال
جا کی اک کمری میں کی اوس گلِ غنا سی یہ	نصب آئینہ کیا جبین پہ یہ اتمثال

باوخت کا مژہ تا اوسے حاصل ہو جاے	
بوستان اور گلستان کی مقابل ہو جاے	

وار و اوس کمری میں جو بوقتِ اوہ گل تر	پر تو باغ سی آیا اوس کی باغِ فطنہ
وہی سینی کا اوہار اور وہی پستانِ کثر	وہی غنچہ سیا و ہن اور رک گل سے کمر

انکہ ز گس سی ہی نگ و ہئی ہنگ ہی	
سنبلیں زلف ہی چھڑ گز گنگ ہی	

مثل گل ہنسکے کہا تم ہو عجب شعیبہ باز	اسی محبوب سی قدر یہ تھا اتنا تمہیں ناز
یہ اگر ہی تو سلامت رہی عمو دراز	باغِ باغ اس سی ہوئی ہم کو بھی یا ناز

اس گل تر کا تو ہی پر چمن آ رہا بلبل	
اسکا بلبل تو ہی در پردہ ہزار بلبل	

ایک گلشن کی یہ دو گل ہیں ادھر اور اچھر	ایک ہی نخلِ لطافت کی یہ دونوں ہیں شہر
دو شگونی ہیں یہ اک شاخ کی کچی جو نظر	شاخیں و پھوٹی ہیں ہر چند کہ ہی کج

	<p>ہو وہی رنگ وہی ایک کبھی جو دیکھے ۛ کم وہ احوال سنی نہیں ایک کو جو دیکھے</p>	۳۳ھ
<p>جرم میرا ہی جو غصے کی طرح تنگ ہو تم لو کر وصل عبت مستعد جنگ ہو تم</p>		<p>خیر معلوم ہوا عاشق کی رنگ ہو تم عذر کرتا ہوں بڑے صاحب جنگ ہو تم</p>
	<p>پھر ہوا باغ ہر اچھول کھلے خار گئے بیکلی اب نہیں جیتی تھیں ہم ہار گئے</p>	۳۴ھ
<p>آب فرت طرف نہر پر اشک خدا ہی یہی رنگ تو اب لطف ملاقات کیا</p>		<p>میں نے دیکھا کہ جا رنگ پھر ہی کچھ تو ہوا انگہ بدلی یہ کما مصلحت ہو کی خفا</p>
	<p>صرصر ظلم تو چلتے ہی بیگی صاب اک نہ اک شاخ نکلتے ہی بیگی صاب</p>	۳۵ھ
<p>کیا گذرتی نہیں انسان کی گلستا کی بغیر جانا ہوں میں تمہیں اوڑتی ہو کیا صورتیں</p>		<p>جھکو منظور نہیں اب چمن عشق کی سیر اب ہر اربعہ خزان ہو چمن وصل خیر</p>
	<p>نام لو اب جو محبت کا تو یہی ہو مجھ کو جاؤ کانٹوں میں زیادہ نہ گھسیٹو مجھ کو</p>	۳۶ھ
<p>ٹھنڈی ہی اک سانس بھری ہو گیا عنائے منہ بنایا صفت غنچتہ منہ کی کھائے</p>		<p>یہ سنا مجھی تو اس گل کو نہ کچھ بن آئے ایسی بدلی غم اندوہ کی دل پر چائے</p>
	<p>ترنہ بونی اشک کی شبہم سی ملی وہ من کے باندہ دی دیدہ گریان نی جھڑی ساون کے</p>	

چھڑنی کو یہ کہا میں نے جو رو تے دیکھا	یہ ہی تھی ہومرے جان مجھے تم چھینٹا
سرخ جو پول تھا گیسک کی طرح زروا	ہو گیا چرسے جاری ق شرم حیا

ما تہہ باندھی تو عجب نگ نزاکت باندھا	
طرفہ گلدستہ گلہامی لطافت باندھا	

اگیا جسم کہا میں نے چلو جانی دُ	خذر تقصیر کا اب ناٹم لو جانے دُ
شاخ پر مردہ نہو پھلو پھلو جانی دُ	کف حسرت نلو نہندی بلو جانے دُ

تم جو ہوصاف تو صاف اپنی بالکل ہم ہیں	
تم دہی گل عینا دہی بلبل ہم ہیں	

الغرض صلح ہوئی دور ہوا حساطال	مجھ کو پایا جو فرحناک ہوئی وہ بھی نہال
پچھلے باتیں جن تھیں نہاں ہم ہوں جن آج	سانع دل ہی عشرت نی کیے مالا مال

وہ ہوئی شاد و طبیعت مری مسرور ہوئے	
پھر گلستان میں بہار آئی خزان دور ہوئے	

واسوخت اول	
تمام ہوا	



<p>کام بگڑے ہوئے الفت نی بنائی کیا کیا راستہ بھولی ہوئے راہ پائے کیا کیا</p>	<p>عشق نی رنگ زمانی کو دکھائی کیا کیا دوست سی دوست چھوٹی تھی ملائی کیا کیا</p>
	<p>اگ میں کود کے پروانہ جو بیہوش ہوا جسکے الفت میں جلا اوس سے ہم آغوش ہوا</p>
<p>زندگی موت ہی مہین ملک الموت طیب یہ خودی صورت منصور کر می عین حبیب</p>	<p>کارخانہ میں محبت کی عجیب اور غریب امج کیسی اوی قسمت کا جو سولی ہو نصیب</p>
	<p>جان ہی جامی تو دوسو اس بے مطلق سے خون کی قطرہ سنے آواز انا الحق آئے</p>

نخروثر کے کلید ورجت پاسے دو نو عالم کے بھیس ورن ہی ناخت پائی	جسے اس خنجر بران ہی شہادت پائی منسے زکما دم اس راہین احت پائی
بیچ ومارے کا ملاطہم ہی کنارا اسمین کشتے نوح ہی تنکے کا سارا اسمین	
جو چوٹی پھول شہادت کے وہ پھولی وہ پہلے کبھی خنجر کبھی تلوار سی کٹتے ہیں گلی	مقتل عشق کی جانب جبری ہو وہ چلے سر کو جانبا زجکا دیتے ہیں خنجر کے تلی
شوق کامل کے جوتا یہ ہو کر تھی ہی روز قر بانین مین عیس ہو کر تھی ہی	
جنس ناویدہ کی مشتاق خریدار بہت جنگا طالب ہی زمانہ وہ طلبگار بہت	ہی یہ بازار جب اوکھی ہیں بازار بہت نقد جان ہاتھ پہرے ہوئے زردار بہت
مشری جنگی ہیں سب ہیں خریدار یہاں لاکھ یوسف سی ہیں بک جانی کو تیار یہاں	
ہمہ تن داغ ہیں طاموس صفت قص کنان ہم ہیں بانگ حرس قافلہ عمر و ن	خوب دیکھا تو نظر سے بہار اسکی خربان بچکیان نجر مین کی دیتی ہیں آواز کہ بان
صاحب درد المناک کوئی ہوتی ہیں ہنستے ہیں خنجر کے صورت جو لہو دیتی ہیں	
ایک اک داغ ہی گنجینہ زری بہتر ایک اک آم ہی جنت کی شجر سی بہتر	ایک اک زخم ہی اسکا گل تر ہی بہتر ایک اک اشک ہی شہوار گھر ہی بہتر

<p>رگ جان رہتی ہی مشتاق اسی نشکیر شیشہ دل کو ہی سرچوٹ اسی تہ کے</p>	
<p>مرجا کی دہن جنم صدا دیتا ہے زیر شمشیر عربز جکا دیتا ہے</p>	<p>زخم اس تیغ کا بسمل کو مزا دیتا ہی یہی زخم ہے کہ قاتل کو دوا دیتا</p>
<p>یہی لب تشنہ ہیں مشتاق جو کوثر کے نہیں گہونٹ شربت کی ہیں رگڑی خنجر کے نہیں</p>	
<p>بوٹی بوٹی کا کیا خوب تماشا ہے انگھہ ڈالی طرف زگس شہلا ہے</p>	<p>غنجہ غنچہ چین دہر کا دیکھا ہے پتی پتی پہ نظر کی تہ و بالا ہے</p>
<p>سب کو پیمانہ کش بادۂ الفت پایا ہے جسکو پایا اداسے مست و محبت پایا</p>	
<p>شب کو روتی ہی جو شب بیدار کیا ہے حال سنبل ہی جو دہم سبب اسکا کیا ہے</p>	<p>گل جو جنس پڑتی ہیں ہر دم سبب اسکا کیا ہے سبز رہتا ہی جو خرم سبب اسکا کیا ہے</p>
<p>جھلکے دکھلاتی ہیں گرسنگہ ناز کے خوشنویاں چمن دیتے ہیں آواز کے</p>	
<p>عشق ہی عشق ہی جس کی دل غنچہ ہے عشق ہی عشق ہی کتنی ہیں جی قید و تک</p>	<p>عشق ہی عشق ہی پو لو کی ملتا ہی جور عشق ہی عشق جو شیشہ دل کی ایسی گ</p>
<p>منج بوجل میں کہ صبا کی بس میں بلبل گل ہیں گلبن میں گرفتار نفس میں بلبل</p>	

زلف سنبھل ہی گرفتار پریشانی ہے	نہ قسط دیدہ بگڑ گئی ہی کو حیرانی ہی
گل ہی سوار وہ چاک گریبان ہی ہے	دل میں لالہ کی جو داغ غنیمت نہانی ہی

دہن غنیمت کو گرفتار کے قوت کیسے	
پاگل سرو ہی رفتار کے طاقت کیسے	

چرخ میں آتا ہی چٹکی کی طرح تیر	عشق وہ ہی کسار جو کرتا ہے گزر
کون گرداب ہی دریا میں کہ پتھر نہیں	کس گولی کو بیابان میں نہیں ہی چکر

نقطے کو حلقہ پر کار بنا دیتا ہے	
قطب کو کوکب سیار بنا دیتا ہے	

یہ وہ خجہ ہی کہ تاناف اور جاتا ہے	یہ وہ ہی تیر کہ سینے سے گزر جاتا ہی
انگہ کھلتے ہی بیان نور نظر جاتا ہے	پاؤں رکھتا ہی جو اس راہ میں سر جاتا ہے

سرفرازوں کو بھی سر سام ہی سر ہنٹی ہیں	
عاقل اس بہار میں انوں کی طرح ہنٹی ہیں	

داغ بنکر کہیں سینے میں جلا کر رہا ہے	کہیں آنکھوں سے لہو ہو کی بہا کر رہا ہے
رنگ بنکر کہی چہری ہی اوڑا کر رہا ہے	پہول ہو کر کہیں خیزم ہنسا کر رہا ہے

لب فریاد کہیں نا کہ جھٹکا کہیں	
آف کہیں درد کہیں اشک کہیں کہیں	

کاهش تن خلش سنیہ خراش رگ جان	ہی کہیں دی زحار کہیں لب پہ فغان
کہیں خار مگر جوش و خروش تائب توان	کہیں اوٹھتا ہی یہ بکری دل نواؤں ہی توان

	<p>بیقراری ہی کہیں کہیں بیتا ہے ہی دل مضطرب میں تڑپ آنکھوں میں بخوابی</p>	
<p>کبھی باران کبھی بجلی ہی گھانکتی لی کبھی پٹی کبھی شہر ہی گھانکتی لی</p>	<p>ہی کبھی خضہ کبھی غول بیابان کی لی کبھی خیمہ ہی کبھی چاک گریبان کی لی</p>	
	<p>چشم امید کبھی ہی نگہ یاس کبھی مرہم ریش کبھی سودہ الماس کبھی</p>	
<p>الغرض عشق کی نیزنگ ہیں بید و شمار ایک منہ سی نکمی رنج ہوں خاطر کو ہزار</p>	<p>شرط ہی شرط ہی عاشق کی لی صبر و قرار سر تر تیغ جھکائے جو ہو قاتل سی ہزار</p>	
	<p>آشنا ضبط سی بیگانہ بد و خوب سی ہو پاؤں باہر نہ رہ مرضی محبوب سی ہو</p>	
<p>دور و بجا ہی نمایان ہو جو خورشید سحر چہرہ گل پہ کرے دید بلبیل نہی سحر</p>	<p>پردہ دل ہو کتان وقت کا شامی سحر فاخت ہو طرف سرو جو ہو جابی گزر</p>	
	<p>جلوہ حق ہی دیکھ کی دیوانہ بنے شمع روشن ہو شام تو پروانہ بنے</p>	
<p>دہ گری عشق تسلیم جو بشر کہتا ہو شرط الفت ہی کہ الفت سی خبر کہتا ہو</p>	<p>دہی دل اپنا وہ کیو جو بگر کہتا ہو طالب جلوہ دیدار نظر کہتا ہو</p>	
	<p>جگشاں ہو جو اپنا اویں شیدائی عشق کا نام نہ لے ربط کا دعویٰ مکاری</p>	

یون چلے را طبیعت میں جو پیدا ہو جا	تی تکلف دل محبوب گھر اپنا ہو جا
غرق یہ تصویر میں سراپا ہو جا	وسعت ظرف سی قطر ہو تو دور یا ہو جا

دل جلی آہ مگر صاحب تاثیر کرے	آپ دیوانہ ہو نو خورشید کو تسخیر کرے
------------------------------	-------------------------------------

کپیتجے وہ نالہ جو ہوسر و گلستان اثر	ٹپکے وہ اشک کہ جس سی کئی حاصل ہو
خاک اوڑ جای او دہر دل جو مکدر ہو دہر	چاک ہو جای گریبان تو ٹکڑی ہو بگر

جسپہ قربان ہو وہی گرد چسپہ پیار کرے	آپ نقطہ ہواوی حلقہ پر گار کرے
-------------------------------------	-------------------------------

تنگ ہو مثل دہن غنچہ دہن کیا ممکن	مثل زلف آنی جبین پر شکن کیا ممکن
زنگ پر آکے ہو پیرنگ چمن کیا ممکن	دام میں ہنسکے بنگلے ہرن کیا ممکن

جسکا ناظر ہو پسند آئین نظاری او کو	ہو پڑ ناچن ہی تو شیشے میں آوری او کو
------------------------------------	--------------------------------------

جذبہ شوق سی ہو یار پرے رو تسخیر	زینت مالہ آغوش ہے ماہنیر
دل بوسے وہ دم گرم دکھائے تاثیر	دام میں جسکے ہو وہ دام میں اپنی ہو آ

ہو جو معشوق ہے عاشق زار پہنا ہو	صید جسکا ہو وہ صیبا دشکار اپنا ہو
---------------------------------	-----------------------------------

جان دینی کو تو دیتی ہین ہزارون جانبا	رابط کا ایک کو معلوم نہیں پر انداز
سوز رکھتے ہین فقط یا نہیں صورت ساز	مزدوانی ہی اداس کے نہ اداس ساز

<p>خون لہی پی ساقی کے گلفام کمان چشم تر صورت ساغر ہی مگر جام کمان</p>	
<p>ناز کا شرح و بیان اس سو اشک ہی کیا معامی دہن نام نہ اشک ہی</p>	<p>۴۳ گرچہ تو صیغ اشارت و شفا شکل ہی سہل ہی فہم کتب فہم اد اشک ہی</p>
<p>کیسا مصرع قد مونون ہی کوئی چانی بیت ابرو کا جو مضمون ہی کوئے کیا جانے</p>	
<p>اپنی مٹی میں ہی شامل گل پیا نہ عشق دیکھے ہیں بوتلمون جلوہ ستانہ عشق</p>	<p>۴۴ ہم سے پوچھو کہ ہم ہم میکش میخانہ عشق سیکڑوں یاد ہیں گذری ہوئی افسانہ عشق</p>
<p>ساری حالات جہان پیش نظر کتے ہیں جام جسم لہی زانی کی خبر کتے ہیں</p>	
<p>جو پریرو ہے وہی تابع فرمان اپنا حوریں اپنی ہیں جہان اپنا ہی ضوان اپنا</p>	<p>۴۵ واغ دل ہی صفت مہر سلیمان اپنا ہیں وہ بیل گل اپنا ہی گلستان اپنا</p>
<p>دو دن کی ہم جو یہ لیتے ہیں بجا لیتے ہیں چار باتوں میں فرشتوں کو لگا لیتے ہیں</p>	
<p>تالی کرنی لگیں گل باغ میں بلبل کی طرح خوبرو آئین ابھی پیچ میں کاکل کی طرح</p>	<p>۴۶ سینہ چاک جو دکھلا میں کہی گل کی طرح حال اپنا چویشان ہونبل کی طرح</p>
<p>فاختہ ہوں تو نیا عشق ہم اہیجا و کرین سر و بندہ ہو جو سو بار اسی آزار و کرین</p>	

دشمن کو کرتی بہن اک ساختہ تازہ دیوان	جسکے رنگینے مضمون سی ہی گلبرگ زبان
ایک معشوق ملا خضر ام آفت جان	جسکے جلوے کی بہن شتاق تمام مل جان
۳۱	بال کو ملی جو خط و رسہ کامل آیا کچھ نہ سوچا ہمیں آند ہی کی طرح ل آیا
رنگ و حشمت کا جانی لگی عارض کی بہار	چشم ہمار کے الفت میں ہوا دل چار
خال شکین یہ پوئی مرد مک چشم شمار	ظاہر ہوش کیا دام میں گیسوئی شمار
۳۲	نہ فقط تیرے شرکان کا جگر سے گذرا تیغ ابرو کا بھی پانی مری سر سے گذرا
آہ اوس شوخ کا قسمت نی کیا عاشق زار	ایک جا جسکو نہیں برق کی مانند تار
آئی جب گرم مزاجی پڑے خورشید عذار	پہونک ہی پنپ اُفلاک کو بھی نکلی شمار
۳۳	نہیں ممکن کہ سکونچ اویں لک آن کہین دل کہین بیان کہین آنکہ کہین کان کہین
منہ سی ٹکلی وہی مرغوب ہوئی اوں کو جو با	رات ہی دن کو کہا دن کو کہا اونچی را
زہری مری معشوق رماقت ز نبات	نکھایا زنی جب تک نہ پیا آب حیات
۳۴	تھا طبیعت کو طبیعت کا زبس میل پسند ہم ہی کیلے وہی اوسنی جو کیا کیل پسند
بی گہی ماتہ لگایا نہ کہیے بازو کو	جب تلک اذن نہ پایا نہ چوا گیسو کو
دیکھتے ہی ہی اوس چشم کو اوس ابرو کو	نہیں دانی جو کہے تکیہ کیا زانو کو

	<p>باز ہی خدمت پہ کس کا حریفانہ کیا منہ دی ماتھون میں ملی گیسوون میں شایہ کیا</p>	
<p>ہر طرح سے ہوئی منظور اطاعت او کو دل لگانے لگی وصل میں لذت او کو</p>		<p>کر لیا بستہ گلدام محبت او کو ہمسے بھی بڑھکے ہماری ہوئی غربت او کو</p>
	<p>ہو گئی شام تو وصلت کا سرخجام کیا عیش میں رات گئی صبح کو حمام کیا</p>	
<p>قطع کر دی ہیں پونچھ کی لب کب بند ہی خبر شہر طخب دار ہو غفلت میں</p>		<p>چرخ ظالم کو شب عیش نہائی پسند عرض کی اوس کیسینی سہاقبال بلند</p>
	<p>کچھ رقابت کا یہاں طور نظر آتا ہے پردی پردی میں کوئی اور نظر آتا ہے</p>	
<p>وہ کسے اور پہ میں لاکھ دل جان بشار دل میں کچھ بات ہے کچھ اور زبان گفٹار</p>		<p>تم سمجھتے ہو جسے شیفہ و عاشق زار واہ جی واہ ہی کس طرح کے دنیا مار</p>
	<p>بندہ چکا صاف دوزگی کا سامنہ لکھو تو کہو لکھ آئنگے فرازنگ جھان لکھو تو</p>	
<p>بند ہو جاؤ نہ بولو جو کسے راز بھی یہ پرو بال نہیں قابل پرواز بھی</p>		<p>تم یہ ثابت نہیں نیزنگ کی انداز بھی عشق کی طرح تمہارا ہی ہی انداز بھی</p>
	<p>کس طرف کی تھی کہہ رہی ہی ہو کیا جانو شعبہ می شعبہ بازون کی بھلا جانو</p>	

غیر سی چہکے جدا تسی جدا ملتے ہیں	ایسے لوگوں سے کوئی اہل فاطمی نہیں
کیسے الفت کی فری نام خدا ملتے ہیں	جانے دو پوچھنے والے زمین کیا ملتی ہیں

بیوفاؤں ہی عبث قصہ وفا کرتے ہو	گئے گذری نہیں تم ایسے یہ کیا کرتے ہو
--------------------------------	--------------------------------------

منہ پہ کنا کہ بین سوجان ہی قربان شمار	پیٹھ پیچھے نہ وہ باتیں نہ وہ الفت پوسا
دل میں اخلاص نہ آنکھوں میں مروت	نہو پورا یہ قسم کما کے کرین قول ہزار

جال باندھا ہی نکالی ہی پھنسانی کی طرح	زنگ ہر دم یہ بدلتی ہیں زمانی کی طرح
---------------------------------------	-------------------------------------

تمسے ہر روز یہ چھپ کی کہیں جاتی ہیں	کوچہ گرد اور ہی کوچہ انہیں دکھلاتی ہیں
ڈولیاں بہتی ہیں خانگیساں لاتی ہیں	دوپہرات گئی اور حسین آتے ہیں

نیت اور ون کی طرف بید چہا نامتے	روز ہی ناف کہ شب کا بہانا تم سے
---------------------------------	---------------------------------

یہ خبر سنتے ہی آیا انہیں غصہ ایسا	دفعۃً اگل بگولا ہوئی جن سے چڑھا
دل پر آنکھیں پھرین بیان مرا کچھ نہ	نکیا اسکو ہی تحقیق کہ یہ بات ہی کیا

بنکے بگڑی نہ رہا لطف نہ وہ پیارا دنگا	ایسے دھکی کہ سنا نا ہوا دشت وارا دنگا
---------------------------------------	---------------------------------------

دل ہی نفرت ہوئی الفت کی مٹائی صورت	پڑ گئی آنکھ تو ماتھوں سی چپائی صورت
ینگلی جان پہ بگڑی نظر آئی صورت	رفقہ رفتہ صداوت دکھائی صورت

	<p>تیز بروم یہ زبان تھی کہ لگاتے تھے چپے جھک پاتی تھی اگر تو پناہ تھے چپے</p>	۵۴۳
<p>کامی دعا باز جفا پیشہ مروت دشمن ہم جو سچ ہی کہیں وہ جھوٹ ہو کیون نہیں</p>	<p>بارہا ویکے موقع یہ کیے مینے خن غیر جوہوٹ کسی رشتہ کیست او نہیں ظن</p>	
	<p>حال عاشق کبھی خاطر میں نہ لانا کیسا سکے اس کان سی اوس کان اوڑانا</p>	
<p>مشک گیسو میں ذرا نکلتا انھیں بیروت ہوئی آنکھوں میں مروت نہیں</p>	<p>گل رخصت میں کچھ بوی جمت نہ رہی اب یہ کیا ہی کہ جو اگلی سی عنایت نہ</p>	۵۴۴
	<p>کب نہ کیا ہمیں کب حال ہمارا نہ سنا کو کر ہو گئے ایسے کہ دیکھا نہ سنا</p>	۵۴۵
<p>کبھی برسوں کی ملاقات کا کچھ نہ بیان چپ ہو تم حرف و حکایت کا کچھ نہ بیان</p>	<p>لاکھ کہتی ہیں کسی بات کا کچھ نہ بیان کیا ہوا ربط وہ دن رات کا کچھ نہ بیان</p>	
	<p>روزِ بخشش کی ہیں اندازِ زلے ہمسے نہیں ملنی کے تمہیں چاہنے والے ہمسے</p>	
<p>سر میں نخوت کی ہوا عرض پذیر اکب تھے تیز شمشیر جفا عرض پذیر اکب تھے</p>	<p>لاکھ منت سی کما عرض پذیر اکب تھے دل میں ظالم کے دفاع عرض پذیر اکب تھے</p>	
	<p>شورہ شوق کا دل سی کہ ہی منت کی جگہ غیرت عشق پکاری کہ ہی غیرت کی جگہ</p>	

ہو جو گمراہ اسے راہ پہ لانا ہی شرط
بات بگڑی تو بت دریغ بنانا ہی شرط
چاہا اب کسی کنوین اسکو جھکانا ہی شرط
ڈالکر بوجھ سہ کر جھکانا ہی شرط

سرکشی پر ہے اسے شک سے پامال کر دو
جوڑی ماتحتوں کو پڑے پانوں میں اچال کر دو

اشناؤن سی کہا حال تو سب نے یہ کہا
دل کو یہ بات گوارا نہ ہوئی پر صلا
خوبصورت میں بہت ایک متعویٰ ہی کیا
کہ سوا اس کے تھی دل میں کسی غیر کی جا

یار تو مجھے خفا غیر سے اکراہ میں
دوہری مشکل ہوئی سو جتنی کوئی راہ میں

ناگمان دل فی یہ تدبیر نئی بتلائی
ہمہ تن خوب سراپا میں عجب زیبائی
ہم نے اک چین سی تصویر حسین منگوائی
طرفہ رعنا کہ فدا و سپہ ہو خود رعنائی

کوئی شان تھی اس سے جو نمودار تھی
بیدمانی سی مگر طاقت گفتار تھی

کان دو جو نہ غریبوں کی سنیں نالہ و آہ
لاکھ کہی وہ دہن نہ سخن سے آگاہ
آنکھیں ایسی نکیرین جو کہی عاشق چنگاہ
کوئی آئے وہ زبان سی نکلی بسم

تھا دہن تنگ تھی قوت تقریر اسکو
بیزبانی سی کہا چاہیے تصویر اسکو

میں نے آراستہ اک فر کیا ایک مکان
کر سی زیر پٹھیا یا ادھی باشکوٹ مشا
فرش پر دی تھی زرا اند و منقش الوان
دست بستہ جو خواہیں تھیں تو دہر زبان

	زیور و زری چک میں تھی زری کی صورت اور چلی اور جواہر سے پرے کی صورت	۳۳
وہ کیا زیب برو دوش تھی بہاری پوشنا عالم نور تجلے سے ہوا عرصہ خاک	حور دیکھ تو گریبان کرے صبر کا چاک گر دیکھ کر ہوئی قربان نجوم افلاک	
	چشم عالم کو زمین پر لطف آئی زہرہ بلکہ خود بہر تماشا او تر آئے زہرہ	۳۴
وہ جو کاف تھا اسی نامہ کیا یون تجریر بعد مدت کے موافق ہوئی اپنی تقدیر	شکر صد شکر کہ اللہ ہمارا ہے قدیر ملکیا تھی ہی بہت نعم محمد ز نظیر	
	کیا ہوا تم نے اگر حال ہمارا نہ سنا ہی خدا سماع اصوات سنایا نہ سنا	۳۵
سرکشی بندہ عاجز کو بہت بجا ہی ایک کا ایک ہی سر کو بکریہ دنیا ہی	اک کف خاک ہے انسان کو رتبہ کیا ہی جو فرعون بیان او کی لی موسیٰ ہی	
	کبر کس کس کی لیے باعث تذلیل ہوا مور و لعن تکبر سی عزرا زیل ہوا	۳۶
ایسے گمراہ ہوئے تم کہ چلے را غلط ساری الفت تھی غلط پیار غلط چاہ غلط	نگہ مہر حقیقت میں تھی امی ما غلط ہم جو سمجھے تھی وہ مضمون تھا واللہ غلط	
	پیر لین آنکھ میں یہ انداز وفا کا ہے کو ہی بی نکت ہو تمہیں الفت کا مزا کس ہے کو ہی	

پیش ازین ہمے جو صورت تھی صورتِ بہین	جو طبیعت تھی تمہاری و طبیعت ہی بہین
کچھ کا کچھ رنگ بھی بوی محبت ہی بہین	تیز پڑتی ہی نظر چشمِ مروت ہی بہین

ساری پوری ہوئے ارمانِ خدا حافظ ہی	ایسے چاہت کی ہی متربانِ خدا حافظ
-----------------------------------	----------------------------------

آتشا بھی جامی سی باہر کوئی ہو جاتا	سینہ صافون سی مکدر کوئی ہو جاتا
آتشا ہو کے تنہا کوئی ہو جاتا ہی	دیکھو آئینے سے تپھر کوئی ہو جاتا

غم نہیں تھے جو نظرِ ون ہی گرایا ہکو	اہل انصاف ہی آنکھوں پہ بٹھایا ہکو
-------------------------------------	-----------------------------------

وہ حسینِ فضل الہی سے ہی فرما ہوا رہا	جسچہ زون کو نبی ش آتے ہیں بیانِ بہین
ایسی ہی گلشنِ آفاق میں ہیں گلِ خسار	رنگِ پر حسن ہی جو بن پئے جو کی ہزار

دھوم ہر شہر میں ہی شہر کے ہیں بازارِ وین	ہی مہِ مصائب ایک او کی خریدارِ وین
--	------------------------------------

طول ہو گا جو سراپا کا یہاں ہونڈ کو	مختصر یہ کہ سراپا وہ اند کا نور
دعویٰ حسن کہی اوس سی جو تو کیا مقدور	کرمِ شتاب نہ چسکے مہ تاباں کے حضور

شمع کا گل ہو تابلِ گل شاداب سے کیا	نسبتِ ذرہ ہی خورشیدِ تانا سے کیا
------------------------------------	----------------------------------

ہو پریشان اگر زلفِ پریشان دیکھے	سخت حیران ہو جو وہ گرسن قنار دیکھے
دلِ جلی آتشِ عارض جو فوڑان دیکھے	کنوینِ جہان کی جو کسے چاہ زرخدان دیکھے

	<p>دیکھ کر موی شرہ جان تپ کے بچا سینہ غزال بنوخت سی کلیا چنچا</p>	
<p>جیت اوس گل کی ہو باز تری طرح ہر کما کی ہیرا ابھی فیروز کی مانند مر</p>		<p>۶۲ گریبان دیکھے جو اسکے تو دم سر دھجھ صاف وہ گوہر دندان ہیں نظارہ کری</p>
	<p>جو ٹی موتی کی طرح قدر کر گیا آبرو خاک میں ملبسای سراپا تیرے</p>	
<p>ساری آفاق میں کوئی نہ جکھانے شمع سوزان کبھی نہ لگھلکھانے</p>		<p>۶۳ سانا حسن میں اوس سی ہی بڑی نادانے عرق آلود کھائی وہ اگر پیشانے</p>
	<p>زیست مشکل ہو ملاطم میں سفینہ غرق ہو ڈوب مرے تو یہ پسینا</p>	
<p>سیکڑوں کشور دل جس نے کی دم میں تباہ حملہ آور ہو جو وہ کیسے نچا شمشیر</p>		<p>۶۴ ہی وہ غارتگر ہوش و خرد و عزت و جاہ تو مقابل ہو بیعت و رعیا ڈا با بند</p>
	<p>سانا کر کے مثل کمان رخ بچھڑا شکر عشوہ و انداز و امین گھڑا</p>	
<p>سینہ زخمون سی چھنے تو دہائی تھکاو سہنگون پانون پہ ہو کچھ نہ بن آئی تھکاو</p>		<p>۶۵ تیر تیر چو بلکون کے لگائے تھکاو تیغ ابرو کے بھی جو چھو دے کھائی تھکاو</p>
	<p>وار پر وار دوستی وہ دم جنگ کری ایک تیری نہ چلی وہ بختی چو جنگ کری</p>	

بند بواؤس ہی جو تو حرفِ حکایا کیے
گہات تیری پخلی تجھے اگر گمائی کے
بات نکلی نہ تری منہ سی جو دیا کیے
ایک ہی چال میں بانے تو رہی کیے

ماہِ منتخب مہ کامل کوئی ہو سکتا ہے
چاند سورج کی مست ابل کوئی ہو سکتا ہے

حسن میں اوسکے برابر ہی نہ خورشیدِ نیاہ
پاس ہی جب سے وہ محبوب نہیں کی چا
ہی عجب حسن خدا داد کہ اللہ اللہ
اوسکے ہوتی کوئی اُخب یہ پڑتی ہی

کسے معشوق کی اب دل کو تمنّٰی از ہی
اوس پر واند ہوا دل ترے پروا از ہی

دیکھتے نکلتے اگر جہنم کو یقین
معرکہ گرم ہے آنا ہی تو آدیر نہیں
پر بشر طیکہ رہی تاب غش آئے کہین
ترک غم ہے یہاں کہین پی ہوئی خج کہین

ہمجان کا ہی ہی وقت نیا سامان ہے
یہی میدان ہی ہی گو ہی ہی چوگان ہے

یہ جو مکتوب ہا اوس سے تو غصہ آیا
پہاڑ کر خط کما قاصد سی چل میں آیا
موسیٰ تن راست ہوئے لال ہو تھا آیا
دیکھنا سچ ہی جو یہ کیسے قیامت آیا

کیا کوئی آئینہ و گیسو دن والا ہوگا
موکشان گھر سی اس وقت کالا ہوگا

کپڑے بدلے کیا آراستہ تن پڑیو
شانہ بالون میں کیا یہ سخن آیا لب پر
ہاتھ میں لیکے علی بند کہا یا حیدر
فتح پیچ آج سے چوٹی کا نشان بہر

۱	جنگ کی گہات دوپٹے سے غودار ہوئے جھانکی گھونگٹ کے نئی طور سے تیار ہوئے	
۲	کنچ گئی ابر پر جسم کی سرت کمان ترک غم نہ کوہ تنگونی دیا فیضان	سینہ او بھر استان کی ہوئی سیربان ہاں مری شہیر گویا ہی ہی چوگان
۳	کچھ فزنگی بھی ہوئی جنگ کو تیار بزن لیس چارون صف مشے گان سچی فی چار بزن	
۴	عجب انداز سی وہ سر بدہ پردار چلا ساتہ انداز چلا عشوہ چلا ناز چلا	کبک کی صید کو گویا کوئی شہباز چلا مثل طائوس چین غم نہ طناز چلا
۵	انہیں کہتی تھیں کہ کیا بات دشمن کی شکست پلکین کہتی تھیں بہت سہل ہی پلین کی شکست	
۶	نہر آئی کی ہوئی مینے کہا آنے دو ہمشینون سی کہا منکے او کسی کمانی دو	آپ ہی رو کیسنگے دربان نہرا پانے دو تم تھیں تہہ رہو سب مجھے او بھانی دو
۷	دور سی دیکھی تدم تک نہ بڑھانے پائے پاس تصویر کی آئے تو نہ آنے پائے	
۸	دفعہ دہوم ہوئی در پہ سوار سے آئی گل کھلا تازہ او ترننے کی جو بارہی آئی	شوگلشن میں اوٹھایا دبہار ہی آئی مٹ گیا جاہ و چشم ذات خواری آئی
۹	بڑھکی دربان فی کہا بس تدم گئی نہ بیچے روکی روکی جاہ و چشم آگے نہ بڑھے	

ہوئے کہ لوگ کہ مان مان نہ کرو ترک ادب	ہی طلب آئی نہ تو لگی یہ کہے ہو گے طلب
صحن تک آیا تو دکھیا کہ ہے انہو عجب	جاہ و شہرت کا جو سامان ہی یہی سب
کرسی پر پین شاہد عینا دکھیا	شان اللہ کے قدرت کا تماشا دکھیا
غیر شہ آئی نہ ہی تاب موانج کمال	چین ماتھی پہ پڑی چہرہ بوغیہ لال
بڑھ چلا تا او سے کرسی سی گرائی فی الحال	تھا جو انہو ڈر پاس تک آنا تھا محال
تھی خواصوں کی جو ستادہ پستو پر	بہنے لگا ربتائی کہ الگ دور پر
دور سی دکھیل دیا پاس نہ آنے پایا	گھٹ گیا جب تدم آگئی نہ بڑھائی پایا
جھک گیا سر نہ سہرت نہ اٹھائی پایا	نخل نخوت کا پھل اور ماؤ تانی پایا
لٹی ذلت نی لی جاہ نہ زیبائے کی	جہ پھلے پست ہوئے انجمن آرائی کی
اغرض دیکھی کی بیزنگ نہ نکلا باہر	چل دیا عشوہ و انداز واداکا شکر
تالیان سینے بجائیں کہ بجاطیل ظفر	ذلت فاش ہوئے ٹکڑے ہو غم سی جگر
تک حرمت ہوئی جسوقت رہا کیا باقی	منہ و کہانی کے نہ ظالم کو رہی جا باقی
آخر کار بہت ہو کی پریشان غمگین	ایک گوشہ میں ہوا سب سے شہد کہین
صدف چشم فی دامن میں بھری چین	مک شیشیم کہ عرق شرم سی لای چین

	لعل لب غیظ سی جسم دردندان کی تلی ہاتہ شاخ گل ترسیب زخندان کی تلی	
مجلو نو پو نہی یہ خبر لو ہوئی دولت او کو ایسے جیسے کہ گوارا ہوئی عزت او کو	دل بیٹھا کہ نہیں اٹھنی کی طاقت او کو کہیں ایون نہ کھالین کہ ہی غیرت او کو	
	سر زانو ہین بڑا رنج ہی جی کہوتے ہین منہ پہ پلہ لیے افسوس ہین ہین روئے ہین	
دو زون تر آگھین ہین تسکین نہیں ایک ٹھی رشتہ اشک مسلسل ہی کہ سوتی کی لڑی	ایک سانوں کی جھری ایک ہی دونکی جھری ذری افشان کی ہین یا خاک ہی بانو نہیں	
	چشم مناک سی بڑ بکری کوئی کب ساغر دبڈبائی ہوئی نکھین ہین لبالب ساغر	
سرخ ہر آنکھ لہو سی ہی رخ زرد کی ساتہ منہ ہر بار نکل جاتی ہی اف دھو کی ساتہ	زعفران چھولی ہی گویا کہ گل دھو کی ساتہ نالہ گرم ہین پیسہ نفس سرد کی ساتہ	
	سر جھکائی ہوئی ہین شرم سے ابرو کھیرج چین پیشانی روشن ہی گیسو کھیرج	
سکے یہ بات بھی ضبط کا یا راز نا حاکم گوشے مین گلی او کو لگا کر کیا	دل جو تیا ب ہوا شک ہی دھڑکا سیری پاس آئی تھی جانا تمہیں او کس نہ تھا	
	تھا وہی پاس مری پاس جو آئے ہوئی لختہ زن کس نے چھ اپنی پر کھاتی	

حق تو یہ بات ہے اول تو نہ آنا تھا ہمیں
اور جو آئی تھی تو اس گھر میں جانا تھا میں
وہاں گئی تھی تو ہمیں پہلی بلانا تھا ہمیں
پوچھ کر جسے سرتنہ اوٹھانا تھا میں

قدر گوہر کی جواہر کاشنا ساجنی
ہم جو ہمراہ نہوں تھو کوئی کیا جانی

اپنی ذلت کی ہوئی آپ تم اسد خم امان
تن تنہا تو کیا جنگ کا تمنی سامان
اسن پھرنج کی امید غلط تھا یہ گمان
بی طلب ہو تا ہی کوئی کسی گسین جان

چھیڑتی تم اوسے وہ پاس تمہارا کرتا
اپنی ذلت کوئی کا ہے کو گوارا کرتا

خیر آئی ہو تو جانی دوسرے تہ و ٹھہر
زلف کی طرح عبث حال کیا ہی ابتر
جشن میں بیٹھو ہنسو لو سنو فخر تر
بڑی سکونی نکرو روؤ نہ شادی کا ہی گھر

کوئی جاتا ہی جان فتنہ پیا کرتا ہے
گھر میں شادی کی کوئے آہ و بکا کرتا ہے

شکے یہ بات دیا اوسنی یہ گرمی سی جواب
نوح میں جشن میں بیٹھوں کہ گلیجا ہی کتا
بڑی سکونی کو تری آگے خانہ سہرا
چھیڑا ہوتا ہے وہی شرم ہی جھکو عجب سا

ہلکویہ رنج تری سے یہ گما تین اب تک
نوک شتر میں گ جان کو یہ باتیں اب تک

طنز آمیز سخن خوب سمجھتے ہیں ہم
اپنا گھر جانکے رکھا تھا ادھر سنی قدم
ہیں اشاری ہی ترے ہرچہ خوب و خرم
یہ نہ سمجھتے تھے کہ ہونگے پوچھ و نام

	<p>یک ایک آتی ہی برگشتہ زمانہ ہوگا خانہ عیش میں تعزیه خانہ ہوگا</p>	۸۹
<p>کہ محبت میں ہونی بوسے عذائیت دل کی آئینے نے کی گرد و کدورت</p>		<p>الہامیہ کی تنہ لیاقت پیدا زنگ باتوں میں ہی بخش کا قیامت پیدا</p>
	<p>ہم تو ناشاد ہوں تم شاد خدا کی قدرت ہم ہوں بنیاد تم آباد خدا کی قدرت</p>	۹۰
<p>ایسے پہرے ہوئے کو کون سنبھالی یار غیر انکار سوچے کوئے راہ طلب</p>		<p>میں دیکھا غصہ آیا کہ وہ گبرٹے بیڈ عذر اگر کیجئے تو ریش سنی گا کوئی کب</p>
	<p>پانوں کو ماتہ لگا کر یہ کہا خیر تو ہے جان نثاروں سی یہ سرزو ہو خطا خیر تو ہے</p>	۹۱
<p>تہمتیں ہونے لگیں سچ بھی ہمارا مقصوم لکھنے ایسے کسے اور کو ہونگی معلوم</p>		<p>واہ کیا زنگ کساتی ہیں جین طالع شوم شہرین بدخواہ جو ہوں لہی ہمیشہ محکوم</p>
	<p>بدگمانی ہی عبت صدق ہیں بان میں ہم کچ ادائی نکر و سید ہی مسلمان ہیں ہم</p>	۹۲
<p>میرے نزدیک ہی یہ عذر گنہ سی بدتر ساہی جا کے یہ کننا تھی لازم ہی خیر</p>		<p>شکے یہ بات کھا اوسنے کہ یہ دل یہ جگر دبیدم چور کو ترغیب کے مان چوری کد</p>
	<p>کیا دلیری ہی ڈہشتانی کی یہ معنی صفا واہ دیدی کی صفائی کی یہ معنی صفا</p>	

اب نمائنگے نمائنگے تمہارا کہنا	کہے اس قل ہی چھٹا بن تو جہو کہنا
سیکھ آئے بو کو کس سی تھسا کہنا	خوب بی پر کی اڑاتے ہوا جی کیا کہنا

ایسے گما تین تو بتا دیتے ہیں ہم اور نکو	جائیے جائیے بس مسیحیے دم اور ون کو
---	------------------------------------

آئینہ لیکے ذرا دیکھو تو اپنے صورت	اسی منہ پر ہی تمہیں عوی مرد و آفت
ہو گئے معشوق کی عاشق کو گوارا لبت	بس چلو جاؤ نہ دو ورنہ نفست نفست

اب نہ کملواؤ زبان بات کی قابل نہیں تم	سیح تو یہ ہے کہ ملاقات کی قابل نہیں تم
---------------------------------------	--

تھا کہے ہریان کہ چنلسم یہ طغیان ہوگا	دل سے جو دوست تھا وہ جان کا خانا ہوگا
خیراب کاہیل کو اس رنج کا سامان ہوگا	ہم نہ ہو گئی نہ یہ احوال پریشان ہوگا

خیر جو تہنے کیا خوب کیا چہنا دو	ہم بھی جاتے ہیں سو ملک بھا جٹاؤ
---------------------------------	---------------------------------

ایسے جینے سے تو ہر طرح ہی مرنا بہتر	آبرو جب نہیں دنیا سے گزرتا بہتر
دوستے دشمن جانی سے نہ کر بہت	پانوں ملک عدم آباد میں ہر بہتر

اب کہاں رہت خلش ہمسی ہی شیکو	ہم تو رخصت ہوئی لوحین مبارک تھو
------------------------------	---------------------------------

زیست منظور نہیں ہر ہی کہاتی ہیں ہم	ابھی باز رہی ایون سنگانی ہیں ہم
اب نہیں آئی کی اوس شہر میں جاتی ہیں ہم	جان کو قید حبس سی چڑاتی ہیں ہم

<p>ہو کے آبا و جہاں یاد کرو گے ہمسکو یاد کرو کہ بہت یاد کرو گے ہمسکو</p>	
<p>متصل زنگ ہمارے آنسو بھی ہے ہوش میری نہ بجا جوش محبت سے رہی</p>	<p>کلیے پاس کی اونے جو زبان سی کیے کیا کہوں صدی مجھ کے دل مضطر</p>
<p>جوڑ کر بات کہہ سینیہ یہ کیا کہتی ہو لہر کیا آئی جو دریا کی طرح بہتے ہو</p>	
<p>سایہ حیدر کا رہی تم کو چمکے پناہ جو برا چاہے تمہارا وہ ہو بر باد تباہ</p>	<p>ایسے باتیں تو زبان سے نہ نکالو لند دشمنوں کو نہ ہو یارب کوئی صد جانگاہ</p>
<p>گرچہ ظلم و ستم و جور کے ماری ہیں ہم خیر خواہ اب بھی بہر طور تمہاری ہیں ہم</p>	
<p>کسکے قصیر ہی اس بات میں تقصیر معاف کر دیا کسکے کدورت نے مکدر دل صاف</p>	<p>لو کہے دیتے ہیں اب صاف نہیں ہیں خلا کیجیے غور ذرا کہول کے چشم انصاف</p>
<p>دل کیا کہنے یہ چھوڑا یہ پیش کسی ہے کستے نوئے بین کا نہی خلیش کسی ہے</p>	
<p>پاس تنہی کیا ہم ہے ہوئے پاس ہی دل شکستہ جو کہے تو نہ پڑتا یہ قوت</p>	<p>بیرحمی کی جو بہت مٹنے ہوئی ہم مجبور کسکے قصیر ہی سوچیں تو ذرا دل میں مضور</p>
<p>کسکے جانب سے اوجھارت شہر کساہی تہیں نصف ہو بگاڑا ہو کسکے کساہی</p>	

<p>اسعد رستمے ستایا کہ رہی دل کو نہ تاب پر حیا چاہیے نکو بھی جو ہی ہلو جو بیا</p>	<p>ہو کی مجبور دیا دل کی ستیا کا جواب ناز بردار کو کیا عذر انکھون پر عیسا</p>
<p>۳۱</p>	<p>اب ہی خواہاں رضا تابع احکام میں ہم بیچ لوعہ ذر نہیں بندہ بیدام میں ہم</p>
<p>میری باتوں ہی ہوئی کچھ اسی کی حاصل صلح کرنے طبیعت ہوئی او کی مائل</p>	<p>گرچہ ظاہر میں غضبناک مگر دل میں خجیل کہنچ کر اگر نفس بندہ خوش حال</p>
<p>۳۲</p>	<p>التجاسی یہ کہا کیجیے قصہ میر معاف بیچ ہی میری ہی خطا کیجیے قصہ میر معاف</p>
<p>آخر انسان ہیں ہم انسان ہی خطا تو ہی جانے ہی دو خلی جان ہوا ہوتے ہی</p>	<p>کوئی بیجا تو کوئی بات بجا ہوتی ہی اہل ہمت ہی سے امید عطا ہوتے ہی</p>
<p>۳۳</p>	<p>سخت شرمندہ ہیں ہم اب پشیمان کرو جو ہوا سے ہوا اپنی طرف دہیان کرو</p>
<p>اب قدم راہ اطاعت سی نہوگی باہر نہ سے اب جو خن آپکا وہ گوش ہو کر</p>	<p>آسمان پہنکے گری میرا وٹھانچ میں آنکھیں پھوٹیں جو پیر سی پکی جانب نظر</p>
<p>۳۴</p>	<p>بی تمہاری چمنستان ہو تو جنگل ہو جائے پادشاه اس راہ سے باہر جو پریش ہو جائے</p>
<p>خاطر اک بات میں ہی آپ کو میری بھی ضرور یہ اشارہ جو کیا اوسنے کہا میں نے خضو</p>	<p>باغ سرسبز ہی سبز ہو گیا نہ ہو دور سب طرح کا تھیں اسدنی بنشا ہی</p>

	آدمی وہ نہیں جسکو کہ نہ بات کا پاس لازم انسان کو ہی انسان کی بات کا پاس	
ہنگ بولا کہ ہی انصاف سی یہ بانی	اک ملاقات تیرم ایک ملاقات جدید رشتہ الٹ پرت پریند کی ہو قطع و دید	
	بھرتی ہوں چاہ کا برسوں ہی جو م کوئی نہوں غیر سیرابی ہوں ہم کو نے نہوں	
سر ہکا کر یہ کیا سینے تب اونی اٹھا	تم وہی ہو کہ کیے تم نے ہزاروں اوار صدق کا نام نہیں کذب بالکل ہی	ایک پورا کیا بسکو دینی پنج ہزار
	رفع کیونکر نکرین شبہ جو ہی خاطر کو ہی یقین آپکے اوار کا کس کافر کو	
مقرر جرم ہوا ہو کے پشیمان یکسا	درمیان آج سی بس سیر تہاری ہی اب جو چھوڑوں تو دین احمد مختار سزا	صاف اوار کے ہن میر عرب شیر خدا
	بعد اقرار کہے اب جو ہوا نکار مجھے ذوالفقار اسد اللہ کے ہوا مجھے	
درگاہ حضرت عباس تو ہی چار تدم	تم بہ تیرا چپ کو چلی اٹھاؤن میں خوب نیت سی ہی آگاہ خدا اکرم	دور بعد نہیں موجودن کھانے کو قسم
	ایسی قمین کمین ہو گئے ہن بھانی کی لی دل ہی حاضر ہوں میں قرآن اٹھانی کیلے	

ہر طرح سے صلح جو اوس کو پایا	ورگزرینے ہی کی مصحف بنگوا یا
باتوں کے کہ نہیں یقین آتا	تین مصحف کو تین کھائی تین ایمان لانا
پندرہویں ہم ہیں ہی تم ہو وہی باتیں ہیں	نویں جلسے وہی ہر دم کے ملا تین ہیں
مہربان مجھ کو چوپایا وہ ہوا شاد کمال	زنگ رنخ زرد چہرہ کی خیر گسیال
سر جھکا کر طرف تہنہ ہوا گرم مقال	تیرن قدرت کی مین قربان شد متعال
بن پڑی بات سوئی عقیقہ کشائی میری	شکر صد شکر کہ امید برائے میرے
بات گرون مری ڈالکے وہ لالہ حنا	بوسے لے لے کے نگا کسنی مین بان شمار
جگیا زنگ پھر آئی مری گلشن مین	پرچو نگاہی بوس ہی کہ نگاہی وہ خار
دل غم خیر سی خالی کسے عنوان ہو جا	میزبان گہرین رہی رخصت مہمان ہو جا
نکے مینے یہ کہا کون چلیدی کی ہی بات	کیا قباح ت ہی توقف ہو اگر آج کی رات
نگوارا ہوئی یہ بات سمجھی اسی گمات	بولی رخصت ہی مناسب ہی ہو جلد نجات
اب توقف کا سبب کیا یہ حکایت کیا ہی	جس ہی ملنا نصیب چھپا دوسکی عاری کیا ہی
مینے اونے یہ کہا نیچے مرضی ہی ہی	جاؤ تم آپ وہاں مہنی اجازت تمیں ہی
نقنہ کی طرح اٹھا پاس ہی چلی	جا کی ادھ گہرین کہ جس گہرین جگہ ہی او

<p>۱۱۶</p>	<p>ہمکلامی کی لیے اوسکے برابر بیٹھا دوسری کرسی زرا پس بچھا کر بیٹھا</p>	
<p>۱۱۷</p>	<p>اسکو منظورِ صورت آغاز کلام اسنے پوچھا کہ تباؤ تو مجھے اپنا نام</p>	<p>پرسش حال او دہری نہ توجہ نہ سلام ہونٹہ بھی دمان بلی بات کا اعلیٰ مقام</p>
<p>۱۱۸</p>	<p>اخلاط اسنے کیے باتون میں کیا کیا کہو لا بت بنا قفل دہن او سنے نہ صلا کہو لا</p>	
<p>۱۱۹</p>	<p>تنگ ہو کر یہ کہا اسنے کہ اسدی غرور حسن پر ناز بھی بجانہ پرے ہی یہ حور</p>	<p>ہمتویہ خنق کرین بات نہو مان منظور آدمیت سی یہ نخوت یہ تکبر ہی دور</p>
<p>۱۲۰</p>	<p>ہی یہ سارا ترے قدرت کا تماشا اسد آدمی ایسے ہی آفاق میں ہین یا اللہ</p>	
<p>۱۲۱</p>	<p>کہہ کہتا تھا سبح میں ہی آتا نہیں کچھ پوچھا ہونہی بت حال تبا نا نہیں کچھ</p>	<p>وجہ کیا چھی بھی ہوسیاں میں لا تا نہیں کچھ شکل انسان کی سوا میں اسی پتا نہیں کچھ</p>
<p>۱۲۲</p>	<p>نہ سماعت بصارت کا اسے یارا ہی کور ہی کر ہے یہ کجخت الہی کیا ہے</p>	
<p>۱۲۳</p>	<p>خدی گوتی لوگ جوتی اسنے یہ پوچھا آہ عرص کی بنے غرض آپ کی کیا ہی آہ</p>	<p>تمہیں احوال کہو مجھے کچھ آہ چھا گیا رعب ہوا ریت کا قصا آہ</p>
<p>۱۲۴</p>	<p>دیکھ کر آپ کو سکتے میں ہی حیران ہتی جان میں جان نہیں غالب بیجان ہی یہ</p>	

<p>۱۲۰</p> <p>اسے لا حول ولا قوۃ الا باقدہ</p> <p>غول کو خنجر جو بھی تو غلط ہو گئی راہ</p>	<p>۱۲۰</p> <p>سکے یہ بات کہا غور سے کی جب کہ نگاہ</p> <p>یہ تو تصویر ہے انداز خموشی ہی گواہ</p>
	<p>۱۲۱</p> <p>صرف عیار نہیں یہ تو فسو نگر ٹھہرا</p> <p>کمین بہروپ سی ہی روپ یہ بڑ بکر ٹھہرا</p>
<p>اور تو اور دیا ہمسکو ہی تو فی دہو کا</p> <p>تو ہی عیار بڑا ہم ہوئے قائل بخدا</p>	<p>۱۲۱</p> <p>پھھر کے آیا جو مری پاس دُمان سی تو کہا</p> <p>نقل کو اصل کیا سچ ہی ترا کیا کہنا</p>
	<p>۱۲۲</p> <p>اس جگہ کچھ نہ چلے کہا گئے چلکا تیرا</p> <p>چل گیا خوبی قصدیر سی نقشہ تیرا</p>
<p>ہون میں جاننا زبھی نے نہ محبی شعبہ باز</p> <p>دل پریشان نہیں بیان درمہدیر باز</p>	<p>۱۲۲</p> <p>توقہ مار کی مینے یہ کہا بت و نواز</p> <p>اب سی مد نظر نہ ہونہ اگر آپ کو سنا</p>
	<p>۱۲۳</p> <p>ہنسکے مندا یا کہ دشمن ہون پریشان تیرے</p> <p>ہمتو سو جان سی میں تابع منداں تیرے</p>
<p>اوسکے خواہاں رضا ہم ہی ہوئی لیل نہار</p> <p>یار سے صلح ہوئی آئی گلستان بہار</p>	<p>۱۲۳</p> <p>خوش ہوا اوسکے اطاعت سی ہمارا دل ناز</p> <p>جہانم اطلال سخن کا نہیں موقع ناز</p>
	<p>تیزی ذہن برا خوب دکھائی تو نے</p> <p>بات بگڑی ہوئی دھم بھینائی تو نے</p>
<p>۱۲۴</p> <p>واسوخت دوسرا</p> <p>تمام ہوا</p>	<p>۱۲۴</p> <p>۱۲۴</p>



<p>نہ نہ شوخی نہ نہ خوبی نہ یہ عرسائی تھی خلق کب کشتہ اعجاز سیجائی تھی</p>	<p>کل کی ہی بات کہ تم مین یہ زیبائی تھی چست کس دن کمر صبر کمر آرائی تھی</p>
<p>خنجر حسن مین بیدار کی جو ہر کتبے بیخدا چاہنے والے تہ خنجر کتبے</p>	
<p>جان عشاق او اوں پہ بجاتی تھی کہی یون کمر راہ عدم کی نہ بتاتی تھی کہی</p>	<p>میر گزاری تری آنکھوں نگو نہ آتے تھی کہی زلف بل کہا کی نہ دل پیچ مین لاتی تھی کہی</p>
<p>کرتی تھی کب نگہ نازیہ آفت پر پا قد و قیاسیت سی نہ تھی تھی قیاسیت پر پا</p>	

شکل آیین حبین کرتی تھی حیران کسکو زلف دکھلاتی تھی یونچ اپریشان کسکو	مانگ رکتی تھی تری چاک گریبان کسکو کنوئین جھکواتا تھا یونچ پونچ دکان کسکو
محو حیرت تہانہ انداز کلم سے کوئے زنج ہوتا تھا نہ شمشیر تبسم کوئے	
مست چشم می ہوش پاکس دن تھی شوخی حسن ہی عالم پہ جفا کس دن تھے	انگہ مست خشنہ کی بنا کس دن تھی براد اوجہ شمشیر قضا کس دن تھی
چتوئین باعث خونریزی عالم کب تھین صفت مرگان صبی صنفین دہم و ہم کب تھین	
بات کرنی تمہیں آتی تھی نہ اے مایہ ناز نقد دل لینے کو کب پنجہ مرگان تھی ناز	شرم سی بھی نگاہین تھین یہ کب تما انداز شاق تھی طبع کو سیر چمن ناز و نیاز
ڈرتی تھی مجسم عشاق جہان سنتی تھی گل سی سنتی تھی بلبل سی غنائ سنتی تھی	
راست باز و نمکونہ یون دار پہ دہر دیتی تھی نالہ اہل و فغانگ اثر دیتے تھے	مہر و رنکونہ یون داغ جگر دیتی تھی شجر باغچہ عشق شمر دیتی تھی
راستی صورت سر و لب جور کہتی تھی گل کی پور کہتے تھی کانٹوں کی نہ کو کہتی تھی	
گنگو کا یہ سلیقہ تھا پرتے روٹھو مٹنے لگتی تھی جنبش ابرو ٹھوٹھو	سو جہتا تھا نہ کسی بات کا پہلو ٹھوٹھو منہ سے یہ کھایا ہی یہ جسا و ٹھوٹھو

<p>دہری کے نہیں امی جان اشارے آئے ناز و انداز یہ صدقی میں ہمارے آئے</p>	
<p>فت نہ پروازی کی ہوتی ہیں جن سکملائے عشوہ ناز سب امی مشفق من سکملائے</p>	<p>بہتے یہ ہوش بابتکو سخن سکملائی چال انگیلے کی شوخی کے چلن سکملائی</p>
<p>اپنی بوسون ہی یہ رنگ رخ انور چمکا ہمنے سیتل جو کیا تیغ کا جوہر چمکا</p>	
<p>ہو کے دیوانہ پر یزاد بنایا تھو کما میں تلوار میں توجہ لا دینا یا تھو</p>	<p>ظلم سہ کرستم ایجاد بنایا تھو صید جب بنگلے صیاد بنایا تھو</p>
<p>عشق کامل جو ہو حسن میں تم طاق ہوئے ہم جو رسوا ہوئی تم شہرہ آفاق ہوئے</p>	
<p>چاہنی والون کا کوچی میں مہاری ہی ہجوم نقشے کنچنے لگے نقاشوں کا چمکا مقسوم</p>	<p>چشم بد دور ہی آفاق میں اب آپکی وہوم شہر انداز ہی کہ ہوتا ہی کہ ہر فیض قدم</p>
<p>جمع خلقت سہ بازار ہمارا کرتی ہے بہتر در پر پس دیوار ہمارا کرتی ہے</p>	
<p>سربازاری منظور نظر شام و پگاہ بیسے یکبے نہ سخت کہ عیاذ باللہ</p>	<p>اب جو شہرہ ہوا پھر گئی عاشق منی نگاہ کوچہ گردون ہی مقہر تہمتیں امی راہ</p>
<p>پانوں پر بھی جو ملے طالب دیدار آئین پیر لومنت نہ بخت مرے کرو چار آئین</p>	

یادہوں تہا کرنا کرتے تھی باہم ہم تم	نہ جدا ہوتی تھی مثل خط تو ام ہم تم
ہمبھل شبکو بزرگ گل و شبنم ہم تم	ذرہ و مچھو صفت دن کو فراہم ہم تم
بی تمہاری بہین سکین ل امی یار تھے	
بہمے منظور جدائی تمہیں زہار تھے	
منہ میں جو آتا تھا ہم اکیلو کہ جاتی تھی	لہر جاتی تھی جس سمت کی بہ جاتی تھی
تم نہ کچھ کہتے تھے منہ دیکھ کے رہ جاتی تھے	ہم جو کرتی تھی کڑی تم اویسی سجاتی تھی
تسے خموشی کے سوا تاب سخن کب تکو	
سر نہ گویا تھی تمہاری مہی لب تکو	
یاد یہی حال نہیں ہتی جنوٹوں کہی حال	تکو کچھ رنج نہیں لاکھ طرح کا ہو ملال
آئینہ پیش نظر اور تماشای جال	کیا گذرتی ہے کسی پرہیز مطلق خیال
ارہ چلبامی جو سر پر نہیں جنم تکو	
کنگھے چوٹی سی فراغت نہیں اک دم تکو	
جاتا ہوں کہ جلانا ہی مراد نظر	مین سر راہ جو بیہوش تونہ آؤ تم آؤ
کاٹکر راہ چلے جاتی ہو مجھے اکثر	چال تلوار کی سیکھے پہنکالے جو ہر
رنجی عشق پہ اتنا ہی ستم خوب نہیں	
کاٹا بھی نہیں ہر دم کی یہ دھم نہیں	
حال پونچا ہی یہ اپنا کہ بہت ہی مضطر	در و دل ہی جو کسی دم تو کہی در و جگر
دوست کو دوست ہی ہوتی ہی غلامی	کس مرض کی ہو و اتم جو نہ لو اب ہی خبر

	<p>مال پری کوئے تے تینن بھسا ہو کر اتنا بیارے پیسہ مسیحا ہو کر</p>	
<p>چاہیے اہل عنایت کو نہایت کا نہا چار دن ہی نہوا تھے تو الفت کا نہا</p>		<p>کہوں ہیں رستے میں برسوں محبت کا نہا یکدم مروت ہی تو لازم ہی مروت کا نہا</p>
	<p>روز پھر پھر کے نئے کو چوہین چلنا کیسا یہ زمانے کی طرح رنگ بدن کیسا</p>	
<p>کیا پڑا پیچ کہ یوں آپکے نیت بدلے کیا غضب غیر سی کیا شرط محبت بدلے</p>		<p>کیا سبب ایسی یکایک جو طبیعت بدلی محض اخلاص چھائی ہی قیامت بدلی</p>
	<p>رنگ سرکار کے ہر بار پرے دیکھتے ہیں تیورستے تھے نہیں آثار پرے دیکھتے ہیں</p>	
<p>کیا موافق ہی طبیعت سی ہوا سی لب لبام یا ہو سیاب کہ لیتے نہیں دم بھر آرام</p>		<p>سقت خانہ ہی ہنسنا ام پکا صبح کہ شام جو چلاوا کہ نہیں ایک جگہ تک قیام</p>
	<p>تو بالائنہ برق اثر رہتے ہے نہ اوہر رہتے ہے اکدم نہ اوہر رہتی ہے</p>	
<p>ہنسنے دیکھا ہے جان بوجھتی ہنسنے دم حال آئینہ ہی سب آپ ہی کی سہ کی قسم</p>		<p>تم پہ سمجھے جو کسی بات سی آف نہیں ہم دل آگاہ نہیں مانعہ حمید سی کم</p>
	<p>جو ہزاروں کی غیر سب جانتے ہیں حال جو کچھ کہ گذرتا ہی وہ سب جانتی ہیں</p>	

روزِ باغِ مار کے آتی ہیں پیام اور سلام کبھی ترخانی میں مسکن کبھی جلسہ لبِ بام	ہنشینوں سے ہو کرتی ہیں چپ چپ کی غلام مشوروں کی لپی تجویز میں پوشیدہ مقام
	ڈولیان کو چین ہر وقت دہری رہتی ہیں کشتیاں آپکی صحبت میں بھری رہتی ہیں
شوقِ حسرتِ آنکھ کو اب لذت دیدار کا ہی جگہنا کوچی میں جب دیکھی اغیار کا ہی	خاص ڈیوڑھی میں گزرمردم بازار کا ہی سایہ کس سر پہ نہیں آپ کی دیوار کا ہی
	کوئی گریان ہی ادھر کوئی دل انگار ادھر دوہیا تین وہاں پانچ ادھر چار ادھر
تم وہاں غیر کے ہاتوں سی پیو جامِ شراب تم کرو خواب گہرا زینِ آلام سی خواب	ہمتش غم سے یہاں اپنا کلیجا ہو کباب خاک اوڑاتی پھیریں ہم دشتِ مصیبت میں جباب
	خندِ عیشِ تہسین گریہ ماتم ہہ کو ہسرتِ تہسین عیدِ محرم ہہ کو
کیا کہیں ولیہ گذرتا ہی جو کچھ رنج و مال تکلو اس بات کا مطلق نہیں آتا ہی خیال	بی چھری دستِ غمِ رشک سی ہوتی ہیں حلال ٹھوکرین کھاو گی کہتی ہیں یہ اچھی نہیں حال
	ہی طبیعت میں کجی کا کل پیاں کٹیج آنکھیں بیوجہ پھری رہتی ہیں مگر کان کٹیج
دل کہیں اور ہی وہ شرم کا انداز نہیں کٹکٹنی ذہن میں چالو نسے کبھی باز نہیں	کچھ جو چوچولب خاموش میں آواز نہیں قصہ پر واز تو سہے گو پر پر واز نہیں

	<p>ہی یہ نزدیک کوئی فتنہ پا ہوتا ہے دیکھیں انجام اس آغاز کا کیا ہوتا ہے</p>	۵۲۶
<p>کیا کوئی اور زمانی میں طر حدار نہیں بزمِ عالم میں کمانِ آئینہ رخسار نہیں</p>	<p>خیر منظور نہ تھو اگر پیار نہیں ایک ہی پھول سی کچھ رونق گلزار نہیں</p>	
	<p>جسکو کیانی کا دعوہ ہو وہ دیوانہ ہے سو پر کھپسہ رہیں یہ بزمِ پرچانہ ہے</p>	۵۲۷
<p>دھرمانی کا مرقعہ ہی بہت نقش و نگار ہر طرف ڈونڈ پڑتی پھرتی ہیں کمانڈر کا</p>	<p>عاشقانہ طبیعت ہی تو معشوق ہزار نہ سمجھنا کہ نہ پوچھے گا کوئی لالہ غدار</p>	
	<p>تیر خنجر بر پی خونریزی سہل ہیں بہت سلامت جو ہمارا ہی تو قاتل ہیں بہت</p>	۵۲۸
<p>دامِ میں اپنی پھنسا جکی ہوئی چاہ ہیں پیار کر تا ہی ہر ایک مھر ہر اک ماہ ہیں</p>	<p>جذبہ عشق وہ حاصل ہی من اللہ ہیں کس سی کچھ رسم نہیں کس سی نہیں آہ ہیں</p>	
	<p>دل جو بیتاب ہو پر یون کو بھی دیوانہ کری گر می داغِ جگر شمع کو پر وانیہ کری</p>	۵۲۹
<p>حورِ جنت سی پری قاف سی آئی اور کر کس قمرِ دوش کو نہیں ہمہ غنایت کی نظر</p>	<p>کبھی دکھلائی جو دل جذبہ کامل کا اثر ہم وہ ہیں جذب سی تسخیر کر تین و قمر</p>	
	<p>آنکھیں پر یون کی تماشائی پہ تکی رہتی ہیں کھڑکیاں پر دہشتیوں کی گلی رہتی ہیں</p>	

<p>وہی نفرت ہوئی لو جاؤ مہو کا فور بسکی رخساری ہی نور تجبی کا و نور</p>	<p>تم رکی ہو تو یہاں کس کو ہی الفت منظور انہوں زینت آغوش ہی نہ غیرت حور</p>
	<p>تم بھی دلکھو تو یقین ہی نہ ہی ہوش نہیں ساری نخت کی یہ باتیں ہوں فراموش نہیں</p>
<p>سجدی کرنی لگو جھک جا ہی ابھی پیشانے شبنم آسا بھی خجالت سی ہو پانی پانے</p>	<p>جلوہ فرما ہو اگر وہ نسیم لاشانے نظر آئی جو وہ خورشید رخ نور پانے</p>
	<p>پانوں خود بڑھ کی نہ چلتا تمہیں تسلیم کرین نہ جھکا لو تسلیم تو تسلیم کرین</p>
<p>اپنی آنکھوں کو تم اون آنکھوں قیہ بان کرو دل کی کیا ایسی حقیقت ہی فدا جان کرو</p>	<p>زلف کو دیکھ کی حال اپنا پریشان کرو آنکھ سینہ پی پڑی چاک گریبان کرو</p>
	<p>رخ روشن کا میسر جو بنظار ہو جاے جو ہمارا ہی وہ احوال تمہارا ہو جاے</p>
<p>لاکھ تم دور کنچو پاس بٹھامی نہ تمہیں حوز بھی ہو تو کنیز انہی بنامی نہ تمہیں</p>	<p>اوڑ چلو لاکھ کبھی دہیان میں لائی تمہیں گر پڑو پاؤں پہ اس کے تو اوڑھامی نہ تمہیں</p>
	<p>لاکھ چاہوں نہ ملاقات کی قابل سمجھے پہیر لی منہ نہ تمہیں بات کی قابل سمجھے</p>
<p>ہمدگر رسم مدارات رہا کرتی ہے پھر وہ باتیں ہیں عجب بات رہا کرتی ہے</p>	<p>ہمسی اور اس ملاقات رہا کرتی ہے صحبت اک عیش کی دہرات رہا کرتی ہے</p>

باتہ گردن میں ہین ہر وقت فرہ پیار کا ہے	سامنا خواب میں بھی طالع بیدار کا ہے
آئینہ کیونچہ ہین سر اپنا اوٹھاؤ تو سے	ہمیں ناخوب نہیں آنکھ ملاؤ تو سے
کلہ کبر کا اب پر کوئی لاؤ تو سے	دیکھو کیا سنتی ہو لو تر چہ سناؤ تو سے
دل ہی نفرت ہوئی سچ کہتی ہین کچہ چال ہین	بنکی سونکی ہی آب آؤ تو کچہ مال ہین
سکے ان باتوں کو محبوب ہو لہو میں ماہ	سر جھکایا یہ خجالت سے کہ اوٹھی نہ لگا
دست و پاگم ہوئی اسی کہ نسوچی کوئی راہ	پہچ کمانی لگا غصے صفت زلف سیاہ
دل کو اوجھن ہوئی دم سنی میں گہرائی لگا	ایک رنگ آنی لگا چہری پہ اک جانی لگا
دیر کے بعد کیا نہیر لب آہستہ کلام	ہم تو ایسے نہیں جو چاہی عبت دی لڑا
بیوفائی کا چن ہے کسی بد وضع کا کام	آدمی ایسے بھی عالم میں ہین ہی تباہ
بدگمان ہو کی عبت مورد الزام کرن	ریخ معشوق کو دین مفت میں بدنام کرن
لکھی یہ اشک جو ہنسی لگی رخسارون پر	آسمان ٹوٹ پڑا رنج کا سنخارون پر
سچ ہی کیون شاق نہ یار و نکا ہو غم یاد پر	دل بیان غمی لگا لوٹنے انکارون پر
آگیا پیار کہا خیر ہی یہ بات ہی کیا	بات ہی بات ہی بس اور کرامات ہی کیا

<p>تمنی چمڑا جو بہین تمکو ستاتی بہین ہم آو ملجا تو نہ رو ٹھو کہ مناتی بہین ہم</p>	<p>جل کی باتیں تمہیں ساری یہ سناتی بہین ہم ور نہ کب اور سی دل اپنا لگاتی بہین ہم</p>
	<p>ہی ہی منکر کہ راضی کسی اہلوب ہو تم ہم وہی عاشق شہداد ہی محبوب ہو تم</p>
<p>خوب ہی زوڑ طبیعت کا دکھایا ہم بسکی واسوختوں کا رنگ شایا ہم</p>	<p>واہ واسوخت نیا تمنی شایا ہم کوچہ نطنم میں کیا باغ کھلایا ہم</p>
	<p>زمزمی بزم میں ارباب سخن بھول گئی چھچی بلغم میں مرغان چمن بھول گئی</p>
<p>واسوخت تیسرا تمام ہوا</p>	



عشق سا کوئی زمانی مین دل از نہیں	یہ وہ ظالم ہی ترحم جسے زہما نہیں
کس گلی پر یہ دم خنج سر نوخوار نہیں	خونفشانی مین کسین بند یہ تلوار نہیں

ڈھیر لاشون کی لگای سر میدان کیا کیا
بیگنا ہون سی بھری گنج شہیدان کیا کیا

ست ہین سکی لہو کیش منیاۂ عشق	جای می خون سی لبر نری ہی پیاۂ عشق
لالہ باغ طرب سبزہ بیگاۂ عشق	گل مقصود ہی داغ سر دیوانہ عشق

گل مین وہ رنگ کمان گاج اُٹ غمین ہے
داغ کہتی ہین جسے لالہ وہ اس غمین ہے

<p>پہول میں جسم جگر لالہ تر و نوح جگر نفس سر کی چلتی ہی ہوا آٹھ پھر</p>	<p>دیکھ یہ باغ تماشا ہو جو منظور طے نالہ دل ہی شجر آبلہ دل ہی شے</p>	۴۵
<p>پہول اس باغ میں ہی چاک گریانی کا طرہ سنبل پہ بھی گیسو ہی پریشانی کا</p>		۴۶
<p>خون فرما دے سینی سر کھسار کی چاہ بابل میں فرشتوں کو گرفتار کیا</p>	<p>نگینا غار یہ محجون کا بدن زار کیا آگ جس گھر کو لگا دی اوسے فی النکاح</p>	۴۷
<p>نور ہی نار و دم شعبہ پردازے عشق جن فرشتوں کو باقی ہی مونسائے عشق</p>		۴۸
<p>یہ وہ صحرا ہے چان خضریٰ میں ہوش بوا یہ وہ گلشن ہی کہ شبن جاتی ہیں سہن دانا</p>	<p>یہ وہ دریا ہے نہیں جب کا کنارہ پیرا یہ وہ گلشن ہی نہیں نرمت خاطر کا پتہ</p>	۴۹
<p>پہول اس باغ میں ہیں رخم دل نگار بونے ہی یہ وہ نخل کہ پہل آسین بین تلوار بونے</p>		۵۰
<p>اسی پانی سی ہی شاداب گل زخم جگر یہی چو پانی ہو اوتی ہی سبکو چکر</p>	<p>ذرتی اس خاک کی ہیں تیغ قضا کی جو ہر اسی آتش سی جلا کرتی ہیں دل مثل شرر</p>	۵۱
<p>برش اس موج می ناب میں تلوار کی ہی اسی اکسیر میں تاثیر کف مار کی ہی</p>		۵۲
<p>وحشت اسکی سبب باد یہ پیانی ہی کام میں اپنی ہی ہشیار جو سودائی ہی</p>	<p>عشق کیاشی ہی فقط ذلت و رسوائی ہی پر یہ سودا نہیں خال رخ و انانی ہی</p>	۵۳

	پانوسی دشت نور دی کی حقیقت پوچھو آبلون سی خلش خار کی لذت پوچھو	
الغرض عشق نی کیا کیا ستم ایجا دیکھی جایا سر پہ روان ارہ بیدار دیکھی	گھر جو آباد تھی برسوں سی وہ برباد دیکھی سو گلی وقف دم خنجر بولا دیکھی	
	خانہ برباد ہوئی بی سرو ساکنی دشت وحشت نی کیسی چاک گریبان کنی	
کسی مستی نی کہیں روز سیدہ دکھلایا در دہل کو کسی افشان نی کہیں چمکایا	دیکھ کر سہ کہیں آنکھوں میں بلا چایا کسی ہجرم نی موبان کا کوڑا کمایا	
	دل کہیں خون ہی حنای کف لاثانی سی در دسہن ہی کہیں صندل پیشانی سی	
کہیں بالا کسی بالی نی بتایا دل کو بچ چوٹی کا کہیں پیچ میں لایا دل کو	بنکی بجلی کہیں بجلی نے جلایا دل کو کہیں وزویدہ نگاہوں نی چرایا دل کو	
	خاشکی چمکئی انداز نظم سے کہیں صاف میدان ہوا تیغ تبسم سے کہیں	
کوچہ عشق میں اپنا تو نہ اتناک تھا گذر کون واقف تھا کہ کہتی ہیں کسی دانہ جگر	عاشقی نام ہے کس کا یہ نہ کہتی تھی خبر رنگ رخسار نہ یوں زرد نہ یہ دیدہ تر	
	صد می ایسی دل نازک نہ سہا کرتا تھا اس مرض سی ہمیں پرہیز کرتا تھا	

<p>صدف گوہر خوش آب دہن رہتا تھا جلسہ گلہامی مضامین سی چین رہتا تھا</p>	<p>رات دن تذکرہ شعر و سخن رہتا تھا ہنرمندان اپنا ہر اک کامل فن رہتا تھا</p>
<p>طرح فوج کوئی اسباب دیکھ کر تھی آنکھوں سی اہل نظر صاف دیکھ کر تھی</p>	<p></p>
<p>ناگمان رنگ طبیعت کا ہوا اور سی اور ایک محبوب قمر و شمس پہ دل آئیانی اغور</p>	<p>فلک شعبہ پرواز کو بھایا نہ یہ طور واہ ری گروش تقدیر اسی کہتی ہوں</p>
<p>شمع روشن پہ فدا صورت پروانہ ہوا دفعاً شکل پر ہی دیکھ کے دیوانہ ہوا</p>	<p></p>
<p>ایک دن تہا میں محل کی کسی کمری میں کر کے تسلیم کہا ملک رہے زنگین</p>	<p>اب تفصیل سنو حال دل زار و خیزن اکی تزدیک سری ایک زن پر نشین</p>
<p>مالک الملک ترقی پہ یہ دولت رکھے حق تعالیٰ صدوسی سال سلامت رکھے</p>	<p></p>
<p>دماغ کہا تا ہی اوسی دیکھ کی ہر شب ہوتا چشم خورشیدی بھی اوسکو ہی منظور تھا</p>	<p>اک حسین ہی کہ نہیں اوسکا زامانی میں بجا رخ نازک کو نہیں ہی نگہ گرم کی تاب</p>
<p>شمع قامت سی نہیں گرم شہستان اب تک روی روشن ہی چہ رخ تہ داماں اب تک</p>	<p></p>
<p>نہیں دیکھا ہی سیجا کو ہوئی ہی بیمار عشق کا تیر جگر دوز کلیجے کی ہے پار</p>	<p>طرفہ یہ ہی کہ وہ سوجان سی تمپر ہی تنار درد آمیز سننے میں جو تمہارے اشعار</p>

	جاگتے سو تے خیال آٹھ پھر آپ کا ہی	
	غائبانہ دل مشتاق میں گھر آپ کا ہی	
لائی ہوں خدمت عالی میں اور بچایا	کہ بغیر آپ کی اکدم نہیں اوس کو آرام	۱۰
ہوئی تاخیر تو بسیار کا ہی کام تمام	ہی سیجائی کا ای رشک سیجا ہنگام	
	چشم رحمت نظر لطف و عطا لازم ہے	
	اپنی بیماری کی عیسے کو دوا لازم ہے	۱۱
کیجیے رحم جگہ ہے یہ ترس کسان کی	اب نہ کیا تو اوسے تاب نہیں آئی کی	
منکر کچھ چاہیے بیماری کی بچ جانی کی	ابھی ملی آؤں ہی دیر آپ کی فرمانی کی	
	بت نہ بن جاؤ دل سخت زبون ہوتا ہے	
	مفت اک بندہ اللہ کا خون ہوتا ہے	
اوس زن پر دہ نشین سی جونی میں بی بی	بر سر رحم ہوئی خاطر فرخندہ صفات	۱۲
پڑ گیا دل میں جو شوق بت شیریں حرکت	بجز اقرار کے انکار میں دیکھی نہ نجات	
	کشت انکار مری فوج ہوس روندہ گئی	
	شوق کی برق اک آنکھوں کی تلی کو نہ گئی	
ضبط کتنا تھا گیا آج وہ انکار کسان	رو کنی چاہیے رہو ارتمنا کی عسان	۱۳
شوق کتنا تھا بھلا بیجو کہ سکھے ارمان	تازگی روح کی درکار ہی جی ہی تو جان	
	لطف خاطر شکنی میں نہیں معلوم رہے	
	ہو جو سائل در دولت پہ وہ محروم رہے	

بکے نیزنگ محبت ہی جہان میں مشہور	کام درپردہ کیا اورس فی فراست سی ہوجی
رگ مکا دل نہ مضبوط کیا تا امتدو	گر پڑا سنگ گران شیشہ ہوا چکنا چور
گر می سوز محبت سے جگر آب ہوا	
اوسکی بیتابی دل شکے میں بیتاب ہوا	
ہوئی مجبور ویا حکم کہ لاؤ اوسکو	ہی بلانی کی جو درخواست بلاؤ اوسکو
ہم بھی مشتاق ہیں مژدہ یہ سناؤ اوسکو	کل دکھانا ہوا اگر آج دکھاؤ اوسکو
محو نظارہ رخ و زلف کی دنرات ہیں ہم	
اپنی شتاق کی شتاق ملاقات ہیں ہم	
وہی صدا دل نے کہ لو آمد جانا نہ ہوئی	زیبا یوان کی پڑھی بزم پرہنجانہ ہوئی
دور بدلا طلب شیشہ و پیمانہ ہوئی	قلقل شیشہ می نوبت شانہ ہوئی
فرش فراش ادب فی یہ نگار کہا ہی	
ہر قدم راہ میں آنکھوں کو بچار کہا ہی	
آب پاشی کرین شرکان کے ہزاری سلاہ	جامی یعنی کے لپی تا سر دروازہ نگاہ
رہین صفت بستہ شکوہ و چشم و دولت جاؤ	جتنی سامان ہیں وہ طیار رہین خاطر خاؤ
لوگ جو گانے بجانے کے ہیں ہشیار ہیں	
کشتیان چند جو اہر کی بھی طیتار ہیں	
گھر میں القصہ جو وہ نوگل خندان آیا	بلبلین سمجھیں کہ گل سوی گلستان آیا
غل ہوا مصر میں لو یوسف کنعان آیا	تحت بلقیس کا نزدیک سلیمان آیا

	دور سے ہمنے جو وہ چھپ رہا دیکھا قدرتِ خالقِ عالم کا تماشا دیکھا	
جلوہ اوس حسنِ خدا داد کا آیا بظن کر گیا چشمِ فسون ساز کا فسون یہ اثر	ملک کی بندہ گئی مطلق نہ رہی بکھو خبر اختیار اپنا رنما دل پہ نہ قابو بین جگر	۵۲۱
	روشنی بزمِ جو وہ آئینہ تمثال ہوا دل مشتاق کا حیرت سی عجب حال ہوا	
تھوڑی روز و نین تپاک اونی بڑایا وہ خدا مجھ پہ تو سو جان سی مین او سپہ فدا	کہ خیال اور کیا کا نیرا اسکے سوا وہ جدا مجھ سے نہ تو اتنا نہ مین اوس جی	۵۲۲
	سحرِ نظارہ ہوا اوس صنمِ رعنا کا ہوش دنیا کا رہا مجھ کو نہ مافیہا کا	
اوس طرف چپت اطاعت پہ شبِ روزِ کمر لذتِ جام می وصل سی مست آٹھ پھر	قصہ دجائی محبوب کا سو جان سی ادھر گردشِ حیرت نہ نیز نگہ عالم سی خبر	۵۲۳
	پھر کسی حور کے طالب نہ پری کی ہوئی ہم بہول کر ساری زمانی کو اوس کی ہوئی ہم	
نماز برداری محبوب کا ہر وقت خیال فکر آرائش و زیبائش خورشیدِ جمال	عجز کرنا کہ نہو حنا طرنازک کو ملال روز دنیا اوس لبوسِ زریں زور مال	۵۲۴
	انج پر خستہ تقدیرت پر فن بھتا نئی زیورنی پوشاک نیا جو بن بھتا	

میش ازین وضع تھی اوس حور کی ساؤدو	طبع تھی قید تکلف سے محال آزادو
ہم ہی سج و سج طبعیت کو کیا آمادہ	اب ترشش اور خراش اور کباب و بادہ

گر میان سیکمہ گیا شوخ ہوا ناز آیا
تہ نکلنی لگی حشرات میں انداز آیا

بیٹھنے اوٹھنے کے انداز زالی آئے	ہنس پڑے رواؤٹھی اک سوانگ نیالی آئے
ہم جو نزدیک کبھی دل کو سنبھالی آئے	ہٹ کی بولی کہ بڑی چاہنے والی آئے

طلب بوسہ پہ منہ پیلیا مال دیا
رک رہی ماتہ جو گردنیں کہے ڈال دیا

ہو گئے آئینہ سے آنکھ لڑائی غضب	بال بیکا جو ہوا کوئی توشانی غضب
تو ریان بدلی ہو میں ماتہ لگانی غضب	چتونین ڈمانی لگین ساری مانی غضب

غم غم خونریزی عالم میں یہ مشاق ہو
چار ہی روز میں وہ شہرہ آفاق ہو

زنگ جب اونکی طبیعت کا درگروں دیکھا	صورت جام می لعل جگر خون دیکھا
چشم حسرت سے کہی جانب گردوں دیکھا	قصہ باویہ پیائی مجنون دیکھا

پھر گئے حلقہ زنجیر جنوں آنکھوں میں
اوتر آیا صفت آبلہ خون آنکھوں میں

الغرض مجھے چوہر گشتہ ہو چپ کین	دل میں پیدا ہوئی خورشید کی مانند کین
مینے چنیدے تو کیا ضبط طعم و فرج کین	کہ سنبھل جا ہی کین راہ پر آئی رہن کین

	<p>طرح دینے میں مگر رنگ بگڑنا پاپا خاک ڈالی تو ہوا سے اوسی لڑنا پاپا</p>	
<p>دل میں آیا کہ کیا چاہیے بد لا کوئی چاہنے والوں سے کرتا نہیں بسا کوئی</p>	<p>منہ کی کما سے وہ دیا چاہیے جھکا کوئی ہوش اور ادیتی ہیں ہم ہی ڈر ہی کیا کوئی</p>	
	<p>کون سی عقل نہیں کون سی تدبیر سین مال و دولت نہیں یا منصب جاگیر سین</p>	
<p>حشم و جاہ مصاحب ہیں تو اقبالِ نیم جان نثاری کو کمر بستہ رفیقانِ قدیم</p>	<p>قوت فکرِ سا طبعِ فکی ذہنِ سلیم ساری سامانِ مہیت کہ ہی اللہ کریم</p>	
	<p>یہ نہیں اور سی کیون رہیں پھر ہم خانے گلزاروں سی نہیں گلشنِ عالم خانے</p>	
<p>سینہ گرمی سی فکر کے ہوا اپنا گرم ڈھونڈ کر ایک نکالا صنم گرما گرم</p>	<p>تو خدا سے جو لگی سوچ گیا فتنہ گرم جکے آگے نہو بازار پر سی صلا گرم</p>	
	<p>گلِ عارض سے رخِ حور کو رتبہ کیا ہے پیشِ قامتِ شجرِ طور کو رتبہ کیا ہے</p>	
<p>چمنِ حسن میں قد ہی وہ سرفراز نہال روز سوتے ہوئے فتنہ کو جگا دیتی چال</p>	<p>جسکی چوٹی کو نہ پہونچی نگہ چشم خیال مردی کہتے ہیں زمین ہلتی ہی آیا بھال</p>	
	<p>آفتِ تازہ کرے فتنہ قامتِ برپا ہر قدم ہو سہ یا زار قیامتِ برپا</p>	

مل گیا خوبی قسمت سی جو ایسا معشوق محرورش رشک قمر حسن مین کیا مشوق	گلبدن غنچہ دہن چاند کا تکرار معشوق شمع روزہر و حسین نور کا پتلا معشوق
آرزو پوری ہوئی کوئی تمنا نہ رہی دل ہوا سیر کسی اور کی پیر و انہرہی	
ناز و انداز مین کیا ہے جہان لالہ عذار جو کما بس وہ کیا دو نون طرف ایکسا پیار	اسپہ چہن کہ سو جان سی فرمان بڑا پاؤن رکھا کبھی کنسے سے نہ باہر زہنار
حسن صورت فی بہین نور خدا و کملا یا حسن سیرت فی سوا اوس سی فرا و کملا یا	
چند مدت رہی صحبت تو ہوا ربط سوا چڑھ گیا اپنی نظر مین وہ قمر و ش ایسا	بڑھ گئی رسم ہوئی راہ و لون مین پیدا دل سی او ترے نہ خیال اور حین و نگار
جو نہ پہچانے کسی کو وہ طبیعت کیسی آگی خورشید کے ذرون کی حقیقت کیسی	
صحبتیں نہ لگین شام سی تا وقت سحر دن ہو یارات ہو تصویر وہی پیش نظر	ہلکہ پہلو سے نہ پہلو تھا جدا آٹھ کچر وہ بھی باندھی ہوئی ہر وقت اطاعت کچر
گھر مین آرام کبھی سیر گلشن مین کبھی سر ہے زانو پہ کبھی ماتہ ہی گردن مین کبھی	
اپنی خاطر کو ازل سی جو اطاعت ہی پسند ہو تصنع سی بری جو وہ محبت ہی پسند	خود پسندی نہ جو حسین و طبیعت ہی پسند خارج حسین نہ وہ گلشن صحبت ہی پسند

	<p>کی جگہ دل میں اطاعت سی وہ پیدا اوسنے کر لیا اپنا ہمین عاشق شیدا اوسنے</p>	
<p>نرنا دلین سوا اوسکے کسی غیر کا گھر چھڑ چھاڑ اوس سی ہوئی طبع کو منظور</p>		<p>عیش و عشرت میں جو ہوئی لگی اوقات بسر اولاد پر پی آزار جو تھا بانی شر</p>
	<p>ہوس وصل تمنای ملاقات نہ تھی اک جلانی کی سوا اور کوئی بات نہ تھی</p>	
<p>سامنی آیا پر انداز تھا آنی کا عجب غمرہ بے محل آزدگی غیر سبب</p>		<p>آدمی بھیج کی اک روز کیا اوسکو طلب چین پیشانی پہ ابرو پہ شکن جو شغضب</p>
	<p>غنچہ گل کی طرح منہ کو نبائے آیا تیوریاں مثل کھانوں کی چڑبائے آیا</p>	
<p>طنز آمیز کیے آتے ہی مجھے یہ کلام جس سے مطلب نہیں اوسکا کوئی نیتان</p>		<p>طرز اٹھلانیکے رفتار سی پیدا ہر گام کو کیوں یاد کیا ہمسی ہے کیا آپکو کام</p>
	<p>کیوں بلایا ہمیں تعصیب ہماری کیا ہی کو نسا جرم ہی تعزیر ہماری کیا ہی</p>	
<p>اس ترش روئی سی پر اور ہی آزدہ ہوا دانت کٹتے کیے اول مگر اتنا ہی کما</p>		<p>دل تو تھا پہلی ہی بن جو کھٹرت سی پیکا بنگلی سیٹی چہری پہلے زبان گویا</p>
	<p>ہاں اسی غمرہ بیجا کی نہر اوار میں ہم تم گنگا نہر میں بلکہ گنگا میں ہم</p>	

بیوفاؤں سے محبت کا نتیجہ ہے یہی	شوخی چشموں سے عنایت کا نتیجہ ہی بھی
بیمیا لوگوں سے الفت کا نتیجہ ہی بھی	کج اداؤں سے مروت کا نتیجہ ہی بھی
	ظلم عاشق پہ بھی طرز وفا ہوتی ہی
	کیون بھی چاہئے واہوں کی نذر ہوتی ہی
سخت نادان تھی کہ دشمن کو نعل بین پالا	کمانی الفت کی سنان دل پہ نہ کیا بہلا
سرنگوں جس سے ہوئی اوسنی بتایا بالا	نخل غنم تازہ کیا دل کو غضب میں ڈالا
	ہی بھی وضع اگر منہ کی کہین کہاؤ گے تم
	جلد پھولی نہ سانی کا شہر یاد گے تم
اوس سے کرتے ہیں کنارہ جو خدا ہوتا ہے	سانسی سے کوئی یون رو بھٹا ہوتا ہے
دل جلانا کسی عاشق کا بہلا ہوتا ہے	ٹھنڈی گرمی کرو اب ہمسی تو کیا ہوتا ہے
	رہو خاموش کہ اب بات کی قابل نہیں تم
	وضع داروئی ملاقات کی قابل نہیں تم
خوب سوچی جو کیا کام وہ معیوب کیا	زشت تم مجھ کو نظر آنی لگی خوب کیا
حیف میں پہلے نہ سمجھا تمہیں محبوب کیا	میری تجویز سے تمنی مجھی محبوب کیا
	سر چڑپایا تھا تمہیں تیوری چڑپانی کی لپی
	منہ لگایا تھا تمہیں منہ کی بنانی کی لپی
ہمسا عاشق نہ ملے گا نہ ملے گا تمکو	قدر دان حسن کا ایسا نہ ملے گا تمکو
بیوفا ہو کوئی شہیدانہ ملے گا تمکو	صاف دل چاہئے والا نہ ملے گا تمکو

	نیند اب بھر کے نہ سوؤ گی بہت یاد رہی منہ پیٹے ہوئے روؤ گی بہت یاد رہی	
وضع یہ ہے تو طلب گار نہو گا کوئی دام الفت میں گرفتار نہو گا کوئی	جانتا ہوں کہ حسریاں نہو گا کوئی کبھی وارفتہ گرفتار نہو گا کوئی	
	کیا غرض اور دل سی الفت کا یہاں نام نہین خوش رہو خوش رہو تمہی مجھے کچھ کا نہین	
خیر وہ روز مصیبت بھی ہماری گزرے دن پھر ہی اب تو وہ حسرت کی نظاری گزرے	آمی جو رنج و الم سامنی ساری گزرے ملکیا ایک قمر نحس ستاری گزرے	
	اب تو وہ رشک قمر الہ آغوش میں سے دہوم جب کی کہ حسینان زری پوش میں سے	
پہلے اس بات کا مطلق اوسے آیا نہین جب کہا میں تہی کہ موجود ہی وہ پردہ نشین	وہی تیوزی تہی بدستور وہی چین چین دیکھا یا کبھی دیکھا ہی زمانہ میں حسین	
	سامنا جبکہ ہوا دور ہوا دل شک سے رہ گیا دیکھتی ہی ہو کی کلیجا دہک سے	
سنسنا یا بدن آنکھوں میں سی ہوی اشک دہن ہو گیا نرم دل سخت گئی تاب و توان	ساری انداز غضب بھول گیا آفت جان تہہ بخت کار باد یہاں نہ نخت کا نشان	
	رنگ عارض صفت کاہ رُ باز رہا ہوا آگ سا آیا تہا پانی کی طرح سرد ہوا	

<p>اگر بیان کین کہ کی طرح پیچہ سرول جو نہ زاد و بھی بیشک ہون میں اونکی ہاں</p>	<p>عجز و الخاح پر آمادہ ہو اہو کے مجمل التجالی کہ کرد عشو گسان تھا باطل</p>
<p>آپ جو کہتے تھے ہے مجھے کیا تباہی حق تو یہ ہے کہ بڑے بول کا سر نیچا ہی</p>	
<p>جو ہوا خیر ہوا دور کر د جانے دو ملگنی محکو سزا دور کر د جانے دو</p>	<p>ہوشی بھر خدا دور کر د جانے دو مفتین تا کجا دور کر د جانے دو</p>
<p>اب ترجم کی نظر کیجیے تقصیر معاف پاؤں پر رکتی ہیں سر کیجیے تقصیر معاف</p>	
<p>باندہ لی آج ہی سہی چت اطاعت پہ کمر ہو مسلمان تو کرد قول مسلمان ہاؤ</p>	<p>اب کبھی آپ کی فرمان سی نمون گی باہر لو پشیمان ہو ہی اب تمکو ہی کیا بد نظر</p>
<p>جو ٹکتے نہیں کیے تو نوشتہ لکھدین حکم دیجے تو کچھ سری میں چلکا لکھدین</p>	
<p>جان درکار اگر ہو اسیدم حاضرین چلکی درگاہ میں کمانے کو قسیم حاضرین</p>	<p>شر اوٹھائیں گی نہ اب زیر قدم حاضرین بلکہ قرآن اوٹھائیں لینے کو ہم حاضرین</p>
<p>اب کی طرح کی باقی ہو جو تکرار ہیں علم حضرت عباس کی ہوا رہ ہیں</p>	
<p>نہ رچی اپنی طبیعت کہ اوٹھائی تھی محسن دور ہوتی ہی کوئی دل میں جواتی ہیں شکن</p>	<p>اوسنے ہر چہ نہ کی ہمسے لگاؤ کی سخن بات میں فرق کمان ایک بان ایک ہیں</p>

	دلخراشی کا ہو کیا داغ جدا سینے سے بال پڑتا ہے تو مٹا نہیں آئینے سے	
ناز بردار ہین اوسکے جو ہی فرمان بردار کب بدلتی ہین طبیعت کو تلون سی ہی عار		۷۱۴ اوس کرتا ہے جو ہمسی ہم اوس کرتی ہیں پیار جس سی بنیاد ہین اوس سی ہین ہمیشہ نیاز
	کوئی جکتا ہے اگر ہم سے تو جکتا ہی ہین کوئی رکتا ہے اگر ہم سے تو رکتا ہی ہین	
طبع رکنتی نہیں نیزنگ تلون صلا مرد کے قول میں کیا فرق تجاؤز کیا		۷۱۵ بات کا پاس ہمیشہ سی ہی شیوہ اپنا جو کہا ہننے کا سنہ سے جو نکلا نکلا
	بات جو منہ سی نکل جاوی وہ صلا نہ ٹلی کوہ ٹل جاوی مگر قول ہمارا نہ ٹلی	
گل رخسار نظر آنے لگے صورت خار سر و قد پر جو نظر پڑ گئی سمجھی اوس پر		۷۱۶ خود پسندی سی طبیعت جو بہت تھی نیاز دیدہ غول ہوئی نرگس چشم بیار
	نیش کر دم سے پاک ہو گئی بدتر ہو کو زلف پیاں نظر آنے لگی اثر در ہو کو	
خال عارض کو سمجھی کہ ہی گلزار میں داغ اوسکی خوشبو سی پریشان ہوا در داغ		۷۱۷ چاند سی تھی جو حسین آئی نظر صورت داغ چھری پر کا کل شبنم ہوئی دو در داغ
	رطب لب ہین پہل نخل بیابان کا ہوا نخ نخل سی مزا سب زرخیزان کا ہوا	

ایک دم اوسکا ٹھہرنا جو ہوا جیکو عذاب	نہرا ضبط دیا تو ٹر کے ٹکڑا سا جواب
نہ گیا وہ تو کما اوس سی کہ او خانہ خراب	اب ٹھہرنی کاغز کیسا کہ کلیجا ہی کباب
تو جو قرآن کا جامہ بھی پھین کر آئے	
تیری الفت بخدا ہکو نہ باور آئے	
اب نہیں سننے کے ہم رنج سہی جو وہ سہی	اولیٰ گنگا تری اب اور ہی جانب کو بے
دام میں ہم نہیں آنیکے کوئی لاکھ کئے	جلسا زری تری اب اور سی ٹھہرے
ساری منہ دیکھے کی باتیں میں یہ چل دی ہوئی	
پاس سی میرے ہوا ہو کہیں کا فور ہی	
سننے کے یہ بات ہو صورت نرگس حیران	لالہ سان داغ جگر کھاکا گیا فرمان
اپنا سا لیکے وہ منہ ہو گیا آخ کو زون	اتنا بھی جامے سی باہر نہ کوئی انسان
عمل انسان کا جو ہوتا ہی وہ پیش آتا ہی	
جیسا کرتا ہے کوئی ویسی سنا پاتا ہی	
وہ جو معشوقہ ہی اب آٹھ پھر زیب کنار	لالہ رخسار بھر طور ہی مسرمان بردار
ہی اطاعت ہی ترقی کا سبب لیں نہا	ہی جو مرضی کے موافق مجھی بھی آتا ہی بار
لطف نظارہ رخسار دل افروز ہی عید	
لیلۃ القدر سہراک رات ہی ہر روز ہی عید	
یا الہی رہی قائم بھی عادت اسکی	راہ دن وجہ ترقی ہو اطاعت اسکی
اوسکو میری تو مبارک مجھی صحبت اسکی	نہ پھری مجھی کسی طرح طبیعت اسکی

	عیش هر روزی دل نه آفات کا ہو سامنا اب نہ کہی ترک ملاقات کا ہو	
ماظم اب کوئی نہیں تیری برابر چشم ہی یقین دا دمن رنگی سخنور چشم		طول و اسوت ہوا ختم سخن کر چشم بندشین خوب ہر اک بند ہی بہر چشم
	واقف لطف سخن کیا کوئی نادان ہوگا صاحب فہم جو ہوگا وہ ثنا خوان ہوگا	
	تمام شد	

امیر

تخلص ہے جامع صفات کمال شاعر
نازک خیال مقبول بارگاہ رب قدیر جناب
سفلی امیر احمد صاحب تخلص بہ میر خلف کو چک
مولوی کرم محمد کالکھنوی کے رئیس قدیم حضرت
مخدوم شاہ مینا صاحب ولایت لکھنوی اولاد میں
درتیم شرافت نسب انکی محتاج بیان نہیں کون ہے
جس پر عیان نہیں شرافت حسب کا حال بھی حیطہ
مقال سی باہر ہے ہر صفت دوسری صفت سے

بڑھ کر ہے جسے ہوش سنبھالا تنگدلی کا ذوق خدائی و المین ڈالنا طبع موزوں کو
 ہوش ہوا ہر شاہ مضمون اور ہوش ہوا چند ہی روز میں شہر کے سگے
 دریا کی طرح بننے لگے شاعر عظیم النظم جناب منشی مظفر علی صاحب تخلص بہ اسیر
 سے تلمذ اختیار فرمایا استاد کی ہدایت اپنی استعداد و قابلیت سے زمین
 سخن کو عرش پر پہنچایا موزوں کو یا اونکی طبع عالی کی خانہ زاد ہے فارسیا
 اونکی صید گاہ سخن میں صیاد ہے سخن کی بلندی ذہن کی رسائی معانی کی بھونگی
 الفاظ کی آشنائی نکات کی جستجو اشارات کی شوخی ہر کلام سے پیدا ہے جو سخن فہم
 و سخن شناس ہے وہ اونکے طرز سخن گوئی پر شیدا ہو دس گیارہ برس سے
 سرکار والی رامپور میں اس فن کی بدولت مورد افتخار ہیں اقراں و امثال میں
 ممتاز علوم و فنون میں صاحب اعتبار ہیں حضرت فردوس مکان نواب
 محمد یوسف علی خان بہادر تخلص بہ ناظم نے اپنے عہد دولت میں نہیں
 بلا کر پاتہ اغرا زبڑیا بعد اونکے جسے دور جناب معالی القاب فلک رکاب
 نیر غظم سیم شہر یار بھی بدر کامل آسمان کا نگار ہی نواب کلب علی خان
 بہادر کا آیا حکم کمال قدر شناسی زمانہ گذشتہ سے زیادہ عزت افزائی
 ہوئی قدر دانی ولی نعمت باہم کی آئینہ جوہر نمائی ہوئی تصانیف اونکے اس
 مجموعہ و سوخت کے سوا اور بھی اکثر ہیں بعضے مستور بعضے شہر میں ایک
 اردو کا دیوان غیرت بہارستان سراپا انجام لطافت نظام کہ مکمل تھا
 خدین برباد ہوا اوسکا پتانہ لگا اب دوسرا دیوان مرتب و طیار ہوا ہے
 صفحہ قرطاش گفتگی گلہا می تازہ سے غیت گلزار ہوا ہے اور ایک انتخاب
 اس دوسرا دیوان کا ایسا پاکیزہ لاجواب ہے کہ ہر شعر اور اسکا سرمایہ
 بہتر از الالباب ہے اس انتخاب میں کچھ اشعار دیوان برباد شدہ
 بھی جو حضرت مؤلف کو یاد آئے داخل ہیں غرض کہ حضرت مصنف

اس فن میں بڑے کامل ہیں کہتین میسر کے رنگ کہتین مرزا کے ڈھنگ
 ہیں کہتین آتش کہتین ناسخ کے ہمزنگ ہیں دوسری کتاب لاجواب مسمیٰ بہ
 سرمہ بصیرت از باب دانش کے لیے درحقیقت سرمہ بصیرت
 جامع لغات کاشف معضلات ہے جتنے الفاظ عربیہ و فارسیہ بانویں
 غلط مشہورین لوگ و نئے صحیح کہنے سے معذور ہیں انکی ایسی صحیح
 کی ہے کہ قبیل کے کسی نے نہ دیکھی ہے نہ سنی ہے ایسی نفیس
 اور مفید عام و خاص کتاب ہے کہ کتب خانہ دہرین انتخاب ہے
 قصہ مختصر اور بی تالیفات تمام و نام تمام اکثر ہیں بیشتر لوگ و نکی فیض صحبت اور
 فیض کلام سے بہرہ ور ہیں اللہ شہم جب تک روح القدس کی ذات سے
 فیض سخن عام ہے یہ بزرگ اپنی ذات و افادات سے مفید نام ہے فقط



آج اک سانحہ تازہ بیان کرتا ہوں	شعبہ عشق فسونگر کا عیان کرتا ہوں
سختی جادۂ الفت کو فسان کرتا ہوں	تیز اس سنگ سی شمشیر زبان کرتا ہوں

کتنی دل جلتی ہیں اومتی ہیں شراری کیا کیا
روزلاتا ہی غم عشق حرارے کیا کیا

شاد کتنی تھی زمانی میں کہ ناشاد ہوئی	خانمان کتنی تھی آباد کہ برباد ہوئی
قیدی دام جنوں کتنی پر نیراد ہوئی	کتنی ماتھی پہ الف کیسے نکالے آزاد ہوئی

کتنی وحشت میں گئے خائے زندان کی طرف
کتنی آوارہ وطن ہو کے بیابان کی طرف

سماٹ زرخیز قرنی ہوئی کیسی کیسے	صرف یکروزہ خزنی ہوئی کیسی کیسے
مجراس آگ سی سینی ہوئی کیسی کیسے	غرق دریا میں سفینی ہوئی کیسی کیسے

آگ میں کو دہری کیسے کے ناسے کتنے
چاہ میں ڈوب مری چاہنی واسے کتنے

بنگیا جسم پہ گل کہا کی گلستان کوئی
جل کی داغون سی ہوا سرو چرخان کوئی
چہ غم سی ہوا چاک گریبان کوئی
جوش و حشمت میں گیا سوی بیابان کوئی

رنگ لہفت کی عجب لہتی ہی کروٹ بدلا
قبر سی قصر جنازی سی چہر کھٹ بدلا

۷۵

کوئی جنگل میں کہیں زیر شجر روتا ہے
سر کو ٹکڑا کی کوئی کوہ پہ جی کہوتا ہے
جا کی دریا پہ کوئی اشکشان ہوتا ہے
کوئی چادر سی لپٹی ہوئی منہ سوتا ہے

بلبلون کا کوئی ہمدم ہے گلستانوں میں
ہمقدم کوئی غزالون کا بیابانوں میں

۷۶

ہر جگہ عشق کی ہی چال نئی ڈھال نئے
اس گلستان میں ہوا چلتی ہی سال نئی
جب نظر کبھی اس قرعہ کو ہے فال نئی
یہ وہ چوڑی ہے کہ ہر تار ہی یہاں چال نئی

پانچ تین اس میں کرو غور تو پو بارہ ہیں
تین کانے بھی اگر آئیں تو اٹھارہ ہیں

۷۷

کون معشوق ہی ایسا کہ وفا کرتا ہے
کون حق مہر و محبت کا ادا کرتا ہے
جو حسینون میں ہی وہ جو رجھا کرتا ہے
بیگنا ہوں کو گرفتار بلا کرتا ہے

خود نماہین متلون ہے طبیعت انکے
چند روزہ ہے ملاقات غنیمت انکے

۷۸

گاہ بیگاہ کریں یہ جو عنایت کی نظر
فی الحقیقت ہی وہ نیزہ کی سان بہر جگر
یشی باتیں بھی کریں یہ بشیرین سی اگر
تلخا مونکو وہ ہے مٹی چری سی بدر

دین جو صلوہ تو ہلاہل کے برابر سمجھو
دم جو الفت کا بہرین یہ دم خنجر سمجھو

۷۹

بیو فاطمہ محبت کی سزا دیتے ہیں
خاک میں دل کی تمنا کو ملا دیتے ہیں
یشی بھلائی نیاروگ لگا دیتے ہیں
ہو فلاطون بھی تو دیوانہ بنا دیتی ہیں

	سب پر ہی میں یہ صنم سابقہ ڈالے نہ خدا اپنی بندوں کو کرے انکی حوالے نہ خدا	۵۱
لیکنی دل پہ نہیں دیتی میں یہ کچھ جزا زار پہر وہی آنکھ سے تم پیشہ بجا جو خوشخوار	دل اس قرار پہ لیتی ہیں کہ ہم میں دلدار پہلی وہ آنکھ پکنتا ہوا جس آنکھ سے پیار	
	پہلی آنکھو غین لگاؤ نہیں یا میل نہیں اول تلون کو جو کر وغور کہیں تیل نہیں	۵۲
مجلو آیا ہی سیطرہ حاکم سنجہ پیش قہر درویش تہید ست بجان درویش	کیا بیان و سکار و غین کہ جگر غمی ہی سچ ہے پیش آئی آخر کو جو ہی کر دہش	
	کام بی سمجھی ہو ہی جو ہی برا ہوتا ہے پہر جو لیے کف افسوس تو کیا ہوتا ہی	۵۳
ماہ پیکریت خورشید قاز ہرہ جبین حسن و خوبی میں جواب و سکار زانی ملین	لو سنو شرح کہ معشوق ملا ایک حسین جس کے سجدی کی لہی ترک فلک سر زبین	
	حور کو آئینہ حسن حیرت ہو جاے سایہ او سکا جو بری دیکھے تو وحشت ہو جاے	۵۴
گر نیاں شعلی کی سیما کی خصلت آہن ماہ کنگان میں کہاں ہی جو صباحت آہن	برق پر برق گرائی وہ شرارت او سمین نازی کی وہ کہ سوا گل سی زکات او سمین	
	گردش چشم فسون از غضب چکر دے بوٹی بوٹی کی میٹرک جان کو سہل کر دے	۵۵
ساکن دیر و حرم کو چہ میں اوسکی ہیں مکن بندہ عشق مجازی میں تمام اہل یقین	کون ہی نذر جو کر تا نہیں اوسکو دل دین اپنے مذہب کا کسی قوم کو اب پاس نہیں	
	شیخ سی وہ جو کہے تارک ایمان ہو جاے برہمن ایک شاری میں مسلمان ہو جاے	

<p>دل کیا نذر کیا جسکو اشارا اوسنی نغمہ میں ڈوبا وہ کیا جسک کنار اوسنی سیکڑوں کو نگہ ناز سے مارا اوسنی تیغ کی گناٹ ہزاروں کو اوتا را اوسنی</p>	<p>تیغ ہی ابرو پر خم تو مژہ تیر ہی ہے قدر انداز ہی ہے صاحب شیر ہی ہے</p>
<p>لب شیرن کا وہ عالم ہی کشیرن ہی فدا شکل یوسف جو کبھی سانس ہی آئی تو گدا لیلی زلف ہی لیلی ہی زنجیر بپا سامنا میرا اسی جن پر اچھا اچھا</p>	<p>شان اللہ کی اللہ خدا کی قدرت آپ ہی اتنی ہوئے واہ خدا کی قدرت</p>
<p>بد ریشانی کو ٹیکے تو جب کی سر سچو خال ہندو کا ہوا گلشن عارض میں ورچو کمکشان کو ہی فقط مانگ کی نسبت ہی سو کمکر بو پڑی موسن کی طرح کیوں درو</p>	<p>مل سید روی کتابی پہ نمایان دیو + طفل ہندو ہی ہوا حافظ سدا آنکھو</p>
<p>ماہ نو ابرو پر خم کو جو کیسے تو بجا دیکھنے والوں کو ہو لی طلب آب و غذا خاکی مشتاق ہر اک شہر میں انگشت نما پیاس کی ہی نہ اونہیں گرسنگی کی پروا</p>	<p>دور گردوں کی عجب رنگ جہان دیکھا ہی روزہ داروں کی ہلال رمضان دیکھا ہے</p>
<p>صف شرکان نہیں ستون کی برابر ہی ذکر زندو نکا تو کیا بلکہ ہیں زندا ہی زرگس بست کی بیٹی ہیں قریح دہست جو خرابا عجان میں ہی وہ ہی بادہ پست</p>	<p>مچیستی سی یہ دو جام بہری ہے تھے پین ملاقون میں کعبہ ابرو کی دہری ہے تھے پین</p>
<p>زلف کو شاہ کئی میں نہ کرنی ہیں خطا دیکھی لیلی اوی مجنون کی طرح ہو سودا خلقت آہو سی ہی اوسکی یہ ہی ہوس جدا پردہ شب میں وہ اللہ سی مائی یہ دوا</p>	

جوش سودا میں موافق مری تدبیر ٹپے یا آگنی مری گردن میں یہ زنجیر ٹپے	
رہج پیدا جو ہوا انسی و چھیل لاهر سو الف بینی و بابے لب و لام کیسو	جیم ہی گوش توری موی مرزہ نون ابرو اور ایک لفظ کی ترکیب سناؤن دلجو
ضم ہون یہ حرف تو ترکیب بلا ہوتی ہے یہ بلا کب سر عاشق سی جدا ہوتی ہے	
دانت موتی کی لڑی آئین نہیں چاہی سخن سینی میں ہوتی ہیں دانتوں کی ٹکڑی گلشن	آئینہ صاف ہی آئینہ کی صورت روشن دقت گھٹا رجہ نہیں ٹپتا ہی وہ غنچہ دہن
واہ کیا حسن دکھاتا ہی گلے میں مالا موتیوں کا نظر آتا ہے گلے میں مالا	
بعض کہتی ہیں اوی جادۂ اقلیم عدم ابھی اس معنی باریک سی واقف نہیں ہم	مرحمت موی کمر لکھ نہیں سکتا ہی سلم موشگافون سی جو پوچھو تو کہیں کیا کی قسم
فہم معنی جنہیں حاصل ہی وہ چپ رہتی ہیں کچھ نہیں کچھ نہیں کہتی ہیں تو یہ کہتے ہیں	
یا کوئی ناف کو بھجے کرہ موی کمر سب بہت ہے یہ تشبیہ کر و غور اگر	دیدہ ناف میں ہے موی کمر ناظر یا شکم بحر لطافت ہی یہ دوسمیں ہی بہ نور
آئینہ پیش نظر ہے شکم صاف نہیں عکس چاہ زرخندان کا عیان ناف نہیں	
سرخ رنگ حنا و سمن شراب کلفام یا نظر آتا ہی لہر زلف شوق ماہ تمام	گوری گوری وہ بتلی ہی کمر کا جام نقرہ ظرف ہی یا حسین کہ ٹونیکا کی کام
صاف شجر کی تحریر یہ مکتوب میں ہے رخ یوسف کی چمک دیدہ یعقوب میں ہے	

آتش رنگِ حنا کی ہی شر راگزیرے	گرمی شوق کی ریتی ہی جودل میں تیزی
تشنہ خون میں یہاں تک کہ دمِ خونریزی	خانمان سوزی اس برف کی آفتِ خیزی
خونِ عشاق کی لہر میں جو نظر آتی ہیں	۵۲۷
مچھلیاں دستِ خالی کی تڑپ جاتی ہیں	
ساقِ پاپی پی زاید سببِ لغزش پا	باتِ ملوثی ہی اوس ساعدِ مین کی صفا
سجھرِ حسن سی پائی ییدِ صفا کی صفا	پاؤنیں جلوہ دکھاتی عجب رنگِ حنا
نقشِ پامین جو روشِ مہرِ ضیا بار کی ہے	۵۲۸
صاف تلو و نین صفا حور کی رخسار کی ہے	
شمعِ عارض سی ہوئی گرم ہماری محفل	ایسی معشوق سی جدمِ ہوئی صحبتِ حاصل
اوٹھ گیا پردہ دوئی کا نہ کوئی مُغفل	ہوئی یکجان و دو قالہ جی ملی دونوں دل
اوس کا شیدا میں ہوا اوس کو میرا دھیان بند با	۵۲۹
درِ مقصود کمالِ عیش کا سامان بند با	
ہم تمہی پروانی اگر شمعِ شبتانِ تہاوہ رخ	بلبلِ مست دل اپنا گلِ خندانِ تہاوہ رخ
مصرِ تماکشور دلِ یوسف کفانِ تہاوہ رخ	برجِ متباب تمہی محفلِ متابانِ تہاوہ رخ
کیا کہیں لذتِ ہم نرہی جانان کیساتھ	۵۳۰
گرمیِ صحبتِ بقیس و سلیمان کیساتھ	
دیکھتی دیکھتی ہر شامِ محرمِ ہوتی تھے	اوجھل آنکھوں سی نہ شکلِ آئندہ پہر ہوتی تھی
واکسِ لطف سی اوقاتِ بسر ہوتی تھی	نہ کہی سیرِ نظاری سی نظرِ ہوتی تھی
ساتہ بیدار ہوئی ساتھ ہے آرام کیا	۵۳۱
رخِ وگیو کا تماشا محرمِ و شام کیا	
پردہ چشم ہی مواف رہا گیو کا	شوقِ نظارہ یہ تھا گیو عجب رہا گیو کا
نہیں آئی تو دیا تکیہ مری زانو کا	چہرہ پہ لگا لگا ہوا پہلو کا

گب نہ پہلو میں جبکہ اوسکی رہی دل کی طرح ہاتھ گردنیں رہی روز جسم اٹل کی طرح	
ہوا آواز ہنہم نرمی دلبر جو بلند شریہ باندھی گمراہی ہوئی فک کر گزند	تھی جو ماسد وہ جلی رشک سی مانند تیزی نارعداوت ہوئی ہر وقت دو چند
گہر میں اوڑا اوڑ کے شراری لگی آئی کیا کیا آتش افروز لگے آگ لگانے کیا کیا	
جمع عیار کیے دی طمع دولت و زر ایک عیار ہوا آگے ہمبہارا نوکر	دو در انداز ہوئی مستعد فتنہ و شر ایک عیار نے کی نوکری اوسکی جا کر
خدا متین کہیں جو بہت یار وہ عیار ہوئے بہوتے پائے مصاحب ہوئی غمخوار ہوئے	
سیر می نوکر نے کیا جیسے یہ اگر زبان غیر غیر آتی ہیں چھپ کے بازار مکان	کچھ خبر آپ کو ہی ادھی جلیس ہیں وہاں جھوٹ کہتا ہوں تو ہو گنگ سیر نہ میں
آپ واقف نہیں عیار و ٹکی عیاری سے پاؤں رکھ لے رہ الفت میں خرداری سے	
چند دہاں صاحب ہیں کہ کرتی ہیں وہ پشت ایوان پہ جو کھڑکی سی وہی راہ نظر	کہیں لیجائی ہیں وہ آپکو غافل پاکر رخنی پرتی ہیں اوسی راہ سی لوجہ خبر
بند گہر کی ہو کی طرح تو اچھا ہو جا رخنہ انداز کشیں کہیے وہ تین ہو جا	
میں نے اوس سی یہ کہا مجھ کو یقین ہو کیو مگر عرض کی اوسنی رہی تیر دولت افروز	دیکھوں آنکھوں میں تو تیر میری سودا نظر بات آسان ہی کرتا ہوں میں حاجت مگر
صاف کھل جائیگا چینی کامین حال حضور خیر خواہی مری وراپکا افسال حضور	

ایک ترکیبے لیکن عمل او سپر ہی ضرور تور کا فرش نہی اوسین بندین پردہ نور	چو کہین لہجی ایک کمرہ کرائی کو حضور ہو وہ سب طرح سی آراستہ مثل رخسار
فارغ البال گہی ہو کے ہر ایک کام سی آپ رونق افزا ہوں کسی شب کو سر شام سی آپ	
بہن مصاحب جو وہاں اونسی بھی کچھ ہی چلی کچھ تردد نہیں ملجائیں گی وہ خواہ مخواہ	دونگا اونکو طعیم وزر و دولت و جا ہی جو مطلب نکل آئیگا وہ انشا اللہ
مین لگا لاؤنگا وہ ہو کے سوار آئیں گے جتے عقدی بہن وہ سب آپ پہ کھل جائیں گے	
بدگمانی ہی بری جھگو بھی آیا یہ گمان حکم گو گو کو دیا لو کوئی اچھا سا مکان	شاید ایسا ہی ہو کر تا ہی یہ جھگڑا بیان پردی طلح کی بندین فرش مشجر ہو دہان
کریاں نیرن بچپن آئینی چسپان ہو جائیں جھاڑ فانوس کنول رونق ایوان ہو جائیں	
مخقر یہ کہ کیا اوسکی شرارت نے اثر حال ادھر کا تو یہ تھا طرفہ بند مارنگ و	آزمایش ہوئی معشوق کی منظور نظر وہ جو عیار وہاں جا کی ہوا تھا نو کر
بہر زرافعت دیر تہہ بھلائی اوسنی مسجد اللہ کے کی لیے ڈھائی اوسنی	
وقت پا کر یہ کہا اوسنی کہ تم ہو غافل چپہ مائل ہو وہ ہی اور کسی پر مائل	دل دینا ہے جی ہی اور کہیں اوس کا دل برج خورشید ہی اب اور قمر کی منزل
دلبر ماتم تعین اب اور کوئی دلبر ہے گھر تمہارا نہیں یہ اور کیا گھر ہے	
چو کہ میں ایک کراچی کا لیا ہی کمرہ بیشروا کو آتا ہے کوئی ماہ لغت	چو کہ کی جاتی بہن وہاں ہوتی ہیں جی کا کمرہ تسے گڑی کی ضرور اسین حسین رونق

	شور بازار میں بے نوبت شر پہنچا ہے جھوٹ کتا نہیں تحقیق خبر پہنچا ہے	۵۳۱
جام وینا و سبوا پس ہری رہتی ہیں جنگلبان ہیں وری اور پری پتی ہیں	مار پھولوں کی چنگیر و نمین بہری پتی ہیں ہیں و فاکش جود و ایک ہی رہتی ہیں	۵۳۲
	صبح آتے ہیں تو حمام کیے آتے ہیں اوس سی خیلانی نشانی کا لیے آتی ہیں	۵۳۳
کرتے ہیں بیٹھ کی اجاب میں کثر یہ کلام ہے یہاں صبح بنارس کی ودھ کی شام	اب تو بباب نعیش کے میا ہیں تمام دود و معشوق ہیں کتنی ہیں موافق ایام	۵۳۴
	ہی نہ و مہر کا آنکھوں کو میر جہلوہ گہرین متاب کا خورشید کا باہر جہلوہ	۵۳۵
دونوں ہیں ایک طافت میں تراکت میں کس اسکو بھی دیکھو تو کچھ اوس سی نہیں ہی کس	ذائقہ اوسچین زیادہ ہی جو نورس ہی کس ایک دونوں ہیں کروں فرق میں نہیں کس	۵۳۶
	تلخی سحر ہے زائل مرے دونوں میں لذت زیت ہی حاصل مری دونوں میں	۵۳۷
سکے اوسنے یہ کہا تجھ کو ری سہ کی تم خود چلیں گے کہ کڑی ہیں نہیں کچھ موم کی ہم	دی خبر بکھو فرام ہو یہ جلد جسم پیر کی بات نہیں کول و ٹھانی یہ الم	۵۳۸
	فتنہ بریہ ہو محل غیر محل دیر ہے کیا آج ہی بگڑی بگڑنی ہی جو محل دیر ہے کیا	۵۳۹
آدمی بھیج کے دریافت کیا اونی جوال چوک میں ایک کمرہ کہ وہ زیبائی کمال	اوسنی اگر یہ کہا آئیہ ہی صدق تعال دریہ دریان ہیں لیر نہ ہیں سیاہ و طلال	۵۴۰
	پردی زرین جو ہیں منہ نور کا پر ساتے ہیں لوگ کتنی ہیں کہ وہ روز یہاں آتے ہیں	۵۴۱

وہاں رُکا دل تو میان گرد کہ ورت آئی	یہ چہ سبک دہی اور حرارت آئے
دل یہ کہتا تھا کہ اب آئی آفت آئی	لو بظاہر نہ کہی بات کی نوبت آئی
رنگ بدلا ہوا چہا یا ہوا غم دونوں طرف	ایک غم دونوں طرف ایک لم دونوں طرف
وہ یہ کہتا تھا کہ یہ قبر یہ آفت کیا ہے	میں یہ کہتا تھا الہی یہ قیامت کیا ہے
دھیان دسکو سب ترک محبت کیا ہے	میکہ اندیشہ سہی وجہ کہ ورت کیا ہے
بی تکلف نہ کٹا دن نہ کئی رات کوئے	نہ ادھر بات کوئی تھی نہ اودھر بات کوئے
مجھ کو ہر بار سر اسیمہ پریشان ہونا	اوسکو چپ چکی ہر ایک شین گریان ہونا
مجھ کو افسوس سے نگشت بدندان ہونا	وسکو گردون کی طرف یکدم کی حیران ہونا
رنگ صحبت نہ لطف ملاقات گیا	لگ گئی چپ فرہ حشر و حکایات گیا
دفعۃً پہر گئی قسمت مری ہونا کیا ہی	میں یہ کہتا تھا الہی یہ تماشا کیا ہے
ہوش باقی نہیں یا رب مجھی سودا کیا	ہی اوداسی درو دیوار یہ نقش کیا ہی
خشک لب ہو گئی رخ زرد ہی کیا ہونا ہے	دلین بیاختہ کچہ دردی کیا ہونا ہے
پیار کا چاہ کا الفت کا فرہ کچہ نہ ما	اوسکو ہر وقت تصور کہ ہوئی مجھے دغا
لوگ ہمیر کیا ہو سمجھ کر کوئی گیا	دشمنی کرنے لگی دوست زمانہ اولٹا
پردی پردی میں عداوت یہ محبت کیسے	منہ پہ کچہ دلین کچہ التدریہ الفت کیسے
ظاہر ہی ترک عروت ہوئی رفتہ رفتہ	اخرا کار یہ صورت ہوئی رفتہ رفتہ
اونکو صورت ہی ہی نفرت ہوئی رفتہ رفتہ	ہمکو سودا ہوا وحشت ہوئی رفتہ رفتہ

	<p>منہ لپیٹی ہوئی ہم اپنا پڑے رہتے تھے دیوہی پاس آتی نہ تھے دور کھڑی رہتے تھے</p>	۵۵۴
<p>ایک دن اوس سے کہا مہنی کہ اسی شکر رقعہ آیا ہے بلایا ہے مہنی کی ہی خبر</p>	<p>آج تقریب شادی کی کسی دست کی گھر بزم شادی میں ضرور اپنی ہی شرکت تھیں</p>	
	<p>لیکے نوشاہہ دولہن کو جو روانا ہو گا دن چڑھی بعد فراغ اپنا سبے آنا ہو گا</p>	۵۵۵
<p>خیر تو منہ نہی کہا پر او نہیں آیا یہ خیال جائیں تو شام کو چکو بھی نہیں تابلال</p>	<p>ہو نہ ہو آج اوس کی کا پی انہیں شوق وصال ہم بھی چلتی ہیں کہ گھر میں ہمیں بنائی ہال</p>	
	<p>یا تو ہو غیر کا یا وہ بت خود سہرا اپنا آج جگڑا ہی چکا لیتے ہیں چل کر اپنا</p>	۵۵۶
<p>شام جو وقت ہوئی مہنی سنگائی یوشاک پہونچی اوس کمری میں جنت تہا جو زیر</p>	<p>ہوئی آمادہ چلی گھر سی مگر دل غمناک ساتھ دو چار مصاحب منایت چالاک</p>	
	<p>گو کہ باتو نہیں بہت ہم کو وہ بہلاتی تھے کیا کہیں کیا وہ لی مضطر کو خیال آتی تھے</p>	۵۵۷
<p>دو پہرات گئی اونکی سواری آئے بات و سوقت یہ خاطر میں ہماری آئی</p>	<p>ہم کو پہونچی یہ خبر باد بہساری آئی جھکا کھٹکا تھا اوس بات کی باری آئی</p>	
	<p>گدڑ اس بام پہ ہو گابت حدر جانی کا سامنا آج ہوا آفت بالائے کا</p>	۵۵۸
<p>فکر انجام ہوئی جب یہ مری دہنی کہا کار فرما ہو اگر عقل تو ہدم ہے مرا</p>	<p>سادگی خوب نہیں کام ہی عیار کا بات کیجی کوئی حکمت کی غلط لونی سوا</p>	
	<p>امتحان یار کا جس کسی عنوان ہو جائی جو شجہ جو ہے وہ سب آج نمایاں ہو جائی</p>	

سوچنی سوچتی یہ بات نکالی آخر مجلو لازم ہی کہ غائب ہوں رہیں یہ حاضر	میری ہمراہ مصاحب ہیں کئی خوش ظاہر دیکھوں کیا قصد ہی کس وہ پہی وہ گافر
۵۶۰	امتحان چاہی ہوئی ہی جو آخر ہو گے گفتگو انسی جو آئی گی وہ ظاہر ہو گے
ایک صاحب مری ساتھ خوش اسلوب حسین اکدہ ایک تھا او سین میں ہوا جا کی مکین	اوسکو وہاں اپنی جگہ میں کیا صدر نشین چوڑی حلین کہ نہ دیکھی وہ بت زچہ چین
۵۶۱	باتیں کانوں ہی سنوں شاگ فی اصلا نہ ہے فاش پردی سی ہو پردہ کوئی پردا نہ ہے
میں نے اوس گوشہ میں لی مصلحتہ جانی قرار سرچہ رومال ہلاتی لگی دو خود شکار	زیب مند وہ ہوا اپنی دکھانی کو بہار دفعہ مثل قمر سامنی آیا وہ نگار
۵۶۲	پر سر اسیمہ غضبناک مکر آیا منہ بنائے ہوئی بدلے ہوئی تیور آیا
زیب مند جو کسی غیر کو دیکھا مری جا اس مصاحب کے کہا خیر تشویش ہی کیا	تھا غضبناک زیادہ وہ غضبناک ہوا گھر تھا رہی جو آئی سر اغرا زکیا
۵۶۳	کیسی اتنا اوچاٹ آپکا ہی دل کیا ہے بیٹہ بھی جاؤ گھر غریب جو حاصل کیا ہے
آئی کس کام کو کچھ کہی تو آئی کا سبب اوتری اس گھر میں تو پیر تیوری چڑھانکا	کچھ بیان کیجی تکلیف اوٹھانی کا سبب وجہ آئی کی نہ کہلتی ہی نہ جانی کا سبب
۵۶۴	دو گھڑی بیٹھو بیٹھو لو کوئے بات کرو آدمی ہم ہی ہیں ہم ہی ملاقات کرو
سنکے یہ بات کہا غیص سے مطلب میں کیا یہ سناتا کہ ہی پاس دیکھی کوئی ماہ لقا	جنگلی مشتاق ہیں لونگنا نہیں اس گھر میں داغ دینی اوس آئی تھی کہ بلجائی سہرا

	بدلی منظور نظر اوس سے تے لینے ہکو میان جو آئی تو پڑی لینی کے دینے ہکو	۵۶
ہکو لایا ہی جو میان اوس کو بلا لا تو سہی جسکی آئی کو کہا تھا اوسی تہا تو سہی	ایک کرسی کہا اپنی ذرا جا تو سے کر تہا تکیہ کہ روپوش ہی کیوں آ تو سہی	
	ہو اگر جھوٹ تو یہ مورد قہر میر کروں کر کے کالائبر امنہ شہر میں تشہیر کروں	۵۷
کیون یہ کیا بات ہی کیا توئی کہا کیا نکلا دوسرا کون ہی معشوق تیا جلد بتا	وہ جو ڈرتا ہوا آیا تو یہ جہنجا کے کہا جہنجا طالب ہوں نہ وہ ہیں نہ کسی غیر کی جا	
	مہروش اور کمان و سکی کہیں جہانوں نہیں استقد جھوٹ کسی بات کا سراپا نون نہیں	۵۸
راست گو ہوں نجد جھوٹ نہیں جھوٹ نہیں آپ کی کہیں تو ذرا جھوٹ نہیں جھوٹ نہیں	کانپ کر اوسنے کہا جھوٹ نہیں جھوٹ نہیں کچھ نہیں میری خطا جھوٹ نہیں جھوٹ نہیں	
	وہی مکرہ ہی وہ جہین کہ یہ طیاری ہے رنگ بہ لای تو کچھ رنگ ہی غیاری ہے	۵۹
چلن آئی یہ چھوٹی ہوئی جس میں نظر ہی یہی دھوگی کی ٹٹی کہ بظاہر ہی سپر	اور کچھ دیہان میں آ نہیں اسوقت مگر ہو نہوا چین مقرر ہی کوئی رشک قمر	
	تیر سون ناخن تدبیر تو عقدہ کسل جاے چلن اوٹھی تو یقین ہی امبی پردہ کسل جاے	۶۰
پہنکدی تو چکی چلن کہ پریشان کہاں چار سو پیل گئی ردشنی شمع جمال	سنکے اس بات کو جلد ہی ہی بڑا تیشاں درین رکھا جو قدم کو تو ہوا آئینہ حال	
	جھکو دیکھا تو کہا واہ یہ چورے ہے بت بنے بیٹے ہو اندیہ چوری ہے	

<p>چہلے بیٹے ہو جو مجھے یہ خطر کسا ہے مجھے ڈرتی نہیں تباہی و ڈر کسا ہے</p>	<p>پاس اتنا تمہیں منظور نظر کسا ہے صاحب خانہ ہی میاں کون یہ گھر کسا ہے</p>
<p>۱۷ ہی یہ ظاہر کہ کہیں اوسکو چہ پار کسا ہے</p>	<p>ہو جو شکوہ کہو کس دن کو اوٹھا رکھا ہے</p>
<p>۱۸ بڑہ چلی اب تو بہت دور ہو ماسا رقت ہے عیار پنا آپ کا کیا کسنا واہ</p>	<p>بزم شادی میں گئی آئی میاں لگی راہ میں جلی میں تو کیا ہو گا محبت کا نباہ</p>
<p>۱۹ سرد مہری کی بھی ہفتی لگی جنے اب تو چور کپڑا ہی بڑی گمات سی بنے اب تو</p>	<p>۲۰ کچھ نہ سو جا اوس کی غلطی میں آیا نہ نظر برزخی کپڑوں کی کی جامی سی ہو کر باہر</p>
<p>۲۱ کلیہ یہ لال ہوا خشم سی مثل گل تر باندھی بی جرم و خطا دست درازی گیر</p>	<p>۲۲ خار کیا کیا نہ دیے گوشہ دامان کینچا ڈال کر ماتہ گریبان میں گریبان کینچا</p>
<p>۲۳ عرض کی میں کہ تاجد جفا سمجھو تو بات کچھ اور ہی نہ ہمیں ہی کیا سمجھو تو</p>	<p>۲۴ یہ بھی کرنا یہ ستم پہلی ذرا سمجھو تو نا سمجھ ایسے نہیں نام خدا سمجھو تو</p>
<p>۲۵ نہ مرا جرم سی سمین نہ تمہارا ہے قصور کچھ کا کچھ مجھے گماتے کیا کچھ مذکور</p>	<p>۲۶ فتنہ انگیزی اعدا سی پڑا ہی یہ دستور آزمایش ہوئی مان و نون طغری منظور</p>
<p>۲۷ دو نون جانب خبر کذب برابر گذرے آج جو آپ یہ گزری وہی مجھ پر گذرے</p>	<p>۲۸ کیا گماتے تم آئی جو میاں ہو کی خفا کہ او نہیں پاس نہیں ہو رہی نکون سی حیا</p>
<p>۲۹ یون ہی تھا ایک دن اندازنی مجھ سی بھی نکست گل کی طبع جاتی ہیں چسکر ہر جا</p>	<p>۳۰ ۳۱ ۳۲</p>

	سیر اغیار کی باغون کے کیا کرتے ہیں روز تربیب دماغون کی کیا کرتے ہیں	
پانوں کی بدلی اونہیں لاؤ گائیں کی بل چوک رنیر کے کہنی پہ کیا بنے عمل	پانوں کی بدلی اونہیں لاؤ گائیں کی بل گذر اس غیر محلہ میں ہوا غیر محل	پانوں کی بدلی اونہیں لاؤ گائیں کی بل چوک رنیر کے کہنی پہ کیا بنے عمل
	آگئے کہنے میں تھی زلیست جو بہاری ہلکو آزمایش ہوئی منظور متساری تمہکو	
اک مصاحب کیا صد شین اپنی مقام شکر تہ کد اب کچہ نہ ہا مہ کو کلام	اک مصاحب کیا صد شین اپنی مقام شکر تہ کد اب کچہ نہ ہا مہ کو کلام	اک مصاحب کیا صد شین اپنی مقام شکر تہ کد اب کچہ نہ ہا مہ کو کلام
	فرق پایا نہ محبت میں ذرا صاف ہوئے جو کماختے وہ کانون سی سنا صاف ہوئے	
مفسدون سی ہو جدائی کہ جدائی تھے نہ پہرین تھی پہری ساری خدائی تھی	مفسدون سی ہو جدائی کہ جدائی تھے نہ پہرین تھی پہری ساری خدائی تھی	مفسدون سی ہو جدائی کہ جدائی تھے نہ پہرین تھی پہری ساری خدائی تھی
	کام تھی ہی کسی سی ہمیں کچہ کام نہیں ڈھونڈو لو سا را مکان غیر کا میان نام نہیں	
تم ہی اب دور کرو دل میں چوکتی ہو کٹنگ غیر کا دیہان نہیں لین ہماری تنگ	تم ہی اب دور کرو دل میں چوکتی ہو کٹنگ غیر کا دیہان نہیں لین ہماری تنگ	تم ہی اب دور کرو دل میں چوکتی ہو کٹنگ غیر کا دیہان نہیں لین ہماری تنگ
	ہم ہیں یک رنگ دورنگی کا میدان طور نہیں آپ ہی آپ ہیں کمری میں کوئی اور نہیں	
درمیان آج جو ہیں باعث شر و شزار دونوں اس دم ہوں طلب تار تری بلین غبار	درمیان آج جو ہیں باعث شر و شزار دونوں اس دم ہوں طلب تار تری بلین غبار	درمیان آج جو ہیں باعث شر و شزار دونوں اس دم ہوں طلب تار تری بلین غبار
	ڈر کے جو کچہ ہے حقیقت وہ جہان کر دینگی ہوگی تہدید تو حق حق وہ بیان کر دینگے	

راست تھی راست پسند گئی او کو بھی یہ بات
سامنی اونکی بلائی گئی وہ نون بد فوات
کابنتی آئی مگر منہ سی یہ نکلا سببات
سجھے بی راست کوئی نہیں ممکن ہی نجات

جوڑ کر ماتہ گری پاو نہ در کرد و نون
ایک سا حال لگی کہنے برابر دو نون

عرض کی سچ ہی کہ اعدائی طمع دلوائے
حق یہ ہے دو نون طرف جوٹ خبر پہنچا
طمع زرسی طبیعت میں خیانت آئے
بد ہی انجام بدی گایہ ہوئی رسوائے

شرم سہی آنکھیں جبکی پرتی ہین گردن کی طرح
ٹپہن ہین باز وون پردیکسی بوشن کی طرح

کو کو گھٹپین جو پڑ ہوا نین تو تہا رست سخن
جب یہ حوال کہلا کچہ نہ مارچ و محن
نام ظاہر ہوئی رسوا ہوئی ساری دشمن
مہربان ہو کی کہا دور ہو سارا ظن

حق بڑی چیز ہے بڑھکانی سی کیا ہوتا ہے
بگڑی بن جاتی ہین جب فصل خدا ہوتا ہے

سچ یہ ہی صاف ہو تم میرا گمان تہا باطل
میں بھی مجبور ہوں آخر یہ ہی انسان کا دل
بہری کپڑوں کی کبی کیوں میں ہوا سخت جمل
گرد آلودہ ہو پر کیا رخ ماہ کامل

غیر اول کوئی معشوق نہ تھانے ٹھہرا
دودہ کا دودہ ہوا پانی کا پانے ٹھہرا

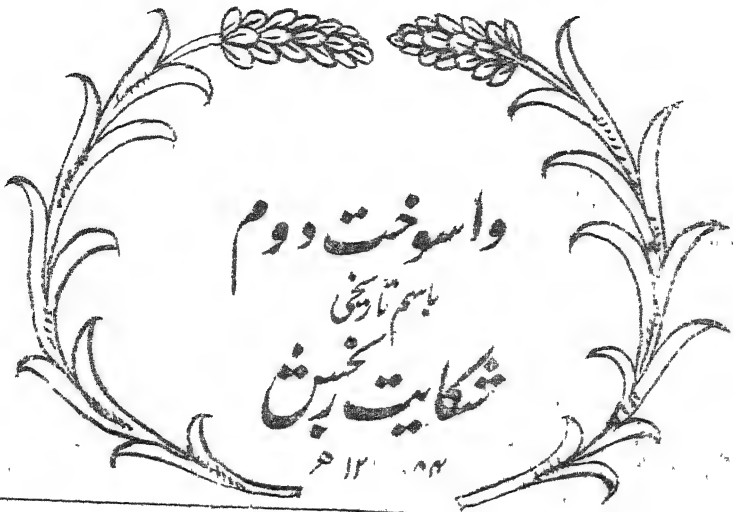
عفو تقصیر کرو جانی دودہ لو پوشاک
کیا ہوا منہ میں دریدہ دہنو کی اب خاک
دشمنوں کی ہی عیث جان اس وقت میں ہلاک
وہی خلاص ہی پیار وہی پہری پتیاک

گر دیکسی تو اس وقت سے سر سیا پیرون
اب پیرون تھی تو اللہ و عیسیٰ سے پیرون

ناتہ گردن میں مری آل کی کرنی لگی پیار
بدلی پوشاک ہوا میں طرف خانہ سوار
ہم بغل میں بھی ہوا دور ہوا دل کا غبار
وہ بھی ہمراہ مری آئی بہت باغ و بہار

۵۸۸	سجنت یا ورہوئی قبال کی تائب دہوئی بجگو نوروز ہوا اونکو شب عید دہوئی	
۵۸۹	رجب کی لمبی سامان سنگائے کیا کیا صدق نیت سی فقیر اوستی کلدائی کیا کیا	کوئڈی شیرنی کی بازار سی آئی کیا کیا گل شہید و فکی مزار و نیپہ چڑھائی کیا کیا
۵۹۰	روشنی اوستی بڑی خانہ اللہ مین کے حاضری حضرت عباس کی درگاہ مین کے	
۵۹۱	کی دعا خالق اکبر سی کہ امی رب عباد سو مراد و فکی یہی ایک مری دلکی مراد	دوست جتنی مین وہ شب دہون شہنشاہ جسکا عاشق ہون وہ عاشق ہوئی پیار یا
۵۹۲	عمر مہر و صل کا حاصل ہو زما نا مجھ کو شکل فرقت کی آئی نہ دکھانا مجھ کو	
۵۹۳	قطع کر سلسلہ نظم امیر اب خاموش گرچہ باقی ابھی دریائی طبیعت کا ہی جوش	سامعون فی یہ در نظم کبی گو ہر گوش ستی والی مین یہ سرست کہ باقی نہیں جوش
۵۹۴	پہر کبھی جوش طبیعت کا دکھاؤنگا نہیں ہوش آئیگا تو افسانہ سناؤنگا نہیں	

تمام شد



فوج غم ساتھ ہی آمادہ خون آتا ہے
صاحبِ کمر نیزنگ و فنون آتا ہے

دہجوم سی خسرو اقلیمِ جنون آتا ہے
خلل انداز صفِ صبر و سکون آتا ہے

قابلِ دید تماشا چشم و جاہ کا ہے
داخلہ تختِ گلہ دل میں شہشاہ کا ہے

تیغِ زن تیر فکن قلعہ شکن کون کہ عشق
مالک ملک دل و جان بدن کون کہ عشق

وہ فلکِ قدسِ شہنشاہِ زمیں کون کہ عشق
رستمِ معرکہ رنج و محن کون کہ عشق

گردِ مین ہے روشِ بادِ بہارِ مئی دیکھو
حضرتِ عشق کی آتی ہے سوارے دیکھو

تشنہ کا مانِ محبت کا جو ہی تشنہ خون
سرِ چمکائی ہی قدِ مبوس کو جب کے گردون

لو وہ آتا ہی جو ہی موجِ نیزنگِ فنون
جسکی آگے سر تسلیمِ دو عالم ہے نگون

جب یشیرِ دمِ جنگِ علم کرتا ہے
سرِ جلا و فلک کو بھی تسلیم کرتا ہے

اوسکی آمد ہی جو شور ہی چنگیز زمان	اوسکی آمد ہی جو کڑا ہی گل عیش خزان
اوسکی آمد ہی جو سرشکن تاج توان	تیغ کینچی ہوئی سرگرم عتاب آتا ہے
	ملک الموت بھی ہمراہ رکاب آتا ہے
کیا جلوس و سکی سواری کا دکھاتا ہی بہکا	فیل آفت کی جلو میں ہیں ستم کی رہوار
اگلی آگے علم نالہ خورشید نثار	زر نشان و سکا پھر سر اگر دیوان شہنشاہ
	دل جو ٹوٹی ہیں نقیب آہ کی للکاری میں
	آہلی سینہ عشاق کی تقار ہے حسین
حسرتیں کشتہ میں جبکی وہ شکر ہی میھی	پہلو ان جسے سہاڑی وہ لاوری ہی
ڈو پٹی جسے نکالی وہ شہنشاہ ہی میھی	کشتیاں جسے ڈبوئیں وہ سمندر ہی میھی
	خضر کا غرق ہی بیان آج نہیں کل بڑا
	نوح لائین جو سفینہ نہ لگے تہل بڑا
کھوار استہ بازار محبت ہو جائے	چمکین انگوٹھی دکانیں نئی صورت ہو جائے
وحشت باد غم و درد کی زینت ہو جائے	خانہ خرابی کی مرمت ہو جائے
	صاف ہو دکان کا مکان جشن کی تیاری ہو
	کمری کمری میں گل داغ کی گلکاری ہو
چشم تراشک کا چہرہ کاؤ لگای سرراہ	صرف جادو بکشی زلف ہی ہو بخت سیاہ
غم و اندوہ کی استادہ دوست ہو گیا	دور گر لای خبر حیدر کو پیک نگاہ
	ہے ابھی دور کہ پہونچی ہی سواری دیک
	کس قدر باغ سی ہی باد بہاری نزدیک
چاہیے اتنی ہی بچھن کا سامان ہو جائے	جسکو جیشد ہی دیکھی تو پشیمان ہو جائے
دل صد چاک کا آئینہ یوان ہو جائے	فرش زخم تن مجروح کا دامن ہو جائے

	پنجشاخی جو کنار ونپہ گڑین نالون کے جھاڑ فانوس کنول بزم میں ہو چالون کے	۱۱
ساتہ دیوانو کو سازندون کی بدلی لائین رقص پر آئین تواندازنے دکھلائین	دو یہ پریون کو صدا قاف سی اور آئین پچکیان لینی لگین سب ترانی گائین	
	پہڑ کے ہر عضو بدن طائر بسمل کی طرح کائے راہ چلین خنجر قاتل کی طرح	۱۲
تم سلامت رہو تابع ہوں عراق و حجاز حسن جو آپ کی معشوقہ سی عمر او سکی دراز	تمنیت کی یہ ہر ایک ساز سی نکلے آواز وہ بھی قائم رہیں شہزادی جو ہیں زوگدا	
	آپ کو وصلت جانانہ مبارک شاہ خلق کو مرگ جو انانہ مبارک شاہ	۱۳
دور بہانہ دکھائی کوئی میر جاہی جو ساغر چم کی طرح آئینہ عالم کی خبر	می کشی کا جو خیال آئی تو می خون جگر جام وہ جنگو کہیں غیرت خورشید و قمر	
	وسعت ظرف سی در و اکین امید کی ہوں چرخ کا خم ہو پیالی مہ و خورشید کی ہوں	۱۴
منہ خزانہ کا کہلی نور کرم کا ہو ظہور بہرہ در ہوں در مقصود سی خدام ضرور	جو شہرستی میں جو ہو فیضان طبع غیور پائین انعام ہو خواہ ہوں نزدیک دور	
	دلغ حسرت عوض در ہم و دینار شین ڈہیر یون آنسو و کئی گوہر شہوار شین	۱۵
طلسم گر دہو کباب کی جائزین سکہ گو کا در تحمین سی بہر جای دین	جامہ زیو نگو ملین خلعت عربانی تن زخم پر زخم دوشالہ ہو برائے گردن	
	داغ کی سب کو سیر آہ کی شمشیر وحشت آبا د جنون خیزمین جاگلیں	

تیغ کی مالی ہون تقسیم کئے فیض کا باب ہون خطاب ایسی کہ جو ایک ہو ایک جواب	مار زخم کی ٹہن باغ طرب ہو شاداب خاص لوگوں کی بڑ بین رتی غایت ہو خطاب
میرزا یاس مخاطب بہ جلیس الدولہ میر حرمان ہون مخاطب بہ ایس الدولہ	
ہاں چنی جائیں وہ خاصی جو ہون نایاب لایں حور و نشی کو مائدہ باغ جنان	ہو چلی حسن تو خاصی کامی پہر ہوسا میز پر طرے ہون انجم کی طرح نور نشان
چرخ کی خوان سی بھی نعمت الوان آئے نان خورشید پیسر بہ تابان آئے	
شکم آبلہ دل سن و سلوی کا جواب لخت دل خون جگر کی ہون نہاری نایاب	مرغ جان آتش حسرتی ہو جل بہنکی کیا خشک مغزی کا وہ خشک نہری دیکھ کی تاب
تا افتانوں کی جگہ داغ زبون حالون کے کو فتنی لخت جگر خوانچی تیجی لون کے	
سیر خیموں کو ملے لقمہ غم کی لذت لب نان وہ کہ لب تیغ کی ہو حسین صفت	آتش خون وہ کہ نہو سیر کی سبکی نیت زخم پر چہرے کے نمک حلیکین ہو نعمت
کار حلو اثر زہر لہا ہل ہو میان شور با آب دم خجہر قاتل ہو میان	
لگ وٹھی آگ کری چیخ بھی برق اندازی جلکی طاؤس کرین چار طرے طناری	بعد خاصی کی لگی جھنی وہ آتش بازی ہو تماشا کسین فیلون کی و غار دازی
چرخ نالی کی ملے گند دؤلابی سے رات ہو روز رخ زرد کی ممتابی سے	
آگ کر لی کرۂ ارض کو دم بہرین حصا جیسی پرواز کرین لہ عاشق کی شرار	قلبی کا غم کی جہان نصب ہیں شہبار صفت سرو چرخان ہون شر بارانار

چکین چالو لکی تباہی کین خست کطیرح یاد ارشک لگی چو سٹے چادر کطیرح	۵۲۱
ساری اسباب ضیافت سی فراغت حاصل عطری بان سی شربت سی فراغت حاصل	۵۲۲
عیش عشرت کا نظر سب روسا مان آیا بعد دعوت کی دم رخصت مہمان آیا	۵۲۳
جن پہ قربان کری گو ہر انجم گردون چہرہ زرد کی پکیرج بھی گنتی سے فزون	۵۲۴
لخت دل لعل تھی نلیم تھی کہ تنجالی تھے تاراشکوئی نہ تھی موتیوں کی مالی تھے	۵۲۵
دل کی تسلیم حقیقت میں ہی ریز کمال چوڑیے کیوں الہی دولت سی یہی لال مال	۵۲۶
ٹوطعی قطعی مین طرب خیزی گلشن ہی میمان گوشتی گوشہ مین زرداغ کا مخزن ہی میمان	۵۲۷
گنجی قید کس طرح اوسی رکھی گناہ نہ تھی پاؤں کہا دلین کہ انا اللہ	۵۲۸
رعب غالب یہ ہوا در کے وطن چوڑ دیا خوف صیاد سی طائر نی چمن چوڑ دیا	۵۲۹
مالک دولت بیدار ہوا خسر و عشق تلج کا تخت کا مختار ہوا خسر و عشق	۵۳۰
نام خطبی مین کیا شاہ نے اپنا جاری کشور دلین ہوا داغ کا شکار جاری	۵۳۱

ظلم و بیداد پہ جب نیت شاہی آئی	لٹ گیا ملک عیا یہ تباہی آئی
آخر اندر میری ہوا یہ کہ بلا ہے آئی	خون سے سرخی ہوئی موقوف سیاہی آئی
دل و دشت کی نظر جلوہ گرمی آنے لگی	پاس دیوانی کی خلوت میں پری آنے لگی
ماں دید ہوئی دیدہ دیدار طلب	دل تماشا می سراپہ ردہ ہر طلب
لب پہنچو ذائقہ بوسہ رخسار طلب	مرغ جان کشمکش طرہ طرار طلب
دفعہ سرین بہری ساری زمانی کی ہوا	دشت و دشت میں ہوئی خاک و زانی کی ہوا
خوش جلوہ معشوق ہوئی پہلو کو	حسرت زانو می محبوب ہوئی زانو کو
وہ بیان آیا دل سودا زدہ کیسو کو	سو گئیے چلکی کسی کا کل غنبر بو کو
عمر بی صحبت محبوب کئے خوب نہیں	زلیت کا لطف بے صحبت محب نہیں
ہم بھی جانی لگے جلسی تہی جہان پر کو	تذکری ہوئی لگی روز طر حدارون کی
شہری اولیٰ جو بنے آنہ خسارون کے	دلی پیر و ہوئی یوسف کی خریدارون کی
کیسے جلسی بن ادھر اور ادھر کی باتیں	تہن نقطہ زلف رخ و چشم و کمر کی باتیں
ایک صاحب جو تصویر فن میں استاد	اونکو مانی کہی اس فن میں کہ کوئی بہزاد
لائی اگر دہ مرع کہ جسے نقش مراد	اوسمیں تصویریں جسون کی تہیں بھڑیا
وہ بیہین جو برنگ مہ تابان نکلیں	حورین جنت سی پریمانہ سے پر یان نکلیں
ایک سی ایک صف میں تہی بہتر تصویر	کوئی خورشید کوئی ماہ نور تصویر
باعث حیرت احباب ہوئی ہر تصویر	جلوہ فرور و عجب ایک ہوئی ہر تصویر

	دیکھ کر جسکو اوڑا رنگ ہوا ہوش ہوئی دلین جو نقش جی تھی وہ فراموش ہوئی	
۵۳۱	وقت نظر و عجب نگ تجت چایا جوش الفت فی عجب نگ جن چکایا	بزم اجباب کو حیرت کا مرقع پایا کیا کہون دسی وہ نقشہ مجھی کیسا بسیا
۵۳۲	خلش غم فی رگ جان مین ڈبوئی نشتر واہ ری نوک پاک دلین چہوئی نشتر	
۵۳۳	اگئی ایسی طبیعت کہ کما گہرا کر جس چین کا ہی یہ گل ہی وہ چین زار کرد	کسکی تصویر ہی یہ کون ہی یہ رشک قمر واہ کس برج سعادت سی یہ چکا اختر
۵۳۴	اس شب بہت کی کمان ماہ جبین ہوتی مین قدرت اللہ کی ایسے ہی حسین ہوتی مین	
۵۳۵	اوس مصوری کہا حال کروں کیا ظہا وہاں تجارت کو گیا مین تو ہوا اس دھوا	حسن آباد ہی اک ملک سینونکا دیار مٹ گئی حوصلہ ضبط کی نقش و نگار
۵۳۶	سوز الفت سبب گر مے بازار ہوا نقد جان بچکے اسکا مین خریدار ہوا	
۵۳۷	حکم تہا نے نیامی کوئی یہاں ہوائی کہو کے سبب تجارت یہی دولت پائی	لیچلون کینچے تصویر یہ دلین آئے شکل نیز نگ مقدر نی نئی دکھلائی
۵۳۸	آج تک ہجر مین فریاد کیا کرتا ہوں شب غم مین اسی دیکھ لیا کرتا ہوں	
۵۳۹	سنکے یہ حال مصوری ہوا شوق کمال دسی کہتا تھا کہاں اپنی نصیب خوین	گہر مین آیا تو پڑا بستر غم پر مین تڑپاں قاصد و ہم کا جانا ہی وہاں آخر محال
۵۴۰	کیسی وصلت کوئی ملنی کا سہارا ہی نہیں وہاں لڑی تگمہ جان پنا گزاری ہی نہیں	

حال تغیر ہوا غم سی یہ ہوتے ہوتے
جان آخر غم محبوب میں کہوتی کہوتے
دونوں رخسار مری گسل گئی روتی روتے
بخت خوابیدہ مگر جاگ وٹھی سوتی سوتے

کی جو اللہ نے تائید عجب بات ہوئے
ایک درخشیں سی رستی میں ملاقات ہوئی

نوبتِ تجھ جتنی میں جب کو نہ میں حاصل وہ تمام
ست دزات می شوقی بی شیشہ و جام
ماسوی اللہ سی نفرت و نہنیں گام
آئینہ پیشِ نظر غیب کا احوال تمام

دیکھ کر مجھ کو وہ سب حال مرا جان گئے
مر رہا ہے کسی عیسیٰ پہ یہ پہچان گئے

اکیلا رحم غایت کی ہوئی مجھ پہ نظر
لکھ کی تعویذ بھی اک پاندہ دیا باز ویر
دی دعا مجھ کو کچھ ایسی کہ کہلا باب اثر
ہنسکے فرمایا کہ جا تیری شب غم ہی سحر

کٹ گئی ساری تیری رنج و تعب یر نہنیں
صحبت ذرہ و خورشید میں اب دیر نہنیں

چپکے وہ تونگا ہونسی میں گہ میں آیا
شام جب بھولگی اور یہی تھی لب لباب
دلکچہ میں نہ تو کچھ دل نہی مجھی سمجھایا
فیش کوٹھی پہ سر شام مگر سمجھوایا

خواب راحت سی نہ آہو تو کوسر و کار رنا
صبح تک منتظر طالع بیدار رنا

جب ہوئی صبح کی آثار چلی سر دہوا
دور سی صبح سعادت کی نظر آئی ضیا
بوئی محبوب کا کچھ مٹنی لگا دلو پٹا
تنہیت کی لپی موجود ہوا پیک صبا

مغرب جان تازہ ہوا نکلت جانان آئے
نوبتِ صحبت بلقیس و سلیمان آئے

روشنی دور ہوا پر نظر آئی مجھ کو
شمع دولت جو منور نظر آئی مجھ کو
شکل تائیدِ تقدیر نظر آئی مجھ کو
جان ہم جامی سی باہر نظر آئی مجھ کو

	روشنی دور سی جتنی وہ قریب آتی تھے جان ہوتی تھی ہوا بوی حبیب آتی تھے	۵۴۳
بحر غم تھا جو پڑا فصل خداسی اوترا نازی غمیری سی شہو سی اداسی اوترا	دیکھنا کیا ہوں کہ ایک تخت ہوا سی اوترا چمکی تقدیر قمر اوج سما سے اوترا	
	ہو کے مضطرب جو میں آمادہ تکریم اوٹھا درد دل مجھے بھی پہلی ہی تعظیم اوٹھا	۵۴۴
جہلمانی لگی تنویر سی جس کی خستہ واہری لعلہ رخسار کہ ٹھہری نظر	مہر اقبال نمودار ہوا وقت سحر مطلع نور ازل صبح جبین سر تا سر	
	جلوہ افروز جو وہ چہرہ پر نور ہوا + نور سے بام تجلی کدہ طور ہوا +	۵۴۵
سری پانک وہ بعینہ نظر آتی تصویر اپنی ماتھوں سی خدائی ہی بنائی تصویر	تھی مصوری جو محکو وہ دکھائی تصویر بول اوٹھا دل جو نہایت مجھی بی تصویر	
	بخت بیدار بین طالع کی مدد گاری ہے یا الہی یہ کوئی خواب کہ بیداری ہے	۵۴۶
یا پری قاف سی آئی سری لکھنوی حضور دیکھنا قیس کا لیلیٰ کو ہوا یا منظور	ملک آیا ہی کہ اوتری ہی فلک سی کوئی بیستون پر یہ ہوا جلوہ شیرین کا ظہور	
	زہرہ آئی کہ قمر برج قمر سے نکلا دوسرا مہر جانا تاب کہ حیرت سے نکلا	۵۴۷
لعلہ شمع تجلی کدہ طور جبین حسن جنت کا چمن چمنہ کا فور جبین	ورق مہر جانا تاب کہ پر نور جبین غیرت آئینہ و تخت بلور جبین	
	نور یوسف فی اسی ماہ جبین سے پایا شہرہ پایا تو صباحت فی یمین سے پایا	

خوش نور و رخ صفحہ تنویر و رخ	اختر نخت وہ رخ کوکب تقدیر وہ رخ
حیرتی جسکی سد و مہر وہ تصویر وہ رخ	قتل عاشق کو چمکتی ہوئی شمشیر وہ رخ
دیکھیں خوبان پری چہرہ تو دیوانے ہوں	ماہ و خورشید بھی اس شمع کی پروانے ہوں
پیش گردن پی تسلیم جبکی گردن حور	کبھی اسطر حکلی شفاف نہیں شاخ بلور
دست صانع فی بنایا ہی عجب دستہ نور	محفل حسن میں ہی شمع تجسلی کا ظہور
سرکشی سانس ہی او سکی جو کرے دور کنچے	شمع سولی پر امبی صورت منصور کنچے
عضوی عضو یہ کہتا ہی کہ کیسا ہونین	بند سی بند کا ہی قول کہ زیب ہونین
ہی بتیلی کا اشارہ دید بیضا ہون میں	لب ہی لب کا یہ مقولہ کہ مسیحا ہونین
رفز انگہون کے گہوڑ گس شہلا ہمسکو	قول زلفون کا کہو سے دو بالا ہمسکو
بدر رخسار تو وہ ابروی خدار ہلال	حک انجم کی دکھاتا تہا رخ صاف یہ خال
مہر سیڑ کی درخشاں خورشید جمال	کشتان کہی اگر مانگ کو ہی ٹھیک شال
ایسی جدم فلک جن کی زیبائی ہو	چمکے تقدیر منجم جو تماشا ہی ہو
جلوہ آرا جو گلستان میں قد موزون ہو	بید مجنون کی طرح سرو چمن مجنون ہو
شاخ گل پر جو پڑی گلں نیا مضمون ہو	قد میں طوبی جنت سی کہیں افزون ہو
سرو کی شاخ سے زینت کا عیان گل ہو جا	مرغ سدرہ کبھی قمری کبھی بلبل ہو جا
باغ خوبی میں ہی کتنا قدر غنا موزون	جسکی تعریف میں ہی شر سہرا پاموزون
مصرع سرو کو سمجھیں شعر کیا موزون	تولی عقل کی میزان میں تو ہی ناموزون

	ہی جوانان ہی اوسے یہ قدر آزاد پسند جانور فاختہ ہی اس سے ہی شمشاد پسند	
چشم بیمار ہی لیکن یہ تعجب کی ہے جا کیون نہ ہم نیچے مڑگان کو کہیں دست شفا	اسکا نظارہ ہی درد دل عاشق کی دوا ہو اشارات میں صحت جو مریضوں کو عطا	
مرض غم نہیں رہتا کسی سودا لے کا کام بیمار ہی ہوتا ہے سیما لے کا		
آئینہ میں سرمہ کی تحریر جو آتی ہے نظر نگہ ناز مکر صفت تیر دوسر	مسکے ہاتھ میں گویا کہ کنجا ہی خنجر موی مڑگان میں گویا اونہیں تیر فکری ہیں پر	
خون ہوئی لعل جو خندان لب شکرنگ ہو دانت شمشیر تبسم کے لیے سنگ ہو		
وصف پہلو میں نظر آتی ہیں پہلو کیسے جام صبا ہی صفا کاسہ زانو کیسے	صاف ہیں گول ہیں وہ ساعد بازو کیسے دوہیں بیانی می حسن سی محلو کیسے	
سنتہ صاف نہیں حسن کا گنجینہ ہے جسمین عکس رخ قدرت ہی وہ آئینہ ہے		
شرم ہی کچھ نہیں حاجت کہ چپای وہ کمر غیر ممکن ہی کہی جلوہ دکھای وہ کمر	جو ہر فرد ہی کیونکر کوئی پای وہ کمر غیب بنو کو بھی شاید نظر آئی وہ کمر	
جو نہ ہو بہت پتا اوسکا کہان ملتا ہے لکھو آفاق میں عنقا کا نشان ملتا ہے		
ناف کو بگرہ موی کمر کتے ہیں چشم عنقا بھی اسی اہل نظر کتے ہیں	ہم اوسے حسن کی دریا کا بہنور کتے ہیں جوٹ سب سے ہی وہی ہم جو خبر کتے ہیں	
	یہی تشبیہ مناسب صفت ناف میں ہے پر تو چاہ زرخندان شکم صاف میں ہے	

پاؤن وہ پاؤن کہ خلی سی جگہ دیدہ ہو کٹ پائین صفت دیدہ مہتاب ہی نور	آنکھیں پر یان بھی ملین پائین اگر قریب چشم بد نہج افلاک کی اس سی ہی دور
وقت رفتار ہی چال کیا کرتے ہیں فتنہ حشر کو پامال کیا کرتے ہیں	
الغرض خوب جو ہر طرح سی پایا او سکو فرش کین آنکھیں سر صدر بٹھایا او سکو	خلوت خاص میں دل دوڑ کی لایا او سکو ہو گیا رام جو باتوں میں لگایا او سکو
دونوں جانب سی ہوئیں طالب دید آنکھیں نیچی نظر میں نہ رہیں ہونی لکین چار آنکھیں	
دل ملا آنکھیں زمین بات کی لذت اوٹھی رفتہ رفتہ یہ مدارات کی لذت اوٹھے	دیر تک حرف و حکایات کی لذت اوٹھی ہم نشینی ہی ملاقات کی لذت اوٹھے
شانہ زلف بنا پنجہ مرگان میرا دست شوق او سکا ہوا طوق گریبان میرا	
اوس گل تازہ سی میں مجھی وہ گل پروٹھا عشق پیچی کی طرح پاکی جو قابو لوٹھا	میں گل سی مری ساعد سی وہ بازو لوٹھا مار بکر مری گردن سی وگسو لوٹھا
منہ سے منہ ملنی لگا سینہ سی سینہ کیا کیا عطر ملنی لگا کپڑوں میں سینہ کیا کیا	
لب پر پہنتے یہ آواز کہ بس او کا فر شرم سی نیچی نگاہیں مگر کہتیں ساحر	گرہ ابرو سی عیان چین چین سی ظاہر ہوسن ل سی کہا ناز نے حاضر حاضر
کچھ نہ پوچھا وہی جو حسن سر دست کیا نشہ شوق نے دونوں کو یہی مت کیا	
کم تھی و سکی جوانی سی جوانی میری اوس طرف و سکی ادھر سخن بانی میری	وہ جو افانہ تو مشہور کہانی میری جو کہا اوسنے زبان وہ زبانی میری

	اوسکے سینہ فی او دہر اوسکو او مہار کیا کیا جال مجھ پر مری بیتابی نے مار کیا کیا	۵۶۵
سنگی بہرنی کی صدا ہوش رہا ہونی لگی آمد و رفت جلدت کی سوا ہونی لگی	طبع کو خرمی دخل بجا ہونے لگی منہ کہلا شیشہ کا قفل کی صدا ہونی لگی	
	ماہ نیے پر تو خورشید سی ختر پائے فیض نیاں سی صدف نی گہر تر پائے	۵۶۶
میں وصل کے چلی بسکہ پیالی ساغر گوش ساغر میں کما شیشہ فی جو جھک جھک	دین و دنیا کی نہ باقی رہی و نونکو خبر روح غش کر گئی سنکرا و سی لندری اثر	
	کو نہا جوش تھا جو بادہ سر جوش نہ تھا اوس طرف اوسکو ادھر مجھ کو ذرا سوش تھا	۵۶۷
اوسکو اور مجھ کو خبر کچھ نہ زبانی کی ہے روز ترکیب محبت کی بڑبانی کی رہی	دل کو خوش کہیں آنی کی نہ جانی کی رہی کبھی بہکی نہ زبان بات ٹھکانی کی ہے	
	لب لب لب بکھور ہی صبح تک جام چلے چشمہ مہر جو چکا سو ہی حیات جام چلے	۵۶۸
ایسا معشوق ہوا افضل خدا سی جو نصیب مرض غم نہ لاکوئی ملا خوب طیب	اکہین دزات ہو میں محتما شامی حیب خواب میں بھی نظر آئی نہ کبھی شکل قریب	
	نئے سامان طرب شام و سحر ہونے لگی عشرت و عیش میں دزات بسر ہونی لگی	۵۶۹
تھا بہت وضع کا پابند جو وہ پردہ نشین ایک دن پاکی و دہل سکوبر ہی نشین	گھر میں رہتا تھا فقط ذہن نجاتا تھا میں عرض کی مینی کہ او مہر تھا ماہ حبین	
	کیونکر نشان رہا کرتی ہو کامل کی طرح زمینت ہنس بول کی کاٹو گل و بلبل کی طرح	

آبر و پای کہی گوش ہی سلک گوہر باز وون ہی کہی جوشن کہی حکیم اختر	کون پوشاک نہیں کون نہیں پی زیور چکی چکنو کہی سونی کاسے گلے میں پڑ کر
	پڑے ہاتھو نہیں ہون سیری کی کڑی مال کہی پای نازک ہی ہو آوازہ خلخال کہے
دوستانہ جو یہ ترکیب وی سمجھائے سے سرمہ ہی ہوئی مد نظر زیبائی	شغل پیدا ہو کوئی سپہ طبیعت آئے کوچہ زلف میں شافی نی رسائی یائی
	شوق نمودنکا ہوا شغل طبیعت کی لیے عورتیں چند ملازم ہوئیں خدمت کی لیے
نام اوس بزم کار کہا گیا عشرت منزل کہ ملازم ہوئی اس علم کی اکشر کمال	روز بخیر ہوئی قصہ غنا کی محفل آگیا گانی بجانی کی طرف ایسا دل
	حاضر بزم ہوئی شہر کے گانے والے اچھے اچھے ہوئے موجود بجانے والے
سرسی سارنگیوں کی نور برابر چمکا جو مجیرہ تھا وہ مثل نہ نور چمکا	بین کار و نکاس دست مقرر چمکا آسی جو طبلہ نواز و نکا بھی خستہ چمکا
	سامنی آئے وہ نایک جہ تہی سج دیج والے حاضر بزم ہوئے کتنے پکھا وج والے
ٹھہرایاں گائیں کسی نی تو ہوا مالامال آئی وہ دہریہی ہی جو کہ نہ کرتی تھی شال	پبی والوں نی کیا بزم میں ظہار کمال وہ بھی موجود ہوئی خوب گاتی تھی خیال
	دل ہلا پیر فلک کا بھی وہ گانے گائے خشب ہو ہو گئی زیرہ وہ ترلے گائے
کہ ہوا چار طرف بزم میں شور و شر نیچی آنکھیں ہوئیں تیغین تو اشار ہی خنجر	ناپختی والوں وہ دہوم چسائی آکر تیوریاں اپنی چڑہیں او تری رخ شمس مقرر

	اوٹھ گیا تاتہ جد ہر اک نئی آفت اوٹھے پاؤں کی ٹھوکروں سی گر د قیامت اوٹھے	۷۷
ایسی نقال کہ دیکھی نہ سنی آج تلک گمہ کمرین تھی لچک تھی اعضا میں ہر یک	سالیوں کی در افلاک پہ پہونچی دستک گمہ جوان گاہ بنی بیر کسیدم کودک	۷۸
	کبھی زارید کبھی سیخوار بنے تیزی سے زعفران زار ہوئی نرم طرب خیزی سے	۷۹
دو پہرات گئی ہوئی یہ جلسی اشہر ہنشین مہنی ہوئی گرد مرصع زیور	بعد از ان مشغلہ بادہ و دور ساغر چور بنشہ میں جامی سی سراپا ہر	۸۰
	شان جام می گلگون میں گل خندان کی تقل شیشہ صائب ل غوش الحان کی	۸۱
کبھی رونما کبھی ہنسنا کبھی گانا کبھی جنگ داستان لب پہ کیسی کہیں حشت کی ترنگ	ستی بخودی کیف کا پہیلا سوارنگ فکر ناموس تھی مستوں کو نہ اندیشہ رنگ	۸۲
	اشک نکلوسی گرانی کبھی باران کی طرح جھومنا نشہ میں اشجار گلستان کی طرح	۸۳
ایک سی ایک بنگلیر کبھی مستی میں لب پہ بہکی ہوئی تقریر کبھی مستی میں	آئندہ صورت شمشیر کبھی مستی میں خاشی صورت تصویر کبھی مستی میں	۸۴
	بوسی لینا کبھی جھک جھک کی لب ساغر کی تاتہ کا ندھی پہ کبھی ساتی مہ پیکر کے	۸۵
رقص نہانہ کہیں لغزش مستانہ کہیں دلہی شیشہ کی بریکا کوئی دیوانہ کہیں	گریشہ شیشہ کہیں خندہ پیمایہ کہیں شمع مینا کا کوئی شوق سی پروانہ کہیں	۸۶
	جام کو دیکھ کی کہنا کبھی خورشید ہی کیا روبر و ساتی دیجاہ کی جہشید ہے کیا	۸۷

کوئی رافیس کوئی عالم مستی میں سحاب	رعد کوئی تو کوئی برق کی صورت بیتاب
کبھی کہنا کہ گزک چاہی کچھ بعد شراب	بطرحی ذبح کرو آج ٹہنیں اوسکی کباب
توڑیں تیر کوئی کاٹ میں خجھر کوئے	تینے بیان کیطرح جامی سی باہر کوئی
دستان لیلی و مجنون کی کہیں در و زباں	کہیں فریاد کا قصہ کہیں شیریں کا بیان
ڈر پر دامن و غدر کی کوئی گرم فغان	نل دمن پڑہ کی کوئی چاک جگر مثل کمان
عاشقانہ کبھی اشعار سنا رونا	شنوی میر حسن کی کبھی گانا رونا
رند ایسے جو ہوئی آکے شریک صحبت	بدلی اونکی بھی طبیعت نرہی وہ نیت
بندہ گئی اور ہی سامان کہانکی غیرت	دل نی چاہا کہ کوئی اور بھی نکلی صورت
وہ بھی پنی لگی جلسہ نمین پیالی کیا کیا	رنگ میں رنگ ملا رنگ نکالی کیا کیا
ہم نشینوں سی یہ کہنا کہ کہو رنگ جہان	کون اس باغ میں گل کس کا ہی قد سرور و دان
شہر میں کتنی حسین عشق کا چرچا ہی کہنا	کون کس پر ہی فدا کون ہی کسیر قربان
ہم نشینوں نکاہ یہ کہنا کہ کہے کیا کوئے	آپ ہی آپ میں بسباب نہیں ایسا کوئی
ہنسکے کہنا کہ نہیں جو ٹ بنائی ہو ہمیں	فقری دیتی ہو یہ فقری چوستان ہو ہمیں
ماندہ ہی ہی جو ہوا نکو اور اتی ہو ہمیں	فری میں مہر جہان تاب بنائی ہو ہمیں
ہمسی میں بدن و ماہ جبین ہوئے نگے بہت	کارخانہ ہے خدائی کا حسین ہوئے نگے بہت
ہم نشینوں نکاہ یہ کہنا ہمیں قد مونکی قسم	جو ٹ کتنی ہوں اگر آنکھوں سی مغدوہ و نیم
میں تودہ چار حسین اور بھی پر آپ ہی کم	سانسی آئیں تو گردن ہو پو بھی شرم سی قسم

	روبر و چاند کی تارون میں صباحت توبہ مہر کے سامنی ذرون کی حقیقت توبہ	
۵۸۷	اونکا کھنا کہ اگر راست تمہارا ہی کلام حسن میں اونکی ہیں شہری صفت ماہ تمام	سبب کا تو بتاؤ ہی عجب کا مقام جانتا ہی نہیں پتا تو کوئی شہر میں نام
۵۸۸	ایسی ہوئی ہم اگر سارے و پیغام آئے سیکڑوں کو کہنی کو عاشق بد نام آئے	
۵۸۹	ہمنشینوں کی یہ تقریر کہ ہو عفو قصور گہر میں روزن ہو تو باہر ہو عیان شمع گور	کستی دیکھا ہی کہی گہری نکستی ہیں حضور آج تک پر وہ نشین آپ ہیں چشم بد دور
۵۹۰	ہوں سیحاسی جو آگاہ تو بیسار آئین آئی بازار میں یوسف تو خیر دیدار آئین	۵۹۱
۵۹۱	چاند کی تو اوی دیکھ کی ٹکڑی ہو کٹان شمع روشن ہو تو پروانی ہوں مہر قمر با	۵۹۲
۵۹۲	عشق قمری کو ہو بی سر و گلستان کیونکر ابر پیدا نہیں طافوس ہو رقصان کیونکر	۵۹۳
۵۹۳	لطف کیا جس کا جنک ہو خواہ ان عالم دہونڈ ہنی جای کہ کوئی سوی ملک عدم	۵۹۴
۵۹۴	آئین ابروسی تہ خجسہ غوغا رگلے شہرہ تب ہوتا ہی جب کشتی میں دو چار گلی	۵۹۵
۵۹۵	سنکے یہ باتیں طبیعت میں جہاز گناثر دیکھو اب ہم بھی دکھاتی ہیں کچھ نئی جھو	۵۹۶
۵۹۶	جمع کوچی میں چاری رہن سارے عاشق چوڑ کر اونکو پہرین کر دہساری عاشق	۵۹۷

جسم بیا رنگ ہوئی شاد مصاحب کیا کیا	نسخی کرنی لگی ایجاد مصاحب کیا کیا
ہوئی نیز رنگ میں استاد مصاحب کیا کیا	کید کرنی لگی کیا د مصاحب کیا کیا
۴۳	کسی عاشق کا خط شوق سر شام آیا صبح پیدا جو ہوئی اور کا پیغام آیا
۴۴	صد می جھوٹ بہت دلیہ ہماری گزری چاردن اور بھی جب رہی کناری گزری
۴۵	میل خاطر کو ہوا جوشش سودا کی طرف جبین آیا کہ چلی جائی صحرای کی طرف
۴۶	لی تکلف تھی بول جواب کئی اولیٰ کس کہ وہ محبوب جو سو جائی تھا ہمہ ندا
۴۷	وصل کیا نہیں نظارہ میسر ہوتا + کاٹی ہمتو گلا پاس جو خنجر ہوتا +
۴۸	صبر کو کیسی اگر دل نہیں کرتا ہی قبول یہ اگر چاہی اوست ہی صفائی ہو حصول
۴۹	دل لہو ہوتا ہے ہر بات میں رن پڑتا ہی کیسے ہستی کا بگاڑ میں ہی بن پڑتا ہے
۵۰	یہ حکایت جوتھی سوچ میں آئی اجاب آہیں بہر بہر کی کما جئے کہ او خانہ خراب
۵۱	موج کس سحر کی وہ کامل خمدار نہیں شمع کس بزم میں وہ چاند سا رخسار نہیں
۵۲	یہ سل کیا نہیں مسوع کہ جی ہی تو جان تکلو یہ رنج یہ اندوہ ہی یہ کاش جان
۵۳	آپ ہی جب نہوی عیش کا سامان کہا اوسکو کچہ دیہان نہیں جتن ہی ہر روز

۵۹۸	ترک الفت جو محبت ہو تو کچھ بات نہیں ایسی ہر جانی سے کچھ لطف ملاقات نہیں	
اپنے نزدیک ایسا نہیں وہ راحت جان	دیدہ ہی پایہ شنیدہ ہی یقین ہی کہ گمان نہیں آتا ہی کہ یہ طرح یقین لیکن ہاں	
۵۹۹	شمع محفل میں نظر آئی اجی توجہ جانین ہمکو آنکھوں میں سی دکھا دو جو کبھی توجہ جانین	
دیکھ لیں آنکھ سے ہم بھی تو یہی عین ہوا	چہرہ شاید مقصود سی وٹہ جامی نقاب ستر دہوی اس بات کو سنکر احباب	
۶۰۰	ایک سے ایک یہ بولا کہ کہان دیکھا ہے ایک صاحب نے کہا اونہیں کہ ہاں دیکھا ہی	
دی صدا آئی چلی کہ ہی عجلت کا مقام	ایک دن آئی مری گھر پہ وہ ملکر سر شام دیکھے سیر کہ ہن جمع بہت گل اندام	
۶۰۱	خوبرو جشن میں نزدیک اور دور کی ہن نور کی بزم ہی سب بزم نشین نور کے ہن	
سب کے سب کرتی ہوئی سیر شب ماہ چلی	میں چلا ساتھ مری ساری ہوا خواہ چلی تذکری یہ مری شکون کی طرح کاہ چلی	
۶۰۲	دہیان سب کو یہ ہے جب تک کہ کوئی راہ نہ ہو یہ رہن چلتی ہیں انہی کو لے آگاہ نہ ہو	
گل نظر آئی تماشا می گلستان دیکھا	الغرض پہنچی جو دہان نور کا سامان دیکھا آنکھ حوروں پہ پڑی روضہ رضوان دیکھا	
	فرشتہ دور خروا طلسم کج خواب کا تھا ہر جگہ نور عیان چادر مہتاب کا تھا	

چاندنی پیلی ہوئی بٹنی ہوئی ماہ جبین	جہاڑ فانوس میانک شہارونگیاں
شک و غبر سی مکتی ہوئی مھفل کی زمین	ایک شہزادہ آفاق دہان نشین
شاہزادی کئی سند کی کناری دیکھے	
پاس مہتاب کی دو تین ستاری دیکھے	
چلمنیں لڑکی چھوٹی تھیں رومین نایاب	اونٹن تھی ایسی حسین جیہ تصدق شہاب
صاف چلمن سی عیان یور ولبوس کی تاب	بزم مہکی ہوئی خوشبو سی کہیری تی گلآ
نکمت زلف رسا شک فشان ہوتی تھے	
شک کی بو کوئی پر دوغین نہان ہوتی تھی	
چلمنوں تک کیسی تھی رسائی معلوم	رفتہ رفتہ یہ بندہ رنگ چمکی مقسوم
سامنی ہوئی لگی رقص غنا کی جب ہوم	چار جانب سی ہوا اہل تماشا کا ہجوم
الغرض ہم بھی بڑی دیر میں اوس جا پہنچے	
مجمع عام میں چلمن کی قرین جا پہنچے	
سبکی نظر و نسی نہان بائیں جھڑی	فاش پردہ نہ کہیں ہو یہ بچا یا پہلو
انگہ چلمن کی طرف سے نہ مٹی پر سر ہو	خوب بیکھا تو ہوئی نخل تمنا کے نمنو
دور سے اوس رخ روشن کی جہلک سنی	
ہنسنے میں گو ہر دندان کی چمک سی دیکھے	
ایک نکال فی اوس وقت جو کی نقل عجیب	مہتممہ مار کی چلمن میں مہتاب وہ یہ حسب
پہنچے اوس شوخ کی آواز جو کانوں کی ویز	ہو گیا دل کو یقین ہی یہ وہی دماغی نصیب
کان ہنسنے میں جو آواز کو پہچان گئے	
وہی خورشید ہی اس برین ہم جان گئے	
بولی اجاب کہو تو نہیں جھوٹ خبر	جو کہا ہے وہ آیا تمہیں انکھوں کی نظر
لو چلو اب کہ شہر نامہ میں اسجا بہتر	حال کہلجائیگا پہچان گیا کوئی اگر

<p>شوق کچھ سیر و تماشا کا نہیں اب چلیے کام سی کام سی مطلب سی ہی مطلب چلیے</p>	
<p>شکل آدم بھدا فوس جان سی آئے کچھ نہ معلوم ہوا میر کی کہان سی آئے</p>	<p>کیا کہیں حال کہ کس طرح وہاں سی آئے بیخیر خوش غم و در نہمان سی آئے</p>
<p>آتی ہی بستر اندوہ پہ بیہوش ہوئے ہوش حاتی رہی تصویر سی خاموش ہوئی</p>	
<p>صبح کو گرم سی اب معرکہ جنگ جدال بیوفائی کا کبھی غم کبھی فرقت کا ملال</p>	<p>پچھلی شب کو جو ہو ہوش کیا دلین خیال آگے آنکھوں کی اندھیر اتھا کہ غصہ تھا کمال</p>
<p>دہیان تھا جسم من اب جان ہی یا کہو جائے صبح کی ہوتی ہی جو کیے کہ ہی ہونا ہو جائے</p>	
<p>ہر بن موسیٰ ہوئی نشتر ایزا کے نمو یہ چڑھا غصہ کہ آنکھوں میں وتر آیا لہو</p>	<p>غم سی دل بیٹھ گیا تن پہ کٹری ہو گئی سو تھا یہ نزدیک کئی تیغ گریبان سی گلو</p>
<p>طرفہ نیزنگ تلون ہمیں دکھلاتا تھا ایک رنگ آتا تھا رخسار یہ اک جاتا تھا</p>	
<p>مشتعل اور بھی سینہ میں ہوا داغ غلال قابل ربط نہیں دیکھ چکی آنکھ سی حال</p>	<p>صبح کی وقت ہوا چہرہ خورشید جلال غیرت عشق کا ہر بار یہ تھا دل سی سوال</p>
<p>کنج خلوت میں بلانی کو بلایا اوس کو پاس آئی نہ دیا دور نہ آیا اوس کو</p>	
<p>قطع امید محبت فی دکھیا رخ یاس وجہ ہی اسکی طبیعت جو ہماری ہی اوداس</p>	<p>دلین اپنی وہ کا جانی رہی ہوش و حال ہمیں اوس دم یہ کہا تم کو عبت ہی و سواس</p>
<p>ابر غم خاطر ناشاد پہ جو چھایا ہے ایک احوال گذشتہ ہمیں یاد آیا ہے</p>	

ہوگی مشتاق لگا کسنی وہ غارتگر جان	لوں پر درودہ قصہ ہی کرو کچھ تو بیان
راز دل دوست سی کرتی نہیں کیا دوست	دل تمہارا جو بی بیاب ہمیں تاب کمان
مدتوں عیش کیا قصہ غم ہی تو سنیں	کیسی کہی وہ خدا کی لیے ہم ہی تو سنیں
تنگ ہو کر یہ کہا ہمنی کہ کیا خاک کہیں	کچھ جو رونی سی تمہیں دیدہ ننا کہیں
تم یہ خواہاں ہو کہ حال دل صد چاک کہیں	ہم یہ کہتی ہیں کہ کیا گردشِ فلک کہیں
بھی مرضی ہی تو لو سوزِ جگر کہتے ہیں	گو کہ کسنی کا نہیں حال مگر کہتے ہیں
بیشتر ہمیں ملاقات تھی ایک سہرے	ایک ساعت ہی سر کتا تھانہ وہ پہلو سے
اوسنی تنخیر کیا تھایہ ہمیں جادو سے	گردِ رخسار پہر کرتی تھی ہم گیسو سے
صفت قبلہ نما آنکھ تھی ابرو کی طرف	دل کہنی جاتا تھا ہر مرتبہ گیسو کی طرف
فخر تھا خوب یہ محبوب و فاکیش ملا	کیا خوش اسلوب یہ محبوب و فاکیش ملا
دلکو مرغوب یہ محبوب و فاکیش ملا	خوب محبوب یہ مجیب و فاکیش ملا
وضع سادہ ہی تکلف سی سرو کار نہیں	لکھنؤ سی یزمانی کے خبر دار نہیں
اپنے سایہ سی بھی پر سیر کمان غیر کا دخل	شرکین چہرہ عرق ریز کمان غیر کا دخل
گہرین آئی نہ ہوا تیز کمان غیر کا دخل	ہم تھی اور زلفِ دل آونیر کمان غیر کا دخل
واپئی غیر درگشن کا شانہ نہ تھا	گل و مہل کے سوا سبزہ بیگانہ نہ تھا
ہم جو سمجھی تھی حقیقت میں غلط تھا وہ گمان	ایک محفل میں جو ایک روز گئی ہم مہمان
کئی شہزادی تھی وہاں زیبِ صدر کمان	چلنیں کچھ کہنیں وہیں حسنانِ جہان

۱۱۷	جا کی جب غور سے چلمن کی برابر دیکھا اوسی بی پردہ کو اوس پردہ کے اندر دیکھا	
۱۱۸	یار کو صحبت اغیار میں پایا ہمنے لالہ سان داغ چمن زار میں پایا ہمنے	مثل یوسف و سی بازاریں پایا ہمنے فرق مطلق نہ گل و خار میں پایا ہمنے
۱۱۹	مکر و باہ سراسر نظر آیا ہمسکو خواب خرگوش سی قسمت نی جگایا ہمسکو	
۱۲۰	ایسی نفرت ہوئی دیکھی جو بڑائی اوسکی پہر نہ پہلو میں بٹھایا نہ اوٹھائی اوسکی	کہ گوارا ہوئی ہر طرح جدائی اوسکی ملکی خاک میں سب جلوہ نمایاں اوسکی
۱۲۱	کبھی وس کعبہ ابرو میں مناجات نکلی عیسے کے روز بھی پہر اوس ملاقات نکلی	
۱۲۲	یہ حکایت کہی ہمیں تو وہ غیرت ماہ رک پاپہلی تو پہر ہنس کے اوسکی واہ	ایک شیار تھا سمجھا کہ یہ کیہ وری راہ کیا نہیں آئی باتو نہیں ہیں ماشار اللہ
۱۲۳	بدگمانی ہوئی کچھ در سجانی میں خوب سمجھا میں کہی تمنے کہانی میں	
۱۲۴	منی اسوقت سنایا جو فسانا سچ ہے پیچھے چلمن کی وہاں مجھ کو بھی پانا سچ ہی	یسمان آپکا اوشم میں جانا سچ ہے جوٹ پر جوٹ ہی سچ مینی بھی مانا سچ ہی
۱۲۵	چشمہ صاف میں لوٹ خرم حاشاک نہیں پاکدامن ہی جو انسان کا تو کچھ باک نہیں	
۱۲۶	لو ستو صاف نہیں اب کوئی پردیکھا تھا وہ مرا گھر ہی جہاں آپ گئی تھی سرشام	جوئی باتو نکابنا کسی جوئی کا ہی کام میری بہائی تھی وہ شہزادی یہی بی بی کا نام
۱۲۷	دخل بیگانی کا اوس گھر میں کیٹھو نہ تھا سب بیگانی ہی بیگانی تھی کوئی اور نہ تھا	

<p>۱۱۸۵ ایک بیگ کی قیمت جو ہوئی تھی یا ور اس سب سے نہیں معلوم تھا میرا گھر</p>	<p>دفعہ تخت وہ و ترا تھا لب بام اگر بہائیوں سی مری واقف تھی نہ بہنوں سی خبر</p>
<p>۱۱۸۶ میرے بہنوں سی منور و پری خانہ تھا بہائیوں سی مری آباد وہ کاشانہ تھا</p>	
<p>۱۱۸۷ سالہا سال نہ پائی جو عزیز و نکی خبر چاہتی آپ سے دور وز کی رخصت بھی اگر</p>	<p>خون فی جوش یہ مارا کہ ہوا دل مضطر تم یہ کہتی کہ نہیں پھر گوارا دم بہر</p>
<p>۱۱۸۸ پاؤں گھر سے کسی جانب نہ بڑھانی دیتے چاہتی لاکھ کی طرح نجائے دیتے</p>	
<p>۱۱۸۹ تا بمقدور بہت دلوں کو سنبھالا ہے گھر سی بی اذن قدم اب جو نکالا ہے</p>	<p>اقربا بھگتو بلا یا کیے ٹالا ہے میں تجھ سے سر کو گریبان میں ڈالا ہے</p>
<p>۱۱۹۰ آپ سچ کہتی ہیں اتنی تو گنگار ہیں ہم دیجی تغیر ہمیں اوس کے سزاوار ہیں ہم</p>	
<p>۱۱۹۱ اوس کی کنسی سی ہوا سخت شجر کا مقام اقربا تھی وہی اوس شوخ کی سنگم بنام</p>	<p>خوب تحقیق کیا اوس کو تو تھارا ست کلام وہی بہائی وہی مبین وہی کنبہ تھا تمام</p>
<p>۱۱۹۲ حال عالی بسی کا جو نمودار ہوا سخت شرمندہ تھا سے دل زار ہوا</p>	
<p>۱۱۹۳ ڈالکر تاتہ گلی میں یہ کہا جرم معاف کوئی بہکانی نہیں چلنی کی اب راہ خلاص</p>	<p>بدگمانی فقط اپنی تھی سچشم انصاف پروپی ہم ہیں وہی تم ہو وہی طینت صاف</p>
<p>۱۱۹۴ پس امیر آگے نہ بڑھ خم سخن کر خاموش ہو گئی صلح لڑا خوب مقتدر خاموش</p>	

نور



سچ ہی جہان میں ترسا کوئی بیوفانہیں
انصاف جسکو کہتی ہیں تم میں ذرا نہیں
اس بے پروائی کی کہیں انتہا نہیں
اوس پرستم جو قابل جو روحِ انہیں

آغازِ عشق میں کہو تارا کیا نہ تہ
بیگانہ اب یہ ہو کہ کہے تاشنا نہ تہ

لازم ہی پاس قول کا کیا ہی یہ ماجرا
پیغام کے آتی تھی ہر صبح ہر سارا
کسی طرف سی کہی تو اظہارِ شوق تھا
کہتی تھی کس نہ بان سی تعمیرِ بہار

کیا پیار کی نگاہوں نے فتنہ بپا کیا
الف جتا جتا کے ہمیں بستلا کیا

بہیجی پیام سیکڑوں الفت کی چاہ کی
گہرا ہمیشہ حلقی میں زلف سیاہ کی
آئی سلام شوق بہت راہ راہ کے
چندی پہاڑی آپسے آرا نگاہ کے

دشمن ہوئی جو ہلکوزامی سے کہو چلے
مدیرِ قتل کی جو گرفتار ہو چلے

۵۸	ہم وہ تھی جو جو رہ کر تھی نہ تھے نظر اتنا نہ جانتی تھی حسین بے ہوشی کدھر	بزم خیال میں بھی نہ پر یونکا تھا گذر اکسو دماغ تھا کہ یہ لی مول درد سر
۵۹	واقعہ نہ تھی کیسے سلام پیام سے نصرت تھی اپنی دلکو عشق کے نام سے	
۶۰	جادو کیا کہ تمنی اور اُمی ہماری ہوش دیکھا نہ کچھ سنا ہوئی بند بانی چشم و گوش	افسوس کیا کہ عشق کا پید ہو یا ہوش کیسا چراغ عقل ہمارا ہوا خموش
۶۱	جاتی تھی کس طریق پہ کس سمت پہر ٹپی رکتی ہی پاؤں چاہ محبت میں گر پڑے	
۶۲	یا عاشقی کی نام سی چڑھتی تھی تب ہمیں آتا ہی آپ حال پر اپنی عجب ہمیں	کچھ سو جتنا نہیں ہی بجز عشق اب ہمیں اندا ز ضبط بھول گئی سب کے سب ہمیں
۶۳	شفقت فی ہکمو مرد رنج و تعب کیا رحمت فی تہم لطف فی ہمیر غضب کیا	
۶۴	جو کچھ کیا تمہاری لگاؤٹنی یہ کیا تقدیر تھی کہ تمسلا یا ربے وفا	اب تو پہننے ہوا جو ہوا خیر کیا گلا منظور حق بھی ہو تو بس آدمی کا کیا
۶۵	اپنا قصور قسم کچھ ای مہربان نہیں اللہ کی سوا تو کوئی غیب دان نہیں	
۶۶	سمجھی تھی جسکو یار وہ نکلا ستم شعار بزم طرب میں کہہ کی قدم دل ہوا فگار	کیا جانتی تھی جامہ گل میں نہان چہر آئینہ ہو گیا ہمیں شمشیر آبدار بہ
۶۷	بیمار کی قصصا ہو تو اکسیر کیا کرے تقدیر جب یہ ہو کوئی تدبیر کیا کرے	
۶۸	جو کچھ ہماری طالع و اثر و نون میں یا تب تم کیا جہان میں اور بھی ہن بیوفا حبیب	چارہ نہیں دوا میں اگر زہر دہی طیب خندان میں پہول باغ میں لان ہی عجب

نہ	سچ سی طریق مہر و محبت کا ہے بُرا تم کیا کرو کہ نام ہی الفت کا ہے بُرا	
مان ایک بات کتنی بیچش ہو کہ تم تھا	سمجھو نبور کو اگر قسم رسا	عاشق کہیں نہ پاؤ گی تم مہسا باوفا سچا وگی کرو گی اگر مہ کو تم جبراً
لہ	تمہی بہت ہیں شاہد رعنہا جہان میں ہمسا کہاں ہی عاشق شیدا جہان میں	
حردم شناس چاسی انسان فی شعور	آوازہ ہی ہماری شرافت کا دور دور	شاعر میں با کمال میں کچھ پاس ہی ضرور عالم میں ہیں ہماری بہت قدردان حضور
لہ	تمکو جو یہی دہیان کہ ہم انتخاب میں ہمکو بھی ہی خیال کہ ہم لا جواب ہیں	
اسپر بندے میں تمکو خیالات اور اور	کیا سفلہ طینتی ہی یہ کتنی بُری ہیں طور	دکھلا رہا ہی کیا فلک کج مدار دور جنت میں اشتیاق جہنم کو تو غور
لہ	میں گریساں اونہیں سی جو ٹنڈی میں ہنڈی منظور اونی راہ ہی جو کوچہ گردھیں	
کتنی میں صاف صاف تغافل شعار ہو	حرمت کا کچھ خیال نہیں بی وقار ہو	گل تمکو کیا کہیں کہ نگاہوں میں خار ہو اگلی بُر میں تو لائق زنجیر و دار ہو
لہ	رندی میں نام آپ کا بازار تک گیا جو کچھ کہیں سجا ہے کلیجا تو یک گیا	
سوغات کوئی بھیجی تو دلسی قبول ہو	دامن کرو دراز اگر ایک پھول ہو	نامہ کیسا آئی تو فرحت حصول ہو بیہودہ ہو دلیل ہو کتنی فضول ہو
	دل باغ باغ تحفہ عطر ہبہا ر پر پہو لے نہیں سہاتی ہو پھولوں کی مار پر	

<p>بالائی بام گشت کرودن رہی جو کم قدرت خدائی وہ تو ہوں چہ بُری جن ہم</p>	<p>اکھین میں چشم روزن دیوار ہی بسم اور وہ یہ لطف ہمسی کہانی ستم ستم</p>
<p>سمجھی تم اسکو رام کہانی غضب کیا عاشق کی قدر خاک بنجانی غضب کیا</p>	<p>۱۶</p>
<p>دل ہی کی طرف تو کسی سمت ہی نگاہ عیش و طرب میں تم رہو مصروف واہ وا</p>	<p>یہ بھی کوئی طریق ہی یہ بھی کوئی ہی راہ فرقت سی حال عاشق شیدا تو ہو تبواہ</p>
<p>پھر جامی اکہہ بھی تو کرم کی نظر نہو ایسی تو جان جامی تمہیں کچھ خبر نہو</p>	<p>۱۷</p>
<p>کہا رہی کنوین میں نامہ جو میں ڈال دو بہیچیں جو ڈالیاں تمہیں شاخیں نکال دو</p>	<p>بہیچیں پیام ہم تو او سی سنکی مال دو کیچو کسی پہ تیغ غضب ہم پہ ڈال دو</p>
<p>ہر بات میں بگاڑیہ الفت یہ چاہ ہے ٹیر سی ادا سی آپ کی ترچہ نگاہ ہے</p>	<p>۱۸</p>
<p>تھکوبھی بغیر ہماری نہ تھا تدار پہر تھی گریہ تم ہی جو ہوتی تھی ہم شار</p>	<p>اکدن وہ تھا کہ رہتی تھی راتوں کو بھنگار دونوں طرف سے چاہ تھی دونوں طرفی پیار</p>
<p>ہر وقت اختلاط سی گردن میں ماتہ تھے سایہ کی طرح روز مری ساتھ ساتھ تھے</p>	<p>۱۹</p>
<p>آئی جو ذکر بھی کہو عاشق ہی کیا بلا پر دی چٹین جو جامی ادھر کی کہے ہوا</p>	<p>اکدن یہ ہی کہ نام کو الفت نہیں ذرا سونی لگی ہوش بکھر کر کھٹ پہ بھی جدا</p>
<p>پوچھا کہی نہ سیکڑوں ہمدی گزر گئے اندرا ایسے دل سی تمہاری او تر گئے</p>	<p>۲۰</p>
<p>رہی ہمیشہ چین چین کیا مضائقہ دور آسمان سخت زمین کیا مضائقہ</p>	<p>اچھا مقام نہ چین کیا مضائقہ یہاں بغیر ر قلب حزن کیا مضائقہ</p>

۵۲۱	لی لین گی اپنی داو کسیدن کٹری کٹرے جلدی نہیں بن ماتہ خدا کی بڑی بڑے	
دیکھا ہوا زمانہ نئی دان نہیں ہیں ہم جیلے کڑی وٹھائی جدائی میں غم پہ غم	سمجھی ہوئی تھی پہلی ہی یہ آپ کے ستم آخر رہی نہ تاب کہ آیا لبون پر دم	
۵۲۲	میان بھی کسی سے وصل کی وعدی نہیں چلے تدبیر ہم بھی جان بچانی کی کر چلے	
شکوہ جو ہی خیال کہ رنگ ششما ہیں ہم سمجھی ہو تم کہ حسن میں جاد واد ہیں ہم	ہم جانتی ہیں کسی کہیں بد بلا ہیں ہم کہتی ہیں ہم کہ عشق میں معجز نمایں ہم	
۵۲۳	کامل میں ہوشیار ہیں ہر ایک ملک میں ہم صلح میں ہیں آپ کے باہر نہ جنگ میں	
نشتے ہوئی جو آ تو باغ و بہار ہیں گرمی میں تم ہو شعلہ تو ہم بھی شرار ہیں	لو لوک کی جو بھی ذرا ہم سہی خار ہیں ہو مہربان تو آپ کے خدمت گزار ہیں	
۵۲۴	اہل صفاسی اپنی طبیعت رُس کے نہیں سرکش سے آج تک کہی گردن جھکی نہیں	
فضل خدا ہی رحمت پروردگار ہے ہر بوستان میں بعد خزان کی بہار ہے	شکل قرار بھی ہی جو دل بقیہ رہے نغمہ ابدل کوئی صنم گلزار ہے	
۵۲۵	رنج فراق بھنے کسی شب سے نہیں بستر پر آج تک کہی تنہا سے نہیں	
تقدیر سے ملا ہی وہ محبوب نوجوان ہن ساز و رنجت موافق ہی آسمان	حور جان کہیں تو کئی شرم سی زبان نگہیں جوئی تھی جتنی ہوئی اوتنی شادمان	
	دلکو کسی حین کی تمنا نہیں رہے تم کیا ہو ملکو حور کے پروا نہیں ہے	

وہ ماہ چار دہ ہی اگر تم ہلال ہو :- دکھلا ہی دین جو غیر تھرا نہ حال ہو	ہم چشم اوس ہی کیا کوئی صاحب جمال ہو سچ کہتی ہیں جو جھوٹ کا دلمین خیال ہو
چمکا ہوا ستارہ بخت سید ہے ہر شب شب برات ہی ہر روز عید ہے	
ہر روز بزم عیش کے تازہ ہیں رنگ رنگ اونکاشا بیاپنی جوانی کی یہ اوننگ	بچتا ہی بام پر شب متاب میں بلنگ جمتی ہیں نشہ می و صلت کے خوب رنگ
سوئی ہیں شب کو مایہ کو گرد زمین ڈال کی گل چتری روز اور تی میں بوسوں سی خال کی	
راحت نصیب ام معی صلت ہی تاحر بی خانمان نہیں ہیں کہ نبی لہین اوسکی گھر	ٹپکی کی بدلی یار کا بازو ہی زیر سر باتیں ہیں دلبری کی محبت کی رات باہر
آنکھ نہنی مثل قبلہ نما سوی دوست ہے سجدہ پسند کعبہ ابروی دوست ہے	
کہتی ہی مری سی ہماری مدام شب چہرہ بدر کیسوی مشکین کا نام شب	ہوتی ہی روز باعث عیش و وام شب ریتی ہیں اخلاط کی باتیں تمام شب
جب کہتی ہیں کہ غمی تو سمس و قمر نہیں کہتی ہیں کیا وہ مال ہیں تملو نظر نہیں	
حسن جمال میں غرض اس کے کلام کیا تم کیا تمہاری زلف رخ سرخ فام کیا	اوس کے سوا کسی ہی رہا ہو کام کیا ذری کا آفتاب کے آگی مقام کیا
بھجوتے بھجوتے کے مقابل نہیں ہو تم بولو نہ بولو بات کی قابل نہیں ہو تم	
آؤ نہ آؤ پاس ہو یا جبردار ہو روکین کی ہم کہی نہ جہان چاہو جا رہو	اب کیا غرض ہی خوش ہو تم یا خوار ہو یکساں ہی اب ہیں نہ ہو گھر میں یا نہ ہو

۵۳۲	نفرت ہی ممتی دلمین نہایت غبار ہے پروانہ میں بلونہ ملوختیار ہے	
رخ چاند سامحاق کدورت میں آگیا	رخ پر عرق و فورِ نجات میں آگیا	
۵۳۳	مضطرب ہوا حواس کی صبر کہو دیا کی ایسی جھڑپیں کہ آخر کورودیا	
گنتی تھی تم تو یہ کہ بڑی ہم ہن پوشیا	رون پہ دل بہر آیا ہمارا بھی آگیا یاروں کی شجہ کے سنوئی تمہیں آشکار	
۵۳۴	سمجھو تو سہل کو نسی مشکل نہو کے اتنی کڑی کے تم تحمل نہو کے	
یہ ذکر یہ کلام یہ چرچا غلط غلط	جو کچہ کہا یہ ہمیں سراپا غلط غلط معتوق غیر امی گل رعنا غلط غلط باتیں بنائیں ہمیں یہ کیا کیا غلط غلط	
۵۳۵	جو کچہ کہا ہی اوسکی حقیقت ذرا نہیں باتیں ہیں سب یہ کوئی تمہاری سوانہیں	
زائل ہوا وہ دلمین جو آیا تھا کچہ ملال	ہمیں جو یہ کہا رخ جانان ہوا سجال شاداب گل نظر آیا وہ نونہال اتنا کہا زبان سی کہ گنتی خوب چال	
۵۳۶	جتنی تھی غم بس ایک ہی فقری میں کٹ گئی ہم بھی بڑا کے ہاتھ گلی سے پٹ گئے	
امید ہی یہ رحمت پروردگار سے	صد شکر ہی امیر ہوئی صلح یار سے پائی نجات گردش لیل و نہار سے چوٹی نہ کوئی دورت کئی و تدار سے	
	عاشق کو کیا جدائی مجھو شاق ہے جنت وصال یار جہنم فراق ہے	



صاحب ضبط کو سرگرم فغان کرتا،
زرد چہرہ صفت برگ خزان کرتا،

عشق عشاق کو رسوای جہان کرتا،
چشمہ چشم سی سیلاب وان کرتا،

نوجوان ختم صفت پیر کین سال ہوئے
سیکڑوں باغ جوانی تھی کہ پامال ہوئے

۵۲

ہوئی برباد گل و لالہ و ریحان کیا کیا
استخوان جلکی ہوئی مشعل سوزان کیا کیا

اس خزان فی کبی پامال گلستان کیا کیا
جسم داغون سی بنی سرو چراغان کیا کیا

پہونک یتاہی دو عالم کو حرارہ اسکا
سات دوزخ نہیں ہی ایک شرارہ اسکا

۵۳

طور کی طرح تر و خشک برابر جلجائی
پر پروانہ صفت بال سمندر جلجائی

یہ وہ ہی آگ پڑی اسکی تو تہر جلجائی
دامن موج تو کیا پانی کی چادر جلجائی

شعلہ افکن ہو یہ جلجائی تو کر ہی خاک سیاہ
جلکی اکدم مین ہوں نہ خرمن فلاک سیاہ

تا بقدر کر کی سائی سے پر یونکی حذر کیا کر یی جب دو لکونہ دعا کو ہوا اثر	بخت دیوانہ نہو عقل جو رکستا ہوش بر پوچھی حق تو پر یونان کی میان جلتی ہیں
نقش و تعویذ سی یہ جن نہ او تر تے دیکھا ہو گیا جسکو یہ سبب و سی مرتے دیکھا	
سیکڑوں چہان چلی خاک بیابانوں کی جسکے دیکھے کڑی ہی پریشانوں کی	دل لگاتی ہی ہزاروں کوٹری جانوں کی دہجیاں اور گھین کیا کیا نہ گریبانوں کی
کچھ عجب بزم ہی یہ لوگ جہان ہوتے ہیں چار سر میوڑتی ہیں چار کٹری روتے ہیں	
چہانگر خاک ہوئی خاک برابر کتنے غرق دریا ہوئی تہک تہک کی شاخوں	پہاڑ کر کٹری ہوئی جامی سی با سر کتنے تشنہ لب و بمری چاہ میں گر کر کتنی
دب رہا کوئی سیہ خانہ زندان کی تلے کوئی روتا ہی کسی نخل بیابان کی تلے	
صاحبِ ملت و اقبال ہی جینی سی تنگ جان پر ننگی ہیں تیغ ادا کی چہ رنگ	تنگ ستون کی قطعات نہ ہیں نہ سنگ چار بٹس کی نہ رونق ہی نہ زیب رنگ
دشت پیما ہیں کبھی طر حکا و سواس نہیں پانوں میں آبی ہیں گنج گہریاں نہیں	
یہی حد رہ سبب جس جنون ہوتا ہی آب زہرہ تو جگر چشمہ خون ہوتا ہی	حال انسان کا اسی عسی زبون ہوتا ہی سراسی بار شقت سی نگون ہوتا ہی
ٹوٹ جاتی ہی کمر جھڑت کی بائی کے راہ لیتی ہیں قدم کو چہر سوائی کے	
دلہنی وڑ جاتا ہی بدنامی ذلت کا خیال دشت پر خار کا یا وادی وحشت کا خیال	پاس ناموس کا رستا ہی نہ غیر کا خیال پند نامح کا نہ واعظ کی ملامت کا خیال

	جوش کم سنگ ملامت سی کہاں ہوتا ہی تیغ وحشت کو بھی سنگ فسان ہوتا ہے	
داود خواہوں کو میان زینے ملتا ہی ہوا ہر نفس سیخ تو ہر نخت جگر شکل کباب	بیگناہوں کی اسی کوچہ میں مٹی ہی خراب اگ بن بنکی جلاتی ہی کلچہ یہ شراب	۱۱
	حال ہوتا ہی زبون ہوش پریشان آسین آدیت سی گذر جاتا ہی انسان آسین	
ہم جو کھتی ہیں وہ ہی راست ذرا غور تو کر بخیر کچھ نہیں ہی ساری زمانی کی خبر	سچ تو ایساں جہاں بایہ صدقہ و شہر اک ذرا دیدہ انصاف سی لازم ہی نظر	۱۲
	اگے کیا حال تھا اب حال ہمارا کیا ہے یون ہی چاہی جو خدا اپنا اجارا کیا ہے	۱۳
ہیں وہی بات کہ جن باتوں سی ہوں جگر آشنا سنگ سی ہی جوش جنوین وہی سر	باتے بتے تھی جو ہر وقت تری طوق کمر سر تری تکیہ زانو پہ جو تھا آئندہ پسر	۱۴
	لو تھی تہین جو خرمی طالب دیدار کھین وہی نیزنگی عالم سی ہیں خونبار نگہین	۱۵
داغ فرقت و سی پہلو میں ہی تکیہ کیا یا نہیں آنگھوین اب خواب پریشاں کی سوا	تیری پہلو سی جو پہلو کہ نہوتا تھا جدا پنجہ مرگان کا تھا یا شاید کیسوی رسا	۱۶
	یا نہجانی تھی کہین یا تو ہے آنا موقوف خواب میں بلکہ کیا نہ کا دکھانا موقوف	۱۷
کہ مرا مزرع دل مفت میں پامال ہوا دل لگانا نہوا جان کا خجال ہوا	چار ہی فکری جدائی میں یہ احوال ہوا قد جو تھا مثل الف خم صفت وال ہوا	۱۸
	جانتے یہ تو کہی دل نہ لگاتے ہمتو حضرت عشق کو مرشد نہ بناتے ہمتو	۱۹

<p>تھلے چاہئے کنوین کیسی ہنکائی ہو جای ہی زہ کے میانی پلائے ہوں</p>	<p>لا لہ سان داغ مجھے دکھائے ہو طرف قدرت کی تماشائی نظر آئے ہو</p>
<p>۱۷ دل کو یہ تو نے جلایا کہ فراتاب نہیں ایسی جلتی ہیں آب نکھین کہ کین خواب نہیں</p>	
<p>۱۸ دل مرتنے لیا تھا اسی قرار پہ واہ پیار کی آنکھ یہی اب نہ محبت کی نگاہ</p>	<p>دفعۃً پہر گئی کیا جرم ہوا کون گناہ واہ کیا رنگت مانی کا ہے سب جان</p>
<p>۱۹ شعبہ روز نکلتے ہیں دل آزاری کی کیون ادا کرتے ہیں حق یوں ہی فاداری کی</p>	
<p>۲۰ حال کیا ہی ہمارا خوب تم کو نہیں لاکھ سجای کوئی کچھ بھی اثر تم کو نہیں</p>	<p>آنکھیں دیدار کو تر سین تو نظر تم کو نہیں فرست اغیار سی آب ٹہہ پھر تم کو نہیں</p>
<p>۲۱ اوڑ گئی شرم لب لبام کہ کسے ٹر رہتے ہو کہو لی زلفوں کو شرم کہ کسے ٹر رہتے ہو</p>	
<p>۲۲ جان بچنی کی نہیں اور تو صورت زہار بہجنا کہ نہیں ہمساکوئی لالہ عذار</p>	<p>ہاں مگر ہم بھی کین اور لگا لیں دل زار شاہد مصری خالی نہیں کوئی بازار</p>
<p>۲۳ گذر اپنا بھی حسینا پریرا دین ہے ایک سے ایک حسین عالم ایجاد میں ہے</p>	
<p>۲۴ تم یہ سمجھو نہیں جیسی کسی اور سے راہ تم ہو ہر جائی تو ہر جائی میں ہم ہی ایام</p>	<p>کون محبوب حسین ہی کہ نہیں پیش نگاہ خوب یکساں ہی زمانی کا سفید اور سیاہ</p>
<p>۲۵ خوج بان جہان پیش نظر رکھتی حسین روز پر یوں کی اکھاڑی میں گذر رکھتی ہیں</p>	
<p>خیر اب بگڑی تو بگڑی کسی پروا ہی بیان ہم بھی چن لینگے سینو میں کوئی آفت جان</p>	<p>تو ہی کیا مال بہت تجھی ہیں معشوق جوان وہ طر حدر جو چوں میں مشہور جہان</p>

	زیب بہلو وہ بت آئینہ سیاہو جائی تو جو دیکھی یہ جلے آگ بگولا ہو جائے	۵۶۱
زلف پر پیچ بلاؤ نہیں گرفتار کرے سخت بیمار تجھی نر گس بہار کرے	زرد بکھو وہ بہار گل رخسار کرے تنگ غنچہ سادہن بلکہ دل افکار کرے	
	ہونٹہ کاٹی جو نظر اکینہ لب مرجان سے دانتون آجائی پسینہ گہر دندان سے	۵۶۲
دل کی گرد پیر چہر می خوش ابرو سی چلے چال وہ ایسی چلی دل تری قابو سی چلے	زور تیرا نہ زبردستی بازو سی چلے پنچلی کچھ وہ فقہہ نئی پہلو سی چلے	
	زلف شبگون سی جو لو بھی تری شامت آئی قد و قامت سی تری سر پہ قیامت آئی	۵۶۳
گم ہو ایسا کہ تجھی کچھ نہ رہی اپنی خبر سر مڑہ تیسے رگ جان میں چھوٹی شتر	نظر آجائی جو با فرض وہ باریک کر آنکھیں جسم وہ لڑائی نہ رہی تجھ کو ضر	
	خال رخ دیکھی تو رورو کی کری دل خالی جانہ داغونسی رہی سینہ میں اک تل خالی	۵۶۴
سر گین چشم کری خنر تقدیر سیاہ سطر جو ہرین ہے مرقوم کہ انا لید	خاک ہو جاتا تیر جو کری برق نگاہ تیغ عشوہ ہی غضب تیز نہیں جسکی پناہ	
	صاف کی حسنی زمانی کی لپی فوت کی راہ کوچہ زخم سی کھولی ملک الموت کے راہ	۵۶۵
خم ہو گردن تری دیکھی جو مراحى گلا سر پستان ہو تری واسطے پہل برچی کا	چشم سیگون کا نظارہ ہو می ہوش ربا سینی سی ہاتھ لگی سینہ تراشی کا مزا	
	انکھ پہ لجا ی اگر چہرہ نورانی سے آب خجلت ہو روان چشمہ پیشانی سے	

وہ نہاد ہو کی جو پوشاک بد لکڑی بیٹھے
ریشم سی ناوک حسرت تری لپری بیٹھے
کیا ترارتے کہ تو اس کے برابر بیٹھے
درسی نکلے وہ اگر شرم سی نو گھر بیٹھے

دیکھئے انداز جنون خیر جو رعنائی کے
پر زری وڑ جائیں تری جائے زیبائی کے

روبر و اوکے اگر تو سر نخوت کینچے
ایسا کانٹوں میں وہ کینچی کہ خجالت کینچے
سر کشی کا جو کری قصد تو ذلت کینچے
منہ نہ دکھلائی کی کو وہ ذامت کینچے

دل کشا کش مین پڑی دور یہ غرہ ہو جائے
شانہ او س زلف کا سر پر تری ارہ ہو جائے

دیکھئے زیور جو صمع ہو سبھی کو فت پڑی
آئینہ ٹنڈا آنسو رولای سبھی موتی کی لڑی
دیکھی ہیر و نکلی کروٹنی جو اوٹھا جائی کڑی
جرم بھیرم لگائیں وہ چٹری بکھو چڑی

چال مین سروہ اوٹھای سبھی پامال کرے
پانچ بھیر ہر ایک حلقہ خلخال کرے

کا جل آنکھوں میں لگا کر جو تجھے دکھلائی
شامت آئی تری آنکھوں میں اندھیرا چھپے
طائر رنگ خادام مین بکھولاے
بال و پر باندھ کی کٹی کی طرح پھر کائی

شک ساز زلف کا جوڑا جو وہ پرفن باندھی
کس کے شکنجے میں ہی جان کی دشمن باندھی

دیکھ کر ساحدیمین کی صفائے ملے
گول بازو کو جو دیکھی تو سوائے ملے
وہ تو مندی ملی تو جاسی خائے ملے
ایڑیاں رگڑی جو تو اوکلی بلایے ملے

سر دہنی تو وہ بخت جو تری ساتھ کرے
پاؤں کو ماتہ لگائی تو قلم ماتہ کرے

ایسی مہر و سی جو صحبت مجھی دوزخ ہے
دونوں جانب سے برابر کی ملاقات ہے
تو ہی منصف ہو ذرا پہ تری کیا بات ہے
طاق پر سب تری جو ملی یہ کرامات ہے

	وصل کیا تجھی تو پہر بات گوارا نکرون خواب میں بھی تری چہری کا نظار نکرون	۱۳۳
اختلاط اوس سی کرون منہ نہ لگاؤں تجکو پاس آئی بیٹی تو جہلا کی اوٹھاؤں تجکو	بوسی لون لکھون کی نظرونی گراؤں تجکو روٹھہ جای تو بلاسی نہ سناؤں تجکو	
	تو سی رخ تری جانب کو نہ زہار کرون اولی پیغام تری آئین تو انکار کرون	۱۳۴
باغ کی سیر کو لیاؤ نہیں اوس کو ہمراہ صحت ساز و غشا شام سی تا وقت پگاہ	ابر ہو سبز ہو سینا و سبوا و روہ ماہ تو جو آئی کو لکی سین کہوں کچھ ہیر واہ	
	ٹھنڈی گرمی نکر و اب کہ طبیعت بدلے گل کہلاتا زہر ہوا گہا وہ رنگت بدلے	۱۳۵
عقبات زون کا جو جلسہ ہو کسی وزیر کین اوس کو بجاؤں بعد شوکت شان تین	جمع ہوں ساری زمانی کی وہاں ماہ چین گل قبا چاک کرین ہو وہ لباس نگین	
	بیٹے لکھون یہ جو دامن کو اوٹھائی امی پتلیاں لکھون کی چلائیں وہ آئے آئے	۱۳۶
اوسکی سٹا لب دیدار ہوں مغل میں ہوں وہ مہ چار و ہم اور حسین شکل نجوم	شمع کی گرد ہو پر و انون کا ج طرح ہجوم تو سی قدر ہو اپنی تجھی اوس دم معلوم	
	تجکوا ہی کا فر بد ذات نہ پوچھے کوئی اوس کو سب پوچھیں تری بات نہ پوچھی کوئی	
ایسی ذلت ہو کہ ڈوبی عرق شرم میں تو دست و پا پہولین تری بند ہوا واز گلو	شدت خشم سی آنکھوں میں اوترا می لہو بغلین جہاں کی نگہ یاس سی دیکھی ہر سو	۱۳۷
	رنگ رخ فوق ہو وہ داع عم جانکاہ ملے بہا گئی گہری بھی ہرگز نہ تجھے راہ ملے	

ایسی باتیں جو سنیں ہمیں ہو ادھیں ذلیل
کہے بولا کہ زہی شان خداوند علیل
تم بھی اتنی ہوی سوچی جو جلائی کی سبیل
طرفہ دعویٰ ہی کوئی جسکی سند ہی دلیل

منہ پرانی لگی برعکس سخن لو صاحب
لیکے آئینہ ذرا منہ کو تو دیکھو صاحب

۵۳۸

شان اللہ کی یہ اور جلائیں گے ہمیں
رہتے مہولی ہوئی راہ بتائیں گی ہمیں
آشنا غیب کے ہو گئی یہ ستائیں گے ہمیں
ہم جو آئی کو کہیں گی نہ بتائیں گی ہمیں

ہیں ابھی سی یہ زمانہ تہ و بالا کرتے
پوچھتا کوئی جو انکو تو کہو کیا کرتے

۵۳۹

ہمیں بہتر کوئی محبوب خدا کی قدرت
ہم پر ہی اور خوش اسوخت کی قدرت
وصل اوسکا انہیں مرغوب کی قدرت
ہمیں نفرت یہ بہت خوش کی قدرت

پانوں کل پڑتی تھی کچھ آج سروکار نہیں
چوٹی سی منہ کو بڑی بات سناؤ زمین

۵۴۰

منہ سی کہتی تو یہ سب کہ گئی پرواہ ریڈ
غیب کے نام سی فق ہو گیا خارا رنگ
اشک بہر لا کی آنکھ کو کہا ہو کر تنگ
غیر کا نام سنی کسکو گوارا سی یہ تنگ

ہو نہ ہو کوئی ہی اس بات کیا کام ہمیں
میں جیگر اسی تو دم بہ زمین آرام ہمیں

۵۴۱

سوچ کر میری کہا اب کچھ اظہار کرو
پتکا پہوڑا سی یہ دل چیر نہ زہار کرو
ہم خطا وار سی غصہ نہ ہر بار کرو
آؤ ملجاؤ مگر غیب سے اتکار کرو

ہم تو محکوم ہیں ان باتوں پہ ہی کیا موقوف
ہو کیجئے کہیں روز کا جب گرام موقوف

۵۴۲

آئی ہی دلیں تمہاری جو کدورت ہی عیش
ہم تو آزرده نہیں تھو شکایت ہی عیش
ہمیں غیب سے ہم ہمہ یہ تہمت ہی عیش
پر دلیں غیب سے ہم ہمہ یہ تہمت ہی عیش

	ہم نہ ایسی نہ تم ایسی یہ بجا ہے صاحب پھر سب ترک ملاقات کا کیا ہی صاحب	
دل سی تاج من خلاف پی سی کیونکر ہوگی اب قدم راہ اطاعت سی نہ باہر ہو گئے	کشتی میں نشہ جلا ہم کبھی دم بہر ہو گئے ہم وہیں ہو گئی جہان آپکی بستر ہو گئے	۱۳۵
	جانی دو دلیں سمائی ہو اگر بات کوئے ترک کرتا نہیں برسوں کی ملاقات کوئے	۱۳۶
دیکھو اچھی نہیں آزر دگی غیر سبب ڈرتی ریتی تھی جو ہمیں ہی ہمیں غصہ	عذر قبول ہو موقع نہیں اعراض کا اب شان اللہ کی قدرت کی تماشائی ہیں عجیب	۱۳۷
	واہ واجامی سی باہر کوئی اتنا ہی نہو ہم خوشامد کرین اور آب کو پر وا بھی نہو	۱۳۸
بدگمانی ہی فقط آپکی بجا ہے ملال اپنی نزدیک ہی کیا مال کوئی صاحب	غیر سی ملنی کا آتا ہی کوئی دلیں خیال دلیں ہم صاف ہیں لہذا یہ روشن ہی حال	۱۳۹
	شاہزادہ ہو اگر دیہان میں کب لاتی ہیں جوٹ سمجھو نہ سلمان میں قسم کھاتے ہیں	۱۴۰
دام میں اور ہوئی مرغ خوش الحان کی صغیر رہی اور ونکی ہنسائی کو یہ دام تزویر	ہمیں دیکھا کہ دبا با تو نہیں مہی وہ شہیر منہ بنا کر یہ کہا خوب نکالی تفتیر	۱۴۱
	اتفاق آپکی باطن سی نہیں ظاہر کو تیکہ منہ دیکھنے کی باتو نیہ ہی کس کا فر کو	۱۴۲
صاوق القول ہو یہ ذہن نشین ہی کسو مجہدہ موقوف نہیں داغ نہیں ہی کسو	جیسے آپ کے وعدہ نکالین ہی کسو صبر عشاق میں ای ماہ جین ہی کسو	۱۴۳
	دل ہی چچ میں صد چاک ہی شانی کی طرح صاف پھر جانی ہو دم بہر میں زمانی کی طرح	۱۴۴

کل کی بی بات کچھ خاک آتا تھا تمہیں
ایسی بگڑی تھی کہ ہر ایک بات تمہیں
جو کوئی چاہتا تھا دام میں لاتا تھا تمہیں
چٹکیو نہیں تم تقریر اور لڑا تھا تمہیں

بائیں وکھڑی ہوئی گرنی تھی زبان صاف نہ تھی
بال اولہی ہوئی تھی چستی ہو بان نہ تھے

شانہ آشفۃ کیسوی سیدہ فام نہ تھی
آئینہ حیرت کی روی سحر و شام نہ تھی
سرہ و غارہ کمان انکا کہیں نام نہ تھی
لنگھی چوٹی سی کی وقت تمہیں کام نہ تھی

کپڑی خوشبوئی نہ پہو لوٹکی بسی رہتے تھے
بند انگیا کی نہ یوں حیت کسی رہتے تھے

ساری عشوق کی انداز کھائی تھے
طرح محبوبی کی جتنی تھی بتائی تھے
چار چاند آپکو دیکھو تو لگائی تھے
ناز بردار بنی ناز اوٹھائی تھے

نازد انداز میں شوخی میں سلیقہ آیا
دلفریبی کا جو ہوتا ہے طریقہ آیا

اب جو عشوقی میں تم نام خدا طاق ہوئے
ہر طرف ہوم ہوئی شہرہ آفاق ہوئے
نئی غمزوں کی نئی عشوون کی خلاق ہوئے
ہر طرح دل کی لگائی میں شاق ہوئے

جوئی غیر و نکلی سخن تھے در گوش کیے
جتنی احسان ہماری تھی فراموش کیے

یاد ہی غیر و نسی ہوئی تھی اشاری نہ کہی
ہرزہ گرد و کو میسر تھی نظاری نہ کہی
دوسرے اگر دہشتگتا تھا تمہاری نہ کہی
پاس ہی آپ سر کرتی تھی ہماری نہ کہی

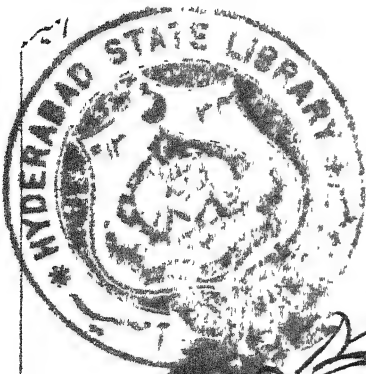
اب قریب نہیں سکتی میں خدا کی قدرت
دیکھنے کو بھی ترستی میں خدا کی قدرت

خواب میں دیکھتے تھے تمہیں جوی ماہ
وہ تو ہم نرم ہوں شکل جو ہمیں ایک لگا
اوتھو صحبت بھی میسر سی و نہیں تمہیں راہ
پک گیا جی نہ با ضبط کا یا را و اللہ

	اب نہیں ہی ہمیں ملنی کی ہوس راہ ہی لو گریبان ٹنڈی کرو اور ونسی بس راہ ہی لو	
ہم بھی ہیں صاحب غیرت تین کبتا کشتا مفت کسواسطے ہم جان کریں اپنی ہلاک	بنکی سونی کی جواب تو سمجھیں تہیں خاک بیوفائون سی نہیں ہی ہمیں منظور تپاک	
	پائی الفت کی نرا دم میں نہ آئنگی کہے جائی جائی اب منہ نہ لگائیں گے کہے	
نکی عی یہ امیل و سکور یا پر نہ فشر جوشن لسی ہمیں کچھ بن نہ پڑی آخر کار	جوڑ کر ماتہ گرا پاؤن یہ وہ لالہ عذار اکیارحم کیا سر کو اوٹھا کر اوسی پیار	
	رنج ب دور ہوئی عیش کی ایام آئے فکر عیاری کی ہمنے جوئے کام آئے	

تمام شد





الاما خان طرناشاد پریشان پہرے	الحزب جوش جنون سلسلہ جنباں پہرے
جادو دشت مراچاک گریبان پہرے	دامن وادی وحشت مراد امان پہرے

سوج اشکو نئی نظر آتی ہے زنجیر مجھی	۵
ایچ تقدیر کا ہے طوق گلوگیر مجھے	

خقان ہوتا ہی گلگشت گلستانی مجھی	تنگ ن شہر سی لقت ہی بیابانی مجھی
طوق وحشت نی سنایا ہی گریبانی مجھی	اپنی کپڑی نہیں کہم خانہ زندان ہی مجھی

حلقی آنامون کی نہیں فصیف کی تصویریں ہیں	
جسم لاغرین رگین جتنی ہیں زنجیریں ہیں	

شدت گریہ ہی اشکو نئی فراوانی ہے	۶
شوق دل مستعد سلسلہ جنباں ہی ہے	

تیخ افغان جو کپنچی شرم سی سجلی کٹ جائی	
شور نالونکاسنی رعد کلیجا پھٹ جائی	

روح مجنون کی گریزان ہی مری سہی دور نالہ کشن دل نہیں پہنچا ہی سرفیل فی صور	دیکھی وحشت ہی یہاں تک ہی صحر اعمور شور تجریسے ہی چار طرف شور نشور
لب پر آہ آئی اگر خلق پر آفت آئے مردی قبر و نمین یہ چلائی قیامت آئے	
ڈور کی اوڑ جاتی ہر طلیس ہی جاتا ہون راہ ہی خار تک اوڑ گئی ناگن بن کر	اب تو چہر لسی نمایاں ہیں میشت کی اثر نہیں خائف مری صورتی فقط جن بشر
پڑہ کی نام اپنا جد ہر چہوین کر دن ہو ہو جا دیکھی وحشت تو رمیدہ ابھی آہو ہو جا	
جان وہ مورد آفت کہ الے توبہ دم کار کنا وہ قیامت کہ الے توبہ	دلکین وہ درد کی شدت کہ الے توبہ رخبہ زردی کی وہ صورت کہ الے توبہ
دل لگا تا حق انسان میں بُرا ہوتا ہے نور آگہو نمین نہیں دیکھی کیا ہوتا ہے	
جسمین بدنامی ہو وہ بات نہ کہن تا تھا پہونک کر وادی وحشت میں قدم در تھا	کل کا ہی ذکر کہ رسوائی سنی میں ڈر تا تھا آہی کام نہ تھا ضبط کا دم بہر تا تھا
شہنا پاؤں نہ تھی خار غیلان سی کہے یا تہ کو ربط نہ تھا چاک گریبان سی کہے	
پیش قلب ہی کب خشک بان تھی آگی ایچے حالت ہی مری لگی کہاں تھی آگی	کب داسی مری چہر لسی عیان تھی آگی بیکسی کونسی دن منوش خان تھی آگی
نالہ گرم تھا لب پہ دم سرد تھا غم تھا رنج تھا کوفت تھی درد تھا	
کس فراغت ہی مری ہوتی تھی اوقات بسر اب یہ ہی حال کہ اپنی ہی نہیں مجکو خبر	رنج کی نام ہی واقف تھا نہ میں خستہ جگر چہر لاتی تو نکو رہتی تھی ہنسی دن دن ہسر

نک	ایک لفت نی مجھی داغ دکھائی لاکھون ایک چاہت نی کنوین مجھو جنکھائی لاکھون
چاکل مادہ پابوسی داماں اے	طوق آہن سی گران طوق گریان اے بھرجواں مرادیدہ گریان اے
لک	حوصلہ آنکھو کو ہی ابر کے شرمانے کا ولولہ نالو کو ہے برق کے تڑپانے کا
ہامی کیا دل نادان نی پھنسیا مجھ کو	مینی کیا اسکا لیا تھا کہ ستایا مجھ کو نہ سنا تھا بٹاس نی ستایا مجھ کو
تک	نوجوانی مین دل زار نے برباد کیا شاد ہونے کی یہ دن تھے مجھی ناشاد کیا
اسکی کہنی مین نہ آتا تھا مین چوکا چوکا	ٹال جانا تھا اوڑا تھا مین چوکا چوکا غول کوراہ بتاتا تھا مین چوکا چوکا
تک	اور کیا کام ہوا آپ کو نا کام کیا پہرون رہتا ہے تصور کہ یہ کیا کام کیا
آہ کیا جانی کیا یہ دل شیدا سمجھا	تھی کچی اسکی کہ اس راہ کو سیدنا سمجھا اسکھین پہوٹی تھیں کہ اسچاہ کو چھا سمجھا
تک	گر ٹرا چاہ زرخدان مین ڈبویا مجھ کو دو جہان سی اسی کلم نے کھویا مجھ کو
قیدی کیسوی خمدار نہونا تھا مجھے	نرگشی چشم کا بیمار نہونا تھا مجھے عذیب گل خسار نہونا تھا مجھے
پنے حق مین کوئی بوتامین	شل گلبن مین عیان ہر گ پی سے کانٹی ایسے کانٹی

<p>کوچہ عشق کج منزل آرام کج خیر سو خیر ہو دیکھوں کہ ہی تقدیر میں کیا</p>	<p>ایسوقت میں پہنا خیر جو ہوتا تھا ہوا ہی جنون جوشن بہشت کی ترقی ہی ہوا</p>
<p>عالم کرا تا ہی گہرا کی اب گمان سے کوئی کبھی لمبی جاتا ہی یہ دل سینے سے</p>	<p>۱۷</p>
<p>ایسی حالت میں حیران ہوں کروں کلا یہ تو سب کی طرف ایک جو محبوب ملا</p>	<p>۱۸</p>
<p>غم نہ ہوتا جو کسی وصل کا سامان ہوتا منہ نہ اپنا وہ جیسا تانہ میں عسریاں ہوتا</p>	<p>۱۹</p>
<p>کیا کروں کہ پس راہ سی لاؤں و سکو کہیں ملتا نہیں جو درد سناؤں و سکو</p>	<p>۲۰</p>
<p>دل شکستہ ہی طلب وصل کی لا حاصل ہے شیشہ ٹوٹا ہی تو تخیل پر ہی شکل ہے</p>	<p>۲۱</p>
<p>کون ہمدرد ہی ایسا کہ وہاں تک جائے نامہ لکھوں تو نظر اور ہی عالم آئے</p>	<p>۲۲</p>
<p>جس طرح ہلوسی سمجھا کی مہمان تک لا جسکو جانی کو کہوں راہ مجھی تہلائے</p>	<p>۲۳</p>
<p>مرغ ہو جو کیت ٹوٹی ہوئی پر کی طرح چپ رہے چاہ میں قاصد بھی کہو تو کی طرح</p>	<p>۲۴</p>
<p>ایک کیسے ہی دیباغین آئی ہی مگر دور کر تھامی دامن کو جو اچائی نظر</p>	<p>۲۵</p>
<p>رحم پر آئی خفا ہو وہ جملگی پارک جائے دور ہو روز کا قصہ کہیں جھگڑا چک جائے</p>	<p>۲۶</p>
<p>تھا اسی فکر میں غرق کہ پہنچی خیر جوش غیرت سی راہ پر تو نہ قابو میں جگر</p>	<p>۲۷</p>

	کائنات دور سے جسم مری نامی آئے ہنسکی بولی کہ بڑے چاہنے والی آئے	۱۲۱
چڑھ گیا بام پیرین بھی نہ رہا پاس ادب نہ رہی تاب ہو سخت مجھی رنج و تعب	پہیر کر نہ کو وہ بولا کہ کیا کسنی طلب جی کر اگر کے کسا مینی کہ تاجنہ غضب	۱۲۲
	طبع نازک کو مری چین حسین خنجر سخن سخت مری دل کی لیے خنجر	۱۲۳
ہو گیا نرم کڑی دیکھ کی میسر تیر برسون اب شکل تھاری نہیں آتی نظر	اختیار کیا یہ کشتی کہ آنکھ کے کدھر کوچہ گری نہیں جاتی ہی طبیعت سی مگر	۱۲۴
	اب تو میں رنگ تھاری عسرو شام نے واہ وا وضع نمی شغل نے کام نے	۱۲۵
جلکی مینی یہ کسا واہ ری اولٹی الزام منہ گریبا نہیں ڈالو تو ذرا ہی کلف نام	یہی الزام کی صورت ہی تو بندیکاسلام کس بدنام ہی دنیا میں محبت کا نام	۱۲۶
	آپ بدنام ہو تم کرتے ہو بدنام مجھے رستی تم میں نہیں اولٹی میں الزام مجھے	۱۲۷
خام سمجھا تھا میں تم ہو بڑی ہی پکے انہیں باتوں سی تو میں مار گیا تم جیتے	مجھی کتنی ہو کھانا آج کدھر آنکھ انہیں چالوں سی تو صاحبی ہوئی جیتے	۱۲۸
	بس بہت بڑھ چلو سوچو تو اپنی جے میں رات بہر میسر گذر جاتی ہی پیچھے میں	۱۲۹
لو لیتا ہوں سحر و شام میں مچھلی کا شکار آبی پوشاک پہنتا ہوں نہیں پیش اختیار	میں یہ صیادی کی ہی مردم آبی میں چکا میں ہی لڑو اتا ہوں میٹھی لبے یا سہار	۱۳۰
	سیر دریا کو شب ماہ میں جاتا ہوں پیرنی کو صفت صبح میں لہاتا ہوں	۱۳۱

<p>نماز و انداز میں تہی تجھ کو تمیز ایسی کہان اب جو محبوب ہوا اور ہی آنکھ اور زبان</p>	<p>سخت تو اسی مایہ رام دل و جان جہان ہمیں معشوق کیا لاکھ ہوی حسن عیان</p>
<p>صحبتیں ترک ہوئیں لطف ملاقات نہیں بات میں بات جو پیدا ہوئی وہ بات نہیں</p>	<p>۱۴۳</p>
<p>غمرہ خونریز تہا ہوش باز نہ تھا برق جانسوز تیرا شکل آواز نہ تھا</p>	<p>یاد ایا م کہ شوخی کا یہ انداز نہ تھا قابل انداز نگاہ غلط انداز نہ تھا</p>
<p>ایسی کب گرمی بازار رہا کرتی تھے بہتر کس دن پس دیوار رہا کرتی تھے</p>	<p>۱۴۴</p>
<p>کسی نہ کام کو کب ورد زبان تہا ترانام کب بدی جاتی تھی عشاق سہی صلت مقام</p>	<p>آگے کب حسن خدا داد کا تہا شہر مقام چپکے آتی تھی کب غیار کی پیغام و سلام</p>
<p>کنیاں کا ہی کو یون کہہ رہی رہتی تھیں ڈولیاں کب تری کو چھین دہری رہتی تھیں</p>	<p>۱۴۵</p>
<p>تہا نہ یہ علم کہ کیا چپکے زنبہ بالا چڑھتی تھی نام سی زبور کے حضور بالا</p>	<p>بیہجت تہا کوئی ہوئی کا نہ تہا کو مالا بول پازیب کے جنکار سی کب تہا بالا</p>
<p>فتنہ پر داز نہ رہتے تھی کہی کہات میں یون بو تئیں عطر کی آتی تھیں نہ سوغات میں یون</p>	<p>۱۴۶</p>
<p>ایک تہی ہمسای ملاقات کوئی اور نہ تھا تہی ہمیں قبلہ حاجات کوئی اور نہ تھا</p>	<p>صحبتیں ہمیں زمین و نرات کوئی اور نہ تھا قابل حرفت حکایات کوئی اور نہ تھا</p>
<p>سنگ سود تہا نہ تل کہہ ابرو میں کہے کالکا تہی نہ تری سایہ کیسو میں کہے</p>	<p>۱۴۷</p>
<p>خرم دل میں یون آگ لگا آتی تھے عشق کا ہم جو بنتی تھی حیا آتی تھے</p>	<p>گل رخسار سی کب بوی جہا آتی تھے دل بیمار کی کب تھکودوا آتی تھے</p>

	جیتی جی باتہ نہ آتی تھی بہت دور تھے تم اب پری ہو گئی ایجان کبھی حور تھے تم	
یون نہاد ہو کے نکھرنا نہ تمہیں آتا تھا سکلی ہر بات پہ بہرنا نہ تمہیں آتا تھا	بگڑی رہتی تھی سنورنا نہ تمہیں آتا تھا وعدی کر کر کی مکرنا نہ تمہیں آتا تھا	
یون جھلانی تھی نہ عشاق کو داماں کی طرح چاک سینو نین نہ تھی چاک گریبان کی طرح		
اہل نظارہ کبھی جمع سر راہ تھے بالی کانو نین چٹری پاو نین ای ماہ تھے	ساکن دیر و حرم بندہ درگاہ تھے کان آوازہ خلخال سی آگاہ تھے	
کبھی سنتی تھی نہ باہری تری ہسم آواز چھا گلو نسی کبھی آتی تھی نہ جیم چسم آواز		
کب چنی جاتی تھی پیشانی پہ افشان آگی عطر کب ملتی تھی ای فتنہ دوران آگی	اونگلی کب ہتی تھی یون زیر زرخدان آگی مجلسین رنگ سی سی تمہیں نہ حیران آگی	
کپڑی سطح نہ پہو لو نین بسی آتی تھے بند محرم کے نہ یون چیت کسی جاتی تھی		
اگی انگیلی کی یہ چال کمان چلتی تھے نور کی سانچی مین فقری نہ کبھی ہلتی تھی	دل عشاق نہ تلو و نکی تلی ملتے تھے کتب شعلہ آواز سے دل چلتی تھے	
کب بان یون دم گفتار چلا کرتے تھے چال پر روز نہ تلوار حیلہ کرتے تھے		
بہاری پوشاک اگر ہم کسی پہناتی تھے سرجو گوند ہوا تی تھی تم سیکڑوں بل کھاتی	یہ گران تلو گوز تاتا تھا کہ گہبہ راتی تھی آئینہ سانس آتا تھا تو شرماتی تھے	
چاند بیگانہ کیسوتا تھا اسی سر کی قسم نور تن ایسی نہ تھے خالق اکبر کی قسم		

جموٹوں میں نہ لگاتی تھی کہ تھی شرم بڑی	ہاتھ میں بازو سیڑھی تھی نہ پہلو کی چڑھی
عاشقوں کی کڑی پاؤں کی کرتی تھے کڑی	آہ آہ آنسو رولاتی تھی نہ موتی کی لڑی
نام الفت نہ کیلے دل خرسندین تھا	کب نصیری کوئی یوں عشق علی بندین تھا
آکھیں صاحب کے تلی تھی تہین شرم پر کدن	بازو تھی سرمی کی یوں تیغ نظر پر کدن
زلف پہوٹی ہوئی رشتی تھی کمر پر کدن	یوں بلا آتی تھی دیوانوں کی سر پر کدن
اونچی چوٹی نہ پہناتی تھی کسی مفتون کو	نیچی نظریں نہ جھکاتی تھیں کنوین گردون کو
مٹام لیتا تھا کوئی ہاتھ سر راہ اگر	بغلین تم جہانگنی لگتی تھی دہر اور دہر
کوئی گستاہا جو آوازہ سر راہ گذر	جھپ جاتی تھی تم ایسی کہ جھکالیتی تھی سر
پاس آتا تھا جو کوئی تو سرک جاتی تھے	اپنی ساسی سی بھی تم آپ جھپک جاتی تھے
دل لگی کا نہ سلیقہ مریدان تھا تسکو	کثرت بزم طرب سی خفقان تھا تسکو
آئینہ دیکھنے کا شوق کہاں تھا تسکو	عکس پر دیکھنے والی کا گمان تھا تسکو
شرم کی سب سی تم ای ماہ لقائے تھے	آرسی دیکھنے کی چہری کو چھپا لیتے تھے
دوستی صاف تھی پہچان نہ دشمن ایسی	پیش ازین صاف لونسی نہ تھی بدظن ایسی
پردہ خضرین تھی کاہی کور ہرن ایسی	تم تھی عیار نہ مکار نہ پر فن ایسی
صبح پر نور حسین تھی سب غم کدن	عیکے بہیس میں آتا تھا محرم کدن
جوسا تھا تھکڑی پٹہ بستی تھے	سوجنا تھا نہ جواب یک چپ تھی تھی
وقت تقریر نہ دریا کی طرح جبتے تھے	پوش میں آویہ عشاق سی گب گستی تھی

۱۲۳	آگے باتو نہیں کرامات نہ تم کرتے تھے یا علی کہنے کہی بات نہ تم کرتے تھے	
۱۲۴	شکل مقرر نہ طرز زبان تھی آگے جنس جن آپ کے ایسی نہ گراں تھی آگے	یہ بہار گل رخسار کمان تھی آگے اتنی اونچی تو تمہاری نہ دکان تھی آگے
۱۲۵	زلف شہزاد تھا کاہے کو مرزا کوئی مول لقا تھا نہ سر بیچ کے سودا کوئے	
۱۲۶	ترک غمزہ تھا نہ مرغ سے آمادہ جنگ شب مہتاب میں بچتا تھا نہ کوئی پہلنگ	نیشتر اس ہی تھی کا ہیکو جوانی کی اونگ پہول بستر پہ چنی جاتی تھی کب نگارنگ
۱۲۷	سجے کرتے تھی نہ آجسم تری واسن پہ نالہ مہتاب نہ تاجہ روضہ روشن پہ کہے	
۱۲۸	تیر مرگان کی کسی سینہ پہ چلتی تھی کمان مارگیسوی سینہ ہر اوگلتی تھے کمان	دل تری شعلہ رخساری چلتی تھی کمان موزی اسطرح تری سای میں پلتی تھی کمان
۱۲۹	چوٹی اسطرحی کب پیٹ پہ لہراتی تھے کسکو اوڑنا گئی کی طرح یہ ڈس جاتی تھے	
۱۳۰	ایسی چٹرائیسی کاوٹ کھو آگئی کہ تھے سبے باتو نہیں لگاوٹ کھو گئی کہ تھے	یہ سجاوٹ یہ بناوٹ کھو آگئی کہ تھے ایسی سرسہ کی گملاوٹ کھو گئی کہ تھے
۱۳۱	اتنے بل کرتے تھی تم تیوری چڑھا کر گردن چلتی تھی پانچی ماتھو نہیں اوٹھا کر کس دن	
۱۳۲	غیر کام نہ تھا تیری گالوں پہ دوڑاتا ہاتھ اپنی چھاتی تیری آگئی اگر لاتا ہاتھ	شاخ بی پر کی طرح جی وین کھواتا ہاتھ اس کنایہ سی یہ جلتا کہ کھلاتا ہاتھ
۱۳۳	محرم راز جو میں آج وہ نامحرم تھے چمن حسن خدا داد کے گلچین ہم تھے	

<p>انکھ گر کس چرا تا تھا تو ای غنچہ دہن صاف آ جاتی تھی پیشانی روشن ٹپکڑ</p>	<p>یاقہ شمارنگ کہ جاتا تھا اگر سوے چمن چوٹی تھی نکست گلشن مہی جو تیرا دہن</p>
<p>دم گلشت جو لگتی تھی ہو گلشن کے بیکلی ہوتی تھی کیونکو ترے دامن کے</p>	<p>۱۴۷</p>
<p>جمع ہن لوگ چکوروئی طرح کرد مدام انقلاب فلک سفلہ ہی عبرت کا مقام</p>	<p>یاقہ عالم سی کہ پی پردہ ہوا ہی ماہ تمام طریقہ تریہ پی کہ انکھو نچن نہیں شرم کا نام</p>
<p>دیکھنے کو ہن ترستی جو بھی شکتے تھے گھورتی ہن وہ جو انکھن نہ ملا سکتے تھے</p>	<p>۱۴۸</p>
<p>ورنہ دل کیوں تمہیں دیتا بھی سدا کچھ تھا کلکی تم اور سی کچھ مای میں بھجا کچھ تھا</p>	<p>جان جان تمہی بہر و سام بھی کیا کیا کچھ تھا اور کچھ مل گیا اللہ سے مانگا کچھ تھا</p>
<p>سادہ بھجاتا تمہیں ایک ہی یزمن نکلے دوست جانا تھا تمہیں جان کی دشمن نکلے</p>	<p>۱۴۹</p>
<p>کیون نہو ترک ستمکاری می زیبا ہے ہم سی انکار او دہر اقرار ہی زیبا ہے</p>	<p>آفرین اگلو ای یار می زیبا ہے دور ہم پاس ہوں غیار می تو زیبا ہے</p>
<p>بی سبب چین چین چشم سی ہتی ہو چہ خوش طرہ یہ کجی جو میں کچھ کہوں کہتی ہو چہ خوش</p>	<p>۱۵۰</p>
<p>بیٹھ سکتی نہیں مجبور کٹری رہتے ہن زر لیے صاحب تقدیر کٹری رہتی ہن</p>	<p>قدرت اللہ کی ہم دور کٹری رہتی ہن غیر آگے تری ای حور کٹری رہتے ہن</p>
<p>وصل دولت پہ ترا ہی بت خود کام رہا ہم تو میں عاشق مفلس ہمیں کیا کام رہا</p>	<p>۱۵۱</p>
<p>دل لگی اپنی تھی حسرت میں وہ باتیں خیر اب ہلکو بھی منظور ملاقات نہیں</p>	<p>اب وہ خاطر وہ خوشامد وہ مدارات نہیں خود بخود رک رہی کچھ حرف و حکایات نہیں</p>

	اب جو بہت سے رہی بہتر ہو تو بدتر سمجھیں بنکی سوئی کی اگر آؤ تو تپتہ سمجھیں	۵۵۲
گاہ بیگاہ ملاقات کرو یا نہ کرو ایک ہی حرف و حکایات کرو یا نہ کرو	ہم بھی رضی ہیں مرارت کرو یا نہ کرو بولو یا چپ ہو کچھ بات کرو یا نہ کرو	
	گلمہ ہو بھی نہیں ترک وفا کا اچھا خلق اللہ کی ہے ملک خدا کا اچھا	۵۵۳
اول عشق میں ہمیں یہ سلوک آپ کا وا ماجر اظر فہ ہے چلی ہی غلطی اللہ	نہ وہ ہی چشم لطف نہ محبت کی نگاہ دل کو دلی تہی سنی راہ کوئی نہیں راہ	
	انکو نہیں سبیل طبیعت میں ذرا سبیل نہیں ان تلونہیں جو نظر کی تو کہیں تیس نہیں	۵۵۴
چشم اغیار کہان در کہان یہ خسار خاک نہ ہو کو نظر آئیگی جو بن کی ہزار	دست اغیار میں گل دیکھ کی ہم کہان خار کہیں اللہ کی قدرت کی میں ای لا عذر	
	دستگیر آپ ہوئی عینے کھر چپا پکڑا ہی شل اوٹنگی کھڑے ہوئی پونچھ پکڑا	۵۵۵
کج ادائی جو یہی ہی نہ نہیں گے الفت واہ کیا خوب ذرا دیکھو تو اپنی صورت	تھکو نصرت تھکو بھی ہی تھی نصرت اہل عزت کو گوارا نہیں ہوتے ذلت	
	سمتو دین جان تلک آپ اوڑا میں دم میں تالی اک باتہ سہی سمجھی ہی کہیں عالم میں	۵۵۶
چلنیں سیکڑوں میں آنکھ لگا سکی کہیں عالم آباد ہزاروں جسم نہ ہر چین	لکھنؤ کو نہ لاکھوں میں دنیا میں چین تھو صورت کا مرقع میں کسی شکل نہیں	
	نقد دل ہی تو میں یوسف سہ بازار ہمت سہ سلاست ہی تو میں سکر خریدار ہمت	

ہی اگر آپ کو جس کی شہرت پہ گھنٹ	تو یہ دودن کا ہی کیا چاہی صورت پہ گھنٹ
زیرِ تپا ہی مجھی ہو جو محبت پہ گھنٹ	کہ حسینان جہان کو ہی اطاعت پہ گھنٹ
دلہی الفت کا اگر حرف زبان پر آئے	حورِ حُبت سی پری قاف سی اوڑ کر آئے
در صد سے ہی تو ہی لعل گسر بہتر	قمرِ اختر سی تو خورشیدِ قمر بہتر
شل سی گل تو شمر سی گل تر سے بہتر	جن سی انسان تو حورین ہن بشری بہتر
تل سی تر گان سی تو ہی تل سی دو بالا ابرو	خط ہی خسار پہ تو خط پہ ہے طرہ کیسو
حسنِ صورت پہ نہ مغرور ہوا تھا کوئی	جز خداوند دو عالم نہیں بکیت کوئی
نہ سمجھا کہ نہیں خلق میں ہما کوئے	اجی خالق کی خدائی میں نہیں کیا کوئی
اس مربع کو عجب بخشی ہے تنویراؤسنے	ایک سی ایک پری کہنچی ہی تصویراؤسنے
کب تک روجا خوفِ خدا ہی کچھ ہے	کب تک ترجی ادا خوفِ خدا ہی کچھ ہے
بی سبب جو خدا خوفِ خدا ہی کچھ ہے	بتِ ہمرو و وفا خوفِ خدا ہی کچھ ہے
سب جہان تیرے طرف کیا نہیں پنا کوئی	ہم غریب کا بھی ہی پوچھنی والا کوئے
سنگدلِ بکومری سا یہ کاوش کبتک	میری سوزش کی لپی خیمے سازش کبتک
فکر و صلت میں مرنی لکویہ لکھش کبتک	جستجو میں تری کرتا رہوں گردش کبتک
خاکِ درین تری گیسر کی تاثیر نہیں	اور اگر ہو بھی تو میں طالبِ کسیر نہیں
ہم بھی اب کتنی ہن تھی جو کیا ایسا گرم	لو اجی چمکی سناتی ہن تمہیں فقرِ گرم
ایسا عشقِ مکالا ہی اب اک گرما گرم	سرِ دہو کی چوہ پہلو میں کر گیا جا گرم

۵۶۵	مثل خورشید جو وہ شکل دکھائیگا تمہیں انتر صبح کی مانند چہا نیکیگا تمہیں	
ر شک انسان پر می غیرت حوز و علماں با وفا ہوش با خسر خرام آفت جان	جان خباں جہاں مرد و ہم چشم انسان گلبدن غیرت نسرین و ہمن غنچہ دمان	
۵۶۶	لب جان بخش یہ سب اک جہاں مری ہیں عینی ہی و سکی سیحائی کا دم بہر تی ہیں	
حلقہ سیم دہن کو دل ارمان کیسے یای گیسو کو بلای سر یاران کیسے	قد بالاکو سجای الف جان کیسے لام ظلمات ہی وہ زلف پریشان کیسے	
۵۶۷	کس طرح عاشق شیدانہ ہمارا دل ہو کسی ملتا ہے وہ معشوق جو خود مائل ہو	
گدراوسکا جو کبھی جانب دریا ہو جا کبھی تجمانہ میں آئی تو تماشا ہو جا	جمع یہ مردم آبی ہوں کہ میسکا ہو جا کعبہ سان خلق کا مسجود کلیسا ہو جا	
۵۶۸	برہنہ مکہ کے گردون کو کھی واہری میں بت بھی تیجانی میں بول اوٹھی کہ اللہ تریں	
دل میں سوقت مضامین سراپا کا ہی ہوں سامعین جمع ہیں ارباب تماشا کا ہی ہوں	جوش مضمون کا نہیں مکہ یہ دریا کا ہی ہوں قتل معوقی ہی ہو سخن تمنا کا ہی ہوں	
۵۶۹	حسن پردہ ہی باقی نہیں و سواس تلک دائر و لشی ہمہ تن چشم ہی قرطاس تلک	
کھٹکاش ہمارا قلم رنگین ہے بکر معنی ہی دولہن آج نیا آئین ہے	ایسی شیرینی مضمون ہی کہ خط شیرین ہی صاف بندش نہیں آئینہ پی ترین ہے	
	طور دل پر تجرہ طور کی تصویر کینچے شمع نیچائی قلم نور کی تصویر کینچے	

یا کینچا ہی محک حسن پہ کوئی خط زر	سحر گنتی میں وہ مانگ ہی سلک گوہر
کدکشان یا شب بچورین آئی ہی نظر	یا یہ ظلمات میں جاری ہوئی نہر کوثر
شاہ کتا ہے زبان سی یہ نیا پہلو ہے	اے
اوسی کی سر کی قسم صبح شب گیسو ہے	
کشت شبنم شب لطف کا انداز ہی صاف	ہیں عیان حسن کی شمشیر کی جو ہر شفاف
زور قدرت سی دیا ہی قلم موہین شگاف	دفتر حسن کی کاتب کے لکھون ٹیا اوصاف
واہ کیا کچھ سیما ہی سی یہ تصویر لکھا	بے
فاصلہ پنج میں رکھ کر خط تقدیر لکھا	
دل پھنسی کی لپی دام بلا میں دونوں	آفت جان جو وہ گیسو ہی ساہن دونوں
ایک صیاد میں ہر چند دو تار میں دونوں	دیکھ لو سلسلہ جو رجوا میں دونوں
دام الفت کی میں اتار امین دونوں میں	بے
دونوں عالم میں گرفتار نہیں دونوں میں	
کل آئی میں شبنم میں جیسی خستہ	اوسکی بالون میں اس طرح پر وی گوہر
سنبھل گلشن خوبی پہ ہی یا شب بزم تر	رہ گئی یا شب گیسو تبسم ہو کر
چوٹی میں نقرہ موہا ف عجب زیبا ہے	بے
داسن شب سی گریبان سحر نا نکا ہے	
ہولی خود ششید کی مہتاب پہ پیدای سحر	لو ذرا پہلی کرو جہنہ روتھن پہ نظر
معجز حسن عیان ہی او تر آیا ہی قسم	کیا صفائی ہی کہ پانی ہی نہجالت سی گہر
لوں سین تو اسی کیا بدھینا کیے	بے
غش نہ آجائے اگر برقی تجھ کیے	
گوری دیدہ خورشید فلک جنگی حضور	مطلع مہر بجلی ہے جبین پر نور
دیکھی گریخ حور و پری ہو کا فور	زرد ہی ماری نہجالت کی رخ شعلہ طور

۷۷	گل خورشید گلستان ضیا ہے وہ حسین آبشار عرق شرم و حیا ہے وہ حسین	
۷۸	ذری افشان کی درخشان زمین پشانی پر الف ساجو کنچا ہی یہ خط قشقہ زور	شعلہ آتش عارض ہی دڑی ہیں یہ شرر خطر دہی یہ پی دفتر خورشید و قمر
۷۹	ذری افشان کے جبین پر جو دکتی دیکھ اختر طالع خورشید چمکتے دیکھ	
۸۰	ساغر بادہ گل رنگ ہی آنکھوں پہ نثار دوری آنکھوں میں نہیں جمع ہوئی ہیں بخوار	ستی حسن ہی سرست ہوئی ہیں ہشیار صاف ہی چہرہ رنگین یہ گلستاں کی بہار
۸۱	ست سجین جو وہ آنکھیں نظر آئین کالی گہر کی آئین میں گلستان میں گشتائیں کالی	
۸۲	اونہیں آنکھوں کی تو ہی نگہ شہلا بیمار جام کنگھی ہوئی ست ہزاروں ہشیار	اونہیں آنکھوں پہ تو بادام سخی جانسی نثار جای می زہر لہا ل سی ہیں دونوں شرار
۸۳	زلیت سی ماتہ وہ دہوی جو یہ ساغر پائے ساغر عمر ہو لبریز ابھی بھر پائے	
۸۴	خضر دیکھتے تو کہی ہیں قدح آب حیات کبھی کالی جو گستا صاف ہی یہ نقص صفا	مہر عاشق میں مگر ساغر سم جام مہمات چہرہ خورشید ہی ظہری ہیں سس یہ بات
۸۵	دیدہ شوخ سیہ مست نہ متولے ہیں کھل گیا دھوپ کی گرمی میں ہرن کالی ہیں	
۸۶	توسن طبع ہمارا بھی ہی کیا زور آور گردش چشم سیاہ و مژدہ جاناں پر	چشم وحشی کی صفت میں نہیں کتا دم بہر پہنتی اک اور ستا ہی یہ شیر زن وڑ کر
۸۷	کسی صیاد نے بچو نہیں ہرن کھیری ہیں چو کڑی بہرنی پیرا مادہ ہیں رخ پیری ہیں	

<p>خیر عیاز نہیں ہی کوئی اسکا ہزار آگہہ اوٹھا کر کبھی کیا تو کیسی گڑبگڑ ناز</p>	<p>خطرہ آفت ہی بلا ہی نگہ افسون ساز وقت نظارہ ہی باقی ہی جیا کا انداز</p>
<p>واہ کیا سرسہ گے دنبالی سی بھی کام لیا چشم بیمار جو اوٹھی تو عصا تھام لیا</p>	<p>۵۵۳</p>
<p>ہی دوخت و سکارا کہ قول دو پہلو ہر بات ہی مگر ہر ملا لیل کی طرح خوف مہمات</p>	<p>او کی رعنائی کی کیونکر یوں بیان مجھ صفا سیل آگہو کی پی مردہ دلاں آب حیات</p>
<p>ساتھ اسید ورجا کی خطر قوت ہی ہے خانہ زاد ان نگہ سی ملک الموت ہی ہے</p>	<p>۵۵۴</p>
<p>جوٹنی صاف کی صل علی صل علی زیر محراب وٹھائی میں بامید شفا</p>	<p>وصف وہ کبھی چشم و قرہ و ابر و کا سوی ترکان نہیں آگہو نہ یہ پین دست دعا</p>
<p>جنش ہر قرہ آفت ہی خدا خیر کرے نبض بیمار کو سرعت ہی خدا خیر کرے</p>	<p>۵۵۵</p>
<p>پردہ دیدہ بادام مشک ہی تمام ہر رگ جو ہر شتر سی لہو آئے مدام</p>	<p>تیزی سوی قرہ میں ہی بھلا آگہو کلام کبھی نصا اگر خواب میں لی اسکا نام</p>
<p>عاشق سوزن ترکان جو کوئی ہوتا ہے سقتہ آتی ہیں در شک اگر روتا ہے</p>	<p>۵۵۶</p>
<p>قدرتی حسن کی تلوار ہے سبحان لہند یہ کہاں طرفہ دیوان دہار ہی سبحان لہند</p>	<p>واہ کیا ابروی خدا رہی سبحان لہند ماہ نو چرخ پہ اظہار ہے سبحان لہند</p>
<p>گر مرقع میں بھی اس تیغ کی تصویر کھینچے شریہائی مانی و بہنرا دین شمشیر کھینچے</p>	<p>۵۵۷</p>
<p>نوبتیں بچی لکین سب کہیں سبحان لہند دیکھنی ہوں جی تلدی وہ گری خوب گاہ</p>	<p>ایسا مضمون بند ہی برو دینی کا کہ واہ چاندنی رات ہی افشائی وہ گیسوی سیاہ</p>

۱۵۴	واہ کیا شکلیں ہیں قابل ہیں یہ تصویر کی دیکھو نکلی ہی زچہ سابی میں شمشیر کی	
۱۵۵	واصف کوش ہیں انگوٹسی تمام اہل زبان دیکھ پاہی جو صدف مثل گہر ہو غلطان	گل ہی شبیدہ جو دین گل میں کت یہ کمان نالہ عاشق شیدا یہ سنیں کیا امکان
۱۵۶	پردہ شرم یہ لکھوٹسی اوٹسا دیتے ہیں سنگی اس کانسی اوس کان اوڑا دیتی ہیں	
۱۵۷	عارض صاف نہیں کس قمر ہیں دونوں زنگ میں لعل صفائی میں گہر ہیں دونوں	صاف پیند سی بھی پیش نظر ہیں دونوں دوہین شمعین کہ اوہر اور اوہر ہیں دونوں
۱۵۸	عکس اگر آئینہ میں نور نشان ہو جائے دیکھنے والو نکو چو یک کا گمان ہو جائے	
۱۵۹	ہی بجا و انتو نکو گر انجم رخشان کیسے کیا لب لعل کو گلبرگ گلستان کیسے	کیا صفائی ہی نہیں گوہر غلطان کیسے زنگ پیدا ہی غضب لعل بد نشان کیسے
۱۶۰	زنگیا توت کا ہی لعل شکر بار میں ہے جو ہری کی ہی دکان حسن بازار میں ہے	
۱۶۱	دہن تنگ میں تنگی ہی نہیں جای سخن پر چپائی سی کہیں چپتی ہیں ایسی ہی جلن	شرم ہی چور گراؤ سنی چرایا ہی دہن حسن دعوی جو کیری صاف ہو مضبوطی زن
۱۶۲	بات پوشیدہ نہیں ہی سندن ظاہر ہیں ہونٹہ دونوں تو گو اہی کی لمی حاضر ہیں	
۱۶۳	نالہ غضب میں پر گرجا خیال لب یگون می گلزار کی مانند ہیں لال	تسج ہو کہ ہی ماہ باغوش لال مست دیکھیں چغغیب تو ہوں گرم تھا
	کوئی بھی کی نہیں راہ خدا خیر کرے قرب یحانہ ہی یہ چاہ خدا خیر کرے	

سید وکین کہ کرین وکی گریبان نظر
اور او بہار او سپہ پستان کا غصہ ہے
حسن کا یہ اشارہ طرف منہ نہر
مین بھی حاضر مہوں نہیں نور کا دعویٰ کر

دیر تا چند فلک سے کسی عنوان آؤ
یہی گوی بھی میدان سے چوگان آؤ

وصف پستان کری کیا کوئی کہ مشہور ہیں یہ
کستی میں شمس و قمر قہقہہ نور حسین یہ
شمس شمس نخل سر طور حسین یہ
بات کس طرح سی پہونچی کہ بہت دور ہیں یہ

آشنا آنکھ سے جس وزوہ انگیا ہو جانی
طائر نور نظر سونی کی جیڑیا ہو جانے

شکم صاف ہے حسن کا دریا نایاب
کوٹھی گھاٹ و سپہ پستان جی کتی ہیں جیاب
جال ہی جالی کی انگیا کہ کری دل بیتاب
کسی حسی گوری نہیان جوا کا دم خواب

نور کی بحر روان نور کے جنگلے دیکھ
نور کی کوٹھیو غنیم نور کے جنگلے دیکھ

روشنی ساعیدین کی جو آجائی نظر
گول گول ایسی ہیں منڈی کہ کرین لہن اثر
شمع متاب بھی ہو چرخہ کو ملا جگر
گول گہرین موفلک قید پڑی آنکھ اگر

عرش پر جا کی اگر دہوم چائین منڈی
اہل کری کو بھی کرستی گرائین منڈی ہے

واہ کیا نیچہ پر نور ہے سب جان تہ
دیکھو نیچہ خورشید ہی یہ پیش نگاہ
پنچاخی سی تو شبیرہ نہیں ہی دلخواہ
اونگلیاں خطا شاعری بھی باریک بین واہ

دور ادب ہی ہی جو بیچ آیت قدس کیے
اونگلی اوٹھی تو بلالی کا خمس کیے

حلقہ ناف نہیں ہی گرہ موعی کسر
ذرہ کیا حلقہ گوش دسکی چرخ شمس و قمر
دل عاشق کی ڈوبی کی لٹی ہی یہ بہنر
دکھو شبیرہ ہی لاوری منظور نظر

	صاف آئینہ ہی اوسکا شکم صاف نہیں عکس ہی چاہہ زرخندان کا پڑا ناف نہیں	
۵۹۹	طرفہ معدوم کمر چکی معدوم مین ہی مچی ہوم کیون نہ معدوم کی عاشق ہون جہان ہی معدوم	موشکا فونکو یہ عقدہ نہ کہی ہو مضموم ہی جو یہ عشق کمر ہستی انسان معلوم
۶۰۰	کیون نہ معدوم ہون سن نام یہ جو مرنی ہیں وہ کہو تر مبی ہیں عفتا جو کمر کرتے ہیں	
۶۰۱	جوش پر نور کا دریا ہی زہی حسن شباب حلقہ ناف کو کس طرح نہ کہی گرداب	سوج ہی بروی خمدار توستان ہی جباب ناخدا کیگی اگر نہ مین بہر آئی امبی آب
۶۰۲	منہ کو اوسکے صدف کو ہر دندان کیسے دست لکڑنگ کو مبی نجبہ مرجان کیسے	
۶۰۳	ران کی وصف مین ہر چند ہی شفاف پیا ساق پاشمع ہی ایسی کہ نہیں جہنم ہوان	پر صفائی ہی یہاں تک کہ پہلستی ہی زہان شمع متاب مین اسطر علی تنویر کمان
۶۰۴	مثل پروانہ ہی وہ کون جو شت ساق نہیں شمع فانوس مین ہی پانچی مین ساق نہیں	
۶۰۵	پای نازک ہی وہ نازک صفت پانچ خیال کھٹ پاصورت متاب مین ناخن ہیں بلال	سجدہ کرتی ہیں جسی کیسے کی زہرہ مثال نقش با طرفہ دکھاتی ہیں سر راہ کمال
۶۰۶	خوبصورت یہ دم جلوہ گری بنتے ہیں دیدہ جو کہی چشم پر ہی بنتے حسین	
۶۰۷	راست ہی مثل الف بیکہ وہ فربالا دل بنا دال تو ہی دال کہ ہو جان فدا	دال مین جسی الف دلیں ہی یوں کی علی شک نہیں ثابت ہی تل کی تصویر کیا
۶۰۸	آل سویل ہے تو پھر رنگ نرالا کچھ ہے جان کی خیر نہیں دال مین کالا کچھ ہے	

۱۵۱	شاعرانہ یہ سراپا جو کیا ورد زبان اسی کیا تو فی شباب وہ کروں گرم بیان	پہر مخاطب ہی کیا، کی کہ او شمع جان شمع کی طرح حسرتیں جسے تو ہو سوزان
۱۵۲	سکے ہر عضو کی تعریف تجھے حیرت ہو بوٹیاں دانتوں کی کاٹی جو ذرا غیبت ہو	
۱۵۳	دیکھ لی ہو سکی اگر گیسوی شبنم کا جال رنگ و رجا کی گری گریں رنگین یہ خیال	پڑی خیال میں دم بہر کا ہی بینا ہوا منہ کی رونق نہ ہی دیکھ کی زریا پیشال
۱۵۴	دل ہو زلف عرق آلود سے ایسا پانی ناتیا تو پیری ظلمات میں کالا پانی	
۱۵۵	دیکھ گیسو تو پریشان ہو گیسو کی طرح شوخی چشم ہنگامی تجھے آہو کی طرح	آگے ابرو کی جبکی شرم سی برو کی طرح گرمی ناز و آزادی تجھی جگنو کی طرح
۱۵۶	رخ سی پر دہ جواوٹھائی تو یہ شرم سے تو منہ چہا کر کسی جھلک کو نکل جاسے تو	
۱۵۷	مندی ماتو نہیں ملی اپنی جو وہ حور مثال اوسکو آجای جو آرایش نکال کا خیال	شرم سی زرد کہی تو ہو کہی چشم سی لال لنگھی چوٹی کا تو کیا ذکر ہی ہو زینت بال
۱۵۸	تھے دلپہ کی طرح کا قبا بوسیرا آرہ بنجائے تجھے شانہ گیسو تیسرا	
۱۵۹	سر دہری پانوں پہ تو منہ نہ لگاؤں تجکو گرمیاں اوس ہی کروں خوب جلاؤں تجکو	آئینہ اوس کے کفن پا کا دکھاؤں تجکو اگلی باتیں جو میں سب یاد دلاؤں تجکو
۱۶۰	روی تو میں کہوں چل دو ہونہ ڈانپ نکل پٹ شرم کی لکیر اب کہ گیا سانپ نکل	
۱۶۱	راہ میں سامنی آجای جو وہ غیرت ماہ زلف دیکھی تو جہان پوتر کی گندہیں سیاہ	آئینہ تیرا میں تری خاک سوچی تھی راہ برق آئینہ خسار پہ پھر سے نہ نگاہ

۱۱۰	آہوی چشم جو وہ شوخ د کسای تج کو خواب خر گوش تکثر سے جگا دے تج کو	
۱۱۱	نہ پہ جب نازی راہ لی تری الکی دکن ہونٹ چائی نظر آجای جو شیریں وہ دکن	جوش و خشت ہو تجھی چاک کری پیرا ہن دیکھی گردن تو نہ دست سی جگالی گردن
۱۱۲	حلقہ ناف و ذقن سی جو نگاہن لڑ جائیں غیر حالت ہو تری آنکھو غمین حلقی پڑ جائیں	
۱۱۳	نرسست سی لکھی جو تجھی ایک نظر شرم کی طرز کری جامی سی تج کو باہر	عقل زائل ہو پی بخیری کا ساغر جاتی ہن نیچ نگاہن کمین او پر او پر
۱۱۴	ہون تری موی بدن ہو کی پریشان کہری آنکھ پر آنکھ جو ڈالی تو کری کان کہرے	
۱۱۵	دیکھ آنکھو کو تو دل تمام کی تو کہنیچی آہ پردہ ہو فاش ترا دیکھ کی دزدیدہ نگاہ	صبح ہو جای غضب بھپے پڑی روز سیاہ بہاگی تو چور کی مانند ملی شج کو نہ راہ
۱۱۶	دل کو مضطر صفت طاثر پر بند کرے کوٹھری میں منجھی کا جل کی نظر بند کرے	
۱۱۷	نیچی آنکھو کو جو دیکھو تو بہت شرماؤ بالی پتی جو نظر آئیں تو تم پتاؤ پ	میٹھی باتوں سی کہانی میں پڑو چیتاؤ مند ہی دکھلائی تو کوٹھری لگی جل جاؤ
۱۱۸	اشک ہی آنکھو غمین بہر لاؤ تو وہ رونگری آنسو دیکھو کبھی غلغلا کے گھونکرو نکری	
۱۱۹	چشم جادو جو نظر آئی تو تو شرما جائے تیرگی چہرہ شغاف تیری جہا جائے	چار آنکھیں وہ کری تجھی تو تو گیسر آجائے زنگ سیلا ہوا بھی چاند گن میں آجائے
۱۲۰	کری اعجاز کا دعوی وہ صدم ہو ٹھون پر لب جان بخش ہی آئی ترا دم ہو ٹھون پر	

تیر مژگان جو لگای تو تری پشت ہو خم ٹھوکرین کہا کی کہی ہا ہی تم ہا ہی تم	سج غمزہ ہو وہ خاک کہ تو ہو بیدم سامنی تیرا لڑائی نہ زنی کہی وہ قدم
	منہ کی بہل ہو کی بھل حسن کی سید انہیں گری چاہ غصہ کی بچی چاہ زرخندان میں گرے
رخ روشن ہی نقاب لگی اگر وہاں ہو جا آستینوں کو جو دیکھی تجھی سودا ہو جا	جل بھی حق میں تری طور کا شعلہ ہو جا فاش اوس ساعد پر نور سی پردا ہو جا
	دامن شرم تلک ترک کری ساتہ ترا کوچہ چاک گریبان میں چپے ہاتہ ترا
حیرت آئینہ عارض سی ہو سکتا ہو جا دیکھتے سیرین جو وہ لب ل تر اکٹا ہو جا	سایہ زلف سیہ سی تجھی سودا ہو جا غیر ہو حال تیرا کیا سی ابھی کیا ہو جا
	آنکھیں اون تلو و نسی تو ہو کی قد ہو سٹے وہ تو مہندی ملی اور تو کلف افسوس ٹے
ہو خزان حسن جو کئی گل عارض کی بہار پارہ پارہ ہو جگر آگہ جو اوس سی ہو دو چار	جنش موسیٰ قرہ دیکھ کی تو کما سی خار بیٹہ جامی ترادل دیکھ کی سینہ کا اوہا
	اویسے آگے نہ کوئی تج کو قرینا آئی سینہ دیکھ تو خجالت سی پسینا آئی
آئی گریزم طرب میں کسیدن وہ مینوش چشم میگون نظر آجاسی تو اوڑ جائیں پوٹ	ساغر بخیر میکی رہی تو خاموش ہو بنا گوش کا سو جانی تو حلقہ بگوش
	سامنی اوسکے نہ باقی رہیں اوسان تری آنکھوں نسی آنکھیں کہلین کا نونسی ہون کا تھی
لہر پڑی کسی وز جو وہ دامن پاک روہ رو آئی پین کر جو وہ آبی پوشاک	صورت سوچ کر پی پنا گریبان تو چاک پانی بانی ہو رہی بروی حسن نہ خاک

	مانہ تیرانہ گریبان قبیلک پہونچے ایک ہی غوطہ میں تو تحت تری تک پہونچی	
۵۱۲	چیرنی کو جوہی وہ گل خندان تجھے ہو مقابل جو وہ سلطان حینان تجھے	روی تو کچہ نہ بن آئی کسی عنوان تجھے ہار ہو جاتری جیت لی میدان تجھے
۵۱۳	نرہی تاب ہواناز کا گھوڑا ہو جائے اوسکا موباف تری واسطے کور ہو جائی	
۵۱۴	خدمت آئینہ داری جو کری تو منظور خاصدان اوسکا اوٹھائی تیرا کیا مقدور	آئی دی وہ نہ قرین سر کند ہو غرور ساتہ ڈولی کی جو ڈوڑھی تو کھی ورمودور
۵۱۵	حق تو یہی تجھے ہر طرح سی باطل تجھے پانچونکی بھی اوٹھائی گئی نہ قابل تجھے	
۵۱۶	زیب زینت کا کیدن جو وہ سامان کری سوج کی طرح تری دلکو پریشان کری	صورت آئینہ کیسا بھی حیران کرے پانی پانی جو ہو تو اپنی طرف ہیان کری
۵۱۷	پہر تو کچہ تجھے نہ او کا فری پیر بنے اوٹ میں آئینی کی طوطی تصویر بنے	
۵۱۸	اس قدر حسن واد کی ہوا کے دہوم تو سی تجکو بھی ہوا پنی حقیقت معلوم	جو تری چاہنی والی ہن کرین گردہجوم مل کی ہر دم کف افسوس گہی یا مقسوم
۵۱۹	شکل یوسف جو اوسی لاون میں بازار دھین تو بھی بڑیا کی طرح آئی خسار و نہین	
۵۲۰	درسی نکلی تو تجھی صورت دیوار کرے عشقا زونکی نگاہوں میں تجھی خوار کرے	آپ نقطہ ہو تجھی صورت پر کار کری اک زمانہ تری معشوقی سی انکار کرے
	گل جو کہاتی ہن گریزان صفت ہو ہو جائین تو مسلمان ہو تو عاشق تری ہنس ہو جائین	

<p>ایسی شوخی پہ عجب حال ہی مجھسی اوسکا مہرینہ میں نگاہوں میں حیا دلین ونا</p>	<p>میں فدا اوس پہ ہوں میرے طرح مجھ پہ فدا دلکی صورت نہیں ہوتا مری پہلو سی جدا</p>
<p>۵۱۳۳</p>	<p>مجھسی برگشتہ تری طرح وہ محبوب نہیں اوسکو مطلوب نہیں جو مجھی مطلوب نہیں</p>
<p>۵۱۳۴</p>	<p>جب میں جاتا ہوں مجھی پاس نہ لیتا، دین میں سوار جو روٹھوں تو نہ لیتا ہے</p>
<p>۵۱۳۵</p>	<p>بات نکلی جو مری منہ سی وہی بات کہے دن کہوں دن وہ کہی رات کہوں رات کہی</p>
<p>۵۱۳۶</p>	<p>کام ہی میرے اطاعت اوسی آئندہ پہر خاطرین میری پہن کیا اوسی منظور نظر</p>
<p>۵۱۳۷</p>	<p>نیکہ مہر جو کرتا ہوں تو جی جاتا ہے غصہ کہا کر جو گہر کتا ہوں تو پی جاتا ہے</p>
<p>۵۱۳۸</p>	<p>الغرض میں سنائی جو وہ نہیں یہ تقریر غیرت حسن فی دکھلائی یہ اپنی تاشیر</p>
<p>۵۱۳۹</p>	<p>پہر جو بولی تو کہا ہوش میں آہوش میں آ اوگر قمار قضا ہوش میں آہوش میں آ</p>
<p>۵۱۴۰</p>	<p>خیر خیر ہے میاں ہوا کیا تجھ کو بات کرنی کا بھی آیا نہ سلیقا تجھ کو</p>
<p>۵۱۴۱</p>	<p>واہ جی زور یہ شوخی ہی نہی گرمی ہے منہ بناو کہ زبان خوب ہی چل نکلی ہے</p>
<p>۵۱۴۲</p>	<p>اتنا کھل کھیلنا انسان کو نہیں ہی بہتر بدرزبانی پیر زبان چلتی ہی کسی فنسیر</p>

	ایسی دیدی کی صفائی تو نہ دیکھی یہ سنی یہ دلیری یہ ڈھٹائی تو نہ دیکھی نہ سنی	۱۳۱
ابھی کل ہنگ زبان شہین بین تھی گویا سلطت حسن ہی پڑتا تھا بنجین عشا	بات کرتی ہوئی منہ خشک ہوا جاتا تھا آنکھ نہ دیکھ سکتی تھی سر تو اوٹھانا کیسا	
	روح تھراتی تھی برس ہم ہین گرد دیکھتی تھی کانپ جاتی تھی جو ہم بہر کے نظر دیکھتی تھی	۱۳۲
آنکھ نہ کھلائی سی مرقی تھی اجمی تم ہو وہی بات کرتی ہوئی ڈرتی تھی اجمی تم ہو وہی	سامنی آنکھ نہ کرتی تھی اجمی تم ہو وہی دبکی آگئی سی گذرتی تھی اجمی تم ہو وہی	
	راہ میں بھی جو کہی سامنی پڑ جاتی تھے اوٹھ نہ سکتی تھی قدم خاک میں گر جاتی تھی	۱۳۳
یاد ہی آگئی بھی ہمیر کہی منہ آتی تھے آگئی بھی آپ سی انداز سی اتراتی تھے	آگے بھی ہمیر کہی فقری کہی جاتی تھی آگے بھی ہمیر سیطر حسی جھنجھلاتی تھے	
	برہی کی کہی آگے بھی لیا کرتے تھے اس ڈھٹائی سی کہی بات کیا کرتی تھی	۱۳۴
ساری قصیر جاری ہی قصور آپ کا کیا منہ لگایا تمہیں ہمیں یہ اوسکی ہی سزا	رحم ایسوی نہ کرتی نہ اوٹھاتی صدا سر چڑیا تمہیں ہمیں یہ ہمار ہی خطا	
	کچ اداؤں سی مروت نہ ہمیں کرنی تھے بیوفاؤں سی محبت نہ ہمیں کرنی تھے	۱۳۵
طرہ ان سب پہ یہ ہی چال بھیجی تھی کیا کستی میں ہمیں نیا یا کیا ہے پیدا	زور گرمی نئی شوخی ہی نیا ہے فقرا اوسکی زلف ایسی ہی رخسار ہی اوسکا ایسا	
	یہ سچ ہی ماتہ آپ کی ایسا ہی ہے دلبر آیا لپٹے مجھے کہا اور مجھے باور آیا	

نئی تمسید اوٹھائی ہی اجی کیا کسنا	واٹھ کیا بات بنائی ہی اجی کیا کسنا
کیسی دیدی کی صفائی ہی اجی کیا کسنا	خوب بی پرکی اوڑائی ہی اجی کیا کسنا

کیون نہو واہ نئی طرح کی چالاکی ہے	اسکو چالاکی منہن کنتی ہن بیباکی ہے
-----------------------------------	------------------------------------

چشم بد دور نیار ملا ہے انکو	ہمے ہتر کوئی دلدار ملا ہے انکو
کوئی یوسف سر بازار ملا ہے انکو	جان جینگی خریدار ملا ہے انکو

اوسے معشوق محل اپنا لگائیں گی یہ اب	پوچھنا کیا ہی مری خوب اوڑائیں گی یہ اب
-------------------------------------	--

اب وسی آئینہ رخ کی یہ حیران ہونگے	اب وسی زلف پریشانی پریشان ہونگے
اب وسیکی لب جان بخشش بیان ہونگی	اب وسیکی نگہ ناز پہ تیراں ہونگی

کیون پسند آئیں گی انب ز ہمارے انکو	سچ ہی کیون بہائیں گی انداز ہمارے انکو
------------------------------------	---------------------------------------

چلو جی خوب ہوا ہمیں ہی فرصت پائی	مٹ گیا مفت کا خنجال فراغت پائی
جان جھکری سی چٹی روز کے راحت پائی	سیجمن تکو ملا ہمیں ہی دولت پائی

تم اوڑایا کرو گلچتری وہاں بے کشتکے	اپنی بھی چین سی گذریگی مہسان بی کشتکے
------------------------------------	---------------------------------------

غمرہ خونریز ہی عشوہ ہی ہمسا راجلاد	رات دن رتھی تھی ان دونوں کو شوق سید
جھکڑی ہر روز راکتی تھی ہر روز فساد	خوف ہوتا تھا کہ ٹیڑجی نہ بیڑ ہوتا تھا

تغ ابروی غضب کام نہ اپنا کر جائے	نگہ قہر سے مجھ سے نہ کوئی مر جائے
----------------------------------	-----------------------------------

پہر لگی کنتی کہ او تیز زبان او طرار	لو فواد شمن و آوارہ مزاج او عیار
اوپر گندہ دل و دشمن او دل آزار	بی ادب ہرزہ دریا وہ سرد باد اطوار

	اب کہی نام ہمارا جو زبان پر آیا جان لی قہر خدا تجھ پر آیا	۱۲۲
کھلی یہ کہنی لگی جی مین ذرا تو شرما آج کتا ہی کہ وہ یار کیا ہی پیدا	ابھی کل تعلق یہ کتا تھا کہ تم ہو کیتا جو کہین صورت و سیرت مین ہی تھی چھا	
	خیر صاحب وہی کلفام مبارک ہو تمہیں ہم ہوئی خار گل اندام مبارک ہو تمہیں	۱۲۳
پروہ محبوب کمان و سکویہاں بلواؤ یہ تو کیا دخل کہ تم میانسی قدم سر کاؤ	کیسی صورت ہی کس انداز کا ہی دکلاؤ آدمی اوسکے بلائے کو مگر بھواؤ	
	ایک اشارا بھی تمہارا وہ اگر پائے گا تابع حکم ہے فی الفور چلا آئے گا	۱۲۴
زلف و رخسار ڈرا ہم بھی تو دیکھیں اوسکی ناز و انداز واداسم بھی تو دیکھیں اوسکے	لب عجا ز نما ہم بھی تو دیکھیں اوسکے غمرہ ہوشں با ہم بھی تو دیکھیں اوسکے	
	ہم بھی دیکھیں کہ وہ آشوب جہاں کیا ہی سامنی لاؤ تو جی ہی وہ کمان کیا ہے	۱۲۵
صید کی تاک مین تھی ہی شہباز نظر فلک پر خیم مین جلا و غضب ہے مضطر	خون لہلہ کا ہی شتاق ادا کا خبر جستجوی رگ جان مین ہی قرہ کا نشتر	
	سامنی لاؤ جو اوسکو تو نیارنگ کرین خیر ناز واداسی ابے چورنگ کرین	۱۲۶
ترک غمرہ ہی سنبا لی ہوئی شیر دودم ماتہ عارض پہ دھری کھاتی تہن آن کی تم	صف قرغان کا یہ غیر تھی ہوا ہے عالم اگی آئینا فرشتہ بھی تو چوڑین گی نہ ہم	
	قول ہی چشم سخن گو کا کہ ہم اول حسین کا کونو ہی یہ دعوی کہ میان سوبل ہیں	

سوی چشم فوساز کا ہر دم ہی کلام	قتنہ خشر کو سابی میں میری ہے آرام
چلتی ہی تیغ قضا لیکے مرا نام مدام	چار شہی کا جو دعوی ہی تو آئی خود کلام
دھانوں کی اوس پہ غضب قرار لے بنکر	
پھونک دوں گی میں سر اپا اوسے بجلی بنکر	
زلف کتنی ہی کہ آئی تو مقابل میں	ماری کوڑوں کی اوڑا دوں گی میں تیرے کھلی
غیر ممکن ہی مری جالسی مہنکر نکلے	بل کری لاکھ چھوٹی و دھری مہندی سی
دور سے سایہ نظر آئی تو مشکین کس لون	
سامنی آئی تو اوڑنا گئی بنکر دس لون	
نیچے کھتی ہیں ابرو کی میری کسب کسب کر	لاؤ میدا نہیں تو دکھلائیے پہاڑ اپنی جو سر
لاکھ ہوتے رنگ لاکھ ہو وہ شمع نظر	نرگین وار کمان تیغ قضا کی ہی سپر
سامنی ہو تو حقیقت ابھی ساری کمل جائی	
جو ہر اپنے جو کھلیں و سکی بھی قلعی کھل جائی	
ساعتہ بنی کری کام یہ دندان کی چمک	ہو چکا چونداوسی جای وہیں آنکھ چمک
نہ سنبھلے دی اوسی شعلہ عارض کی لپک	طرہ ان و لون یہ ہو جبہ روشن کی جھلک
ٹھوکرین کھا کی گری دیر ذرا ابھی نہ لگے	
گر ٹپری چاہ زرخندان میں پتا ابھی نہ لگے	
گات کتنی ہی کہ مچھ میں کرامات کی بات	ہو مقابل جو مری حسن پر نیرد ہومات
مونگ چھاتی پہ دلون و سکی جو آئی بد ذات	شفق لون کی کہیں نہ لگتی ہیں عالی درجہ
گروہ جی چوڑ کے بہا گاہی یہاں سی جھلک	
بیریان پاؤں کی بنجائیگا جو بن دھلک	
زلف کی طرہ سی بل کھا کی یہ کتنی ہی کمر	ایسی آنکھیں تو کمان و سکی جو نہیں نظر
بان مگر اوسکو جو ہو سوی عدم قصد سفر	جادو راہ کی مانند خون میں رہا سر

	چو کرمی بھول کی رہی جامی وہیں آہوے ناز کرمی ہو کی بگر جاسے گیت انداز	۱۶۵
زانو و ساق بھورین کی یہی ہی گفتار پاؤں بھی وہیں نہ دبو اون کر لی کھرا	ہمکو دیکھی تھی نہ زانو سی و مٹی سے زینسار کف پا چو نوئی ندون ماتہ وہ دوڑی ہزار	
	تو سی داغ پہ وہ داغ برابر کسانے ہر قدم پر روشناس ناز سے ٹھوکر کھامی	۱۶۶
الغرض خوب ہی وہ جوش میں آ کر برسا لیکن اسپر بھی شہر رتسی نہ میں باز آیا	ساتھ میکروسی بھی منہ میں جو آیا سوکھا گرمی صبح سی سو جہا مجھی اور اک فترا	
	دفعۃً اوٹھ کی کھامینی کہ لو وہ آئے ہوش میں آواجی فکر کرو وہ آئے	۱۶۷
یک بیک سنکی وہ سن تگو پہلے چچکا دشمنوں کو نہ ہوش سہرا پا کا ذرا	سوی دراوٹھ گئی آنکھ آپ بھی گہری آٹھا کھائی ٹھوکر بھی ہوا سہری چوٹہ بھی جدا	
	دوڑ کر مینی سنبھالا تو سنبھل کر اوٹھا شکل گویا دل بیتاب سے جگراوٹھا	۱۶۸
زنگ و س گلکی نزاکت فی نیاد کھلایا یون خجالت کو مٹانی لگا یون فرمایا	منہ دہوان ہو گیا آنکھوں میں اندھیرا آیا سچ ہی پر یون کو بھی ہو جاتا ہی اکثر سایا	
	دل دھڑکتا ہی نظر کچھ نہیں آتا ہم کو جی کھی میں نہیں یارب یہ ہوا کیا ہم کو	۱۶۹
	لکھی مجھ سی یہ کھا آپ اب آرام کریں جائیں خلاص و سی سحر و شام کریں	
	چھٹر کا ہوتا ہی انجام بڑا یاد رہے ہمنی کیا جانی کیا پاس کیا یاد رہے	

<p>عشق میر تازہ ہوا جوش میں الفت آئی جھکوبھی سمجھائی تو اپنی طرح ہر جائی</p>	<p>اولیٰ باتو نہیں جو مینی یہ لگاؤ پائی گر پڑا پاونہ کی عرض نہی دانائے</p>
<p>سوز دل تہا یہ فقط سے طلبگار ہیں ہم تو سیحابی وہی اور وہی بیمار ہیں ہم</p>	<p>۱۶۵</p>
<p>منہ دکھائی جو پری منہ نہ لگائیں اوسکو بنکی خورشید بھی آئی تو جلا میں اوسکو</p>	<p>حور امی جو کہی راہ بنائیں اوسکو ماہ بھی ہو تو ترانہ بنائیں اوسکو</p>
<p>لاکھ دل ہوں تو قد صورت پر واندہ کرین شمع رو تیکے سوا غیب کے پر واندہ کرین</p>	<p>۱۶۶</p>
<p>تھکو معلوم سینو کنی ابھی کیا انداز طاقت صبر بھی کچھ چاہی اسی بندہ نواز</p>	<p>سنکے تقریر مری کہنی لگا وہ طراز تمنی دیکھی نہیں نیا کی نشیب اور فراز</p>
<p>بی شقت کوئی نہ ہو گستاخی ہر از کمان جب تلک سوز محبت میں نہو ساز کسان</p>	<p>۱۶۷</p>
<p>گوش گلکی لی تب شک ہوئی و سکی گھر نام روشن کیا تب مجہا نہیں کیے</p>	<p>افت گل میں جو بیل کا ہوا چاک جگر جلکی پروانہ جو محفل میں ہوا خاستر</p>
<p>عشق میں شان زلیخا فی شہانی پائی پیر سو کر غم یوسف میں جوانی پائے</p>	<p>۱۶۸</p>
<p>بی چہری دامت و فل ہو گئی الفت میں جلال اتنی سی باتیں آنی لگی غیروں کی خیال</p>	<p>قیس فرما دو کیا کیا نہوی رنج و ملال ہو جو غیرت تو طمانچہ کنی کرو منہ کو لال</p>
<p>چار دن مٹی محبت نہ بھی دیکھ لیا کیا تک حوصلہ ہو جاو اجی دیکھ لیا</p>	<p>۱۶۹</p>
<p>عاجزی سی میری ڈھیلا ہوا وہ شکست صحت عیش جو آگ تھی ہوئی بار در گھر</p>	<p>شکر صد شکر امیر تو کیا غم کا اثر رکھ لیا پاونہ زانو پہ اوٹھا کر میرا سر</p>

یارِ اِجاب نہ اِجاب کی نظروں سی گرین
ون پہری جیسی مری ویسی زمانی کی پہرین

تمام ہوا



یاد ایام که شوخی کایه اندازنت	جلوه حسن و احوال پروازنت
شمع فانوس بیان شعله آوازنت	اک جهان کشته تیغ نگه نازنت
آنکسین خونریزه زمین خجسته قاتل کی طرح	لوٹی تھی دل عشاق نہ بسمل کی طرح
باتون پر دیشی نکلاتیا تمہارا باہر	صورت آئینہ تھی خانہ نشین شام و صبح
صحن ملک بھی نہیں لان ہی نامہ اسفر	ڈرتی ڈرتی کسی جاتی تھی اگر جانب در
دیدہ نقش قدم سی نہیں شک جاتی تھے	ویکے رسیا کی کوہ سہراہ چپک جاتی تھے
اگنی ریشم تھی ٹکونہ زینت سی خبر	مسی ملنی کانہ لپکاتہانہ سر نہ پ نظر
ماتہ مند سی تھی پنجہ مرجان اکثر	آتش رنگ خناسی نہ جلاتی تھی جگر
دامن زلف ملک دسترس شانہ نتا	آئینہ پر تو عارض سی پرینخانہ نتا

بوسی عارض سی مضر تمانہ یون کشن دہر
قلزم حسن سی وٹہتی تہی نہ بیدا دکی لہر
نہ او گلتی تہی کہی نفعی کیسویون زہر
شہر و ماہ رخ صاف نہا شہر شہر

جان آفاق تہی عاشق و لیکر جمال
کینچ کی جاتی نہ تہی شہر سرین تصویر جمال
سیکڑوں مینہ حسن کی حیران کب تہے
اتنی وحشت زدہ نرگس قتان کب تہے

لاکھوں کیسوی پریشان کی پریشان کبھی
استدر شتری سب نہ سخدان کب تہے
کوپر یون آتہ پھر مصر کا بازار تہا
تمتو یوسف تہی مگر کوئی خبر دیا نہ تہا

کون تہا میکسوا چاہنی والا صاحب
میکر چاہت سی ہوا رتبہ دو بالا صاحب
خانگی ماہ تہی تم اور مین مالا صاحب
میکر بد نامیونسی نام نکالا صاحب

فکر کی مینی بہت حسن مین تب طاق ہوئی
نئی مضمون کی طرح شہرہ آفاق ہوئی
سیر پر تھکو نظر تہی نہ تماشی پہ نگاہ
ماہتابی پہ نہ چڑھتی تہی کہی شام و بچاہ

مشل یوسف کہی دیکھی تہی نہ بازار کی را
بلکہ خورشید فی دیکھا تمانہ سایہ ماہ
شوخیان طبع مبارک مین یہ ز نہا نہتین
کھرکیان گھر کی کہی جانب بازار نہتین

روز ہوتی تہی نہ یون پھولوں کی زیور کی خرید
اک بہان گو کہ تماشناق بزرگ رعید
خزودیا کی پی جامہ تہی قطع و برید
پر نہ حاصل تہا کیسویون نہ گفت و شنید

جمع ہوتی تہی نہ یون اہل غنا شام کی وقت
قصہ گو یونکو ملاتی تہے نہ آرام کے وقت
اب جو ربات مین کیا ہوئی ماشاء اللہ
مائل سیر و تماشا ہوئی ماشاء اللہ

عربہ جو ستم آرا ہوئی ماشاء اللہ
غیر ہم غیر احباب ہوئی ماشاء اللہ

	جگہنشی آپکی محفل میں بڑے بہت ہیں منظر ہم پس دیوار کھڑے بہتے ہیں	۱۱۰
اتحان و تم شیر عداوت ہمیر ظلم و جور و ستم و غواری دولت ہمیر	یہ نہ سمجھے تھی کہ سوگی یہ قیامت ہمیر غیر لوٹیں گی غری آئیگی آفت ہمیر	
	کچھ ہوا خیر تھا کچھ اور گمان درویش قہر درویش تہدیت بجان درویش	۱۱۱
دلربا دی کی دل ای یار بنا یا کسنی ساری معشوقوں کا سردار بنا یا کسنی	دکھین سوچو کہ طر حدار بنا یا کسے اس طرح کا تمہیں عیار بنا یا کسے	
	کب لہجہ تھا تمہیں زینت و زیبائی کا کسکی صدقی میں یہ شہرہ ہوا رعنائی کا	۱۱۲
بیوفائی پہ چلی راہ وفا بھول گئے بچھلی باتوں کو تم اسی ماہ تھا بھول گئے	ساری احسان مری نام نہا بھول گئی ذائقہ مہر کا الفت کا مزا بھول گئے	
	اب تو دل و در دماغ اور ہی شان و رہی ہے آن بان اور زبان اور بیان اور ہی ہے	۱۱۳
گھر میں شگامہ بازار ہے اللہ اللہ دم نکلتی میں وہ گفتار ہے اللہ اللہ	رات دن صحبت اعیار ہے اللہ اللہ دل میں پال وہ رفتار ہے اللہ اللہ	
	آئین احباب قدیمی یہ اجازت ہی نہیں کنگھی چوٹی سی کسیدم تمہیں فرصت ہی نہیں	۱۱۴
درد دل در دگر سوز درون خشکی لب آنکھیں بیمار و نگی میں شربت دیدار طلب	عام چاہت ہوئی اشتاق کی بیمار ہیں گرم بازار اداس و طبعیوں کے مطلب	
	خوش دوا ساز ہیں بن الی ہی عطار و نکی ڈولیاں روز چلی آتی ہیں بیمار و نکی	

گوئی جاننا تری کوچی سی اب ہستی ہین خجھرنا زسی لاکھوں کی لگی گستی ہین	جا بجا بیٹھی ہوئی نام تراستی ہین شربت مرگ کی پیاسوں میں قدر جوتی ہین
خون غریبوں کی روان کب صفت آہین کس پر کوچہ ترا سنگ قصا اب نہیں	
روز چپ چپ کے چلی آئی میں غیر فکی پیام اونسی ہوئی میں اشاروں میں لگاؤ کی کلام	کنڈیان بیسن بیکر نہیں لڑتی ہین سال آیت ہی چاہوں تو کون نام بنا
خط پہ خط آئی ہین پوشیدہ نہیں یادوں پر بیٹھی رہتی ہین کبوتر تری دیواروں پر	
رات دن صحبت اختیار رہا کرتی ہے طبع تمسی مری نیزار رہا کرتی ہے	بزم انہیں لوگوں کی بازار رہا کرتی ہے گر دغم جھین دیوار رہا کرتی ہے
خیر کیا واسطہ بہتر ہو اگر عورت سے تم نازا و ٹھوٹو یہ سب کسے مزدور سے تم	
ہسی ولجی ہوئی گفتار ذرا اور سنو بیرخی ہسی یہ ہر بار ذرا اور سنو	ہسی اوکھڑی ہوئی رفتار ذرا اور سنو ہم رکاوٹ کی سزاوار ذرا اور سنو
دور غمخیز ہین یہ سرکار کی دانائی سے ایسی چالین رہن صاحب کسی ہر جانی سے	
خیر تمکو جو نہیں پاس ہمارا صاحب کہین وابستہ اگر دل ہی ہمارا صاحب	سحر الفت سی کیا ہمنی کنارا صاحب سلسلہ قطع ہی کب یہ گوارا صاحب
آپ کے دلمین محبت کا اگر نام نہیں خوش رہو خوش رہو بند کیو بی کی کا نہیں	
بد بلا تم کو تو میں ایک لکھش ہم ہے تجو پر و انہیں تو تپ نہیں غش ہم ہے	برق روشن تم ہو تو پر کالہ کش ہم بھی ڈھونڈ لینا کوئی محبوب پوش ہم بھی

دل ہی بلسل تو کمان چہرہ گلزنگ نہیں پانو نہیں لنگ نہیں ملک خداتنگ نہیں	
پہول گلشن میں بہت قاف میں پریان کو ماہر روز پر جین مہر درختان کو	بہر خواص عدن میں در غلطان کو دل ہی دینا ہی جو منظور تو خواہان کو
جگمگا کوئی جا ماہ جبینون کا نہیں شہر آباد ہی کیہ کال حینون کا نہیں	
شمع وایا نکالون کہ جلاؤن تم کو اشک بنجاؤ تو نظر ونسی گراؤن تم کو	تو سہی ناک میں ہم ہو یہ ستاؤن تم کو آنکھیں کھلی جائیں وہ خورشید کماؤن تم کو
نہ ملون کلمی خوشامد کے جوارشاد کرو بہول جاؤن تمہیں ایسا کہ بہت یاد کرو	
تم بھی کیو تو کہ وصل علی وصل علی کم نہما جیسی کہ خورشید کی پہلو میں ہوا	ڈھونڈ کر کوئی طرح دار نکالون ایسا ذرہ تم سامنی او سکی ہو وہ خورشید لقا
فخر خوبان جہان چیت بھی چالاک بھی ہو اپنے غمزی کی طرح قائل بیباک بھی ہو	
گرم شب تاب کی مانند اوڑائی تم کو آپ تو برق بنی ابر بنائی تم کو	چاند سا چہرہ شب بہ جو دکھائی تم کو گرم صحبت ہو تو سنسنیس کہ رو لائی تم کو
سامنی او کے کمان دانش و فرنگ ہی بات صورت غنچہ نہ نکلے دہن تنگ سے بات	
کنوین جنکو اسی تمہیں چاہ زرخندان کا طوق ہو تم کو نہ نوسا گریبان او کا	دام میں لاسی تمہیں کیسوی پیمان کا داغ دی چاند سا رخسارہ تابان او کا
عرق شرم حضور گل رخسار کے سر حیکالو جو نظر ابرو رخسار کے	

کان گلابی ن کرو آنکھ کی شوخی نظر	آنکھیں تیرا ن جو کانوں کی نظر آئیں گھر
ہو نہ کاٹو جو پڑی آنکھ لعلین پر	نیت کردی تمہیں نظارہ عقیق گھر
رنگ فوق ہوشکم صاف کی نظاری سے	حلقی آنکھو نمین پڑکین ناف کی نظاری ہی
زلف پر سچ کری تمکو گرفتار رسن	کنوین بین ڈوب مود کیکی وہ چاہ ذوقن
تنگ جینی سی ہونہ گام تماشا ی دہن	صبح کردی جو نظر آئی سیاض گردن
کینچی رشک صف شرکان کی خلش خار و نمین	آتشین چہرہ لٹائی تمہیں انگاروں میں
دلو دیکھا ہو کہ کی جو چک آئی نظر	دم میٹرک جامی جو تہنو کی میٹرک نظر
درد دل چکی حسین کی جو چک آئی نظر	غمسی لٹ جاؤ جو کیسو کی میٹرک نظر
سینہ صاف جو سر مشق تصور ہو جاے	شکل آنکھ ہو سکتا یہ تحیر ہو جاے
دیکھو وہ لعل مسی زیب تو شامت آئی	سرگین چشم سی آنکھو نمین اندھیرا چائی
زلف کج تمکو تقدیر کی کجی دکھلاے	راستی قامت موزوں کی قیامت دکھلاے
بیگلی دلمین ہو پیدا جو گلانی دیکھو	کیا ملو تا تہ جو وہ دست حسائی دیکھو
کبھی آمادہ جو ہو قص یہ وہ مایہ ناز	ایسی بچہ جاؤ کہ تم فروش ہو یا انداز
شمع سان چوٹ ہو دلمین یہ پیدا ہو گدا	نیش عقرب ہو تمہیں جنبش شرکان دراز
خشم آلود نگہ زہر کا دی جام تمہیں	سانپ بن بنکی ڈسی زلف سیہ نام تمہیں
گر پڑی اشک جو آنکھیں کہی آنکھوں لڑیں	پہول سی چہر لسی لالی تمہیں جینی کی پڑیں
باتیں رنگین وہ کری منہ سی گل تازہ جڑیں	خار ہو تمکو یہ پھانسیں دل نازکین لڑیں

	سرو آنا جو قدرت دکھائے تمکو خوب رسوا کری چند ہی پہ پڑی مای تمکو	
پہتیاں لیں کی تمہ کہ چہا جائیں وہب بہاگتی راہ نیا وہ گری برق غضب	ایسی آوازی کسی نہ لکین آپ کی لب گرمیوں پر گر آجای نہیں جایی عجب	
	گرم فقرہ اوسے ہر وقت وہ موزون سوچی قافیہ تنگ کری تمکو نہ مضمون سوچے	
جاتی ہیں ساری حسین کر کی وہاں طیار کشتا لیں کہ زمین بوجہ سی جکی عاری	میں کی ہوتی ہیں بہت شہرین بہار ہی ہاری شہر اٹھا ہوا ہر سمت سی سڑکین جاری	
	امرا جتنی ہیں سب سیر کنان ہوتے ہیں عشق باز و نکی ہی انبوه وہاں ہوتے ہیں	۵۳۴
اوسکو بھی نیکی اوس میں بھی ہم کی سنگا بند تھی ہی کسی حضور اہل تماشا کی قطار	اب کی جاؤ گی کہیں ہو کی جو گاڑی پہ سوار دیکھیں ہوتا ہی ل آفاق کاکس کلینر	
	تو سی کوئی نہ پوچھی نہیں گاڑی مانگو تالی بچ جایی بہت خوار ہو غلین جہاں کو	۵۳۵
دیکھو گس رنگ سی کرتی ہونے ملنی کا پیام آئی ہی ہی چشمہ مخمکو کا کلام	بس امیر اب نہیں باقی ہی شکایت کا مقام غمرہ کہتا ہی کہ اب غیر کا ہم لینگے نہ نام	
	تمہا جو اندیشہ تمہارا وہی اب کام آیا چپ ہو چپ رہو لو صلح کا پیغام آیا	
واسوخت امیر تمام ہوئے		

امانت

سید آغا حسن صاحب مغفور متخلص بامانت ابن
 میر آغا ابن سید علی ابن سید تقی ابن سید علی ضو
 شمدی کلید بردار روضہ جناب علی موسی رضا
 علیہ السلام و آلف الف تحیتہ و الثناء ابن سید آغا حسن صاحب
 امانت مغفور رحمۃ اللہ العزیز من پیدا ہوئے او
 بیس برس کے سن تک ان مغفور عالی طبیعت کو
 تحصیل علوم کا شوق رہا نپدر ہون پر
 شعر گوئی کی طرف طبیعت کو رغبت ہوتی دو جا

سلام تصنیف فرمائے اور س زمانہ بین میان دیکر جمیع مہر شہ گوی اور سلام گوی
 بین استاد کامل تھی اور والد ماجد سے ان مغفور کے اور بیان دیکر صاحب سہی نشا
 بعلوم اتحاد تہا اس سبب سے صاحب مغفور کو انکی والد ماجد بیان
 دیکر صاحب ریاس لیکے اور کہا کہ تہا متناہون کہ رہند نہ اوہ آپکی علم و کمال سے
 مستفیض ہو یہ لکھی وہ سلام پیش کی بیان دیکر صاحب فرماون سلامون دیکر لکھا
 تعریف کی اور کہا کہ تہا میں جیسا یہ طبیعت پائی ہو تو انتہا میں درجہ کمال حاصل ہوگا
 یہ لکھے ان سلامون پر جا ہوا اعلیٰ دہی اور امانت شخص تھو نہ کیا کہ دنون ہونہ
 سلام گوی دہی بعد اسکے طبیعت غزل گوئی کی طبع رجوع ہوئی غزل لکھا بیان دیکر صاحب
 صناعی انہون نوہر کیا کہ میں غزل نہیں کہتا اسوجہ سے اسکی اصلاح میں معذوریہ ان
 ولسیہ بجای خود غزل گوئی اختیار کی قصہ مختصر ہیں پس کوسن میں بسبب امراض بارہ خود
 زبان بند ہو گئی اور نذر ریحہ تحریر کا حکم کرنا اختیار کیا ابھی رافی خاموشی میں شعر گوئی درجہ کمال کو
 پہنچی اور مرا اور شرفا اور شعرا پر شہر شائق مداح ہوئی اور اکثر لوگ شاگرد ہوئی اسی طبع
 میں شاعرانہ عالمی فار صاحب عالم فرمایا ہون بخت بہادر ہی بہ اعلان مشاعر میں شاگرد ہو
 گئی برس میں بکوشش انہون نوہ دیوان الکامع کیا اسی اثنا میں ایک دوست نہایت
 عاشقانہ اور دلچسپ ایک سوئس بندہ نکلا ایک دوست نوہ واسوخت انسویا لیکر
 اپنی پاس بند کر رکھا در کہا کہ اسوخت بخت پر در فرما ہوگا کہ سو امیر اور کسی لکھی دوست
 شاگرد کے پاس نہوگا انہون فی بہت اس اسوخت کو مانگا مگر انہون نوہ دیا اس
 واسوخت کی کہ میریہ واسوخت مشہور کہ تین سو سات بند کا ہے مشہور ہے ہری میں
 تصنیف کیا اس اسوخت کو تصنیف کر نوہ میں تین بار اسی علیل ہوئی کہ نوبت ہلاکت کی
 پہنچی تھی ابھی اسوخت مذکور ناظم تھا کہ اوکو شوق زیارت عبات عالیات پیدا ہوا
 شہر ہجری میں زیارت سے مشرف ہوئی اور بہت معجزہ جناب امام حسین بعد دعا کی جواب
 بند ہو گئی تھی خود بخود دروضہ میں بعد دس س گویا ہو گئی اس ولسیہ باتیں کی لکھی ہو گئی

گفت زبان میں نامبرگ رہی ایک برس میں زیارت ہوئی مفسر ہو کر پھر وارہ لکھنؤ پہنچے
 اور واسوخت نام کو تمام کیا اور ۱۲۶۳ ہجری میں ایک محفل قرار دی کہ تمام ائمہ
 و رؤسا اور شعرائے شہر جمع ہوئے اور یہ واسوخت ایک جلسہ میں پڑھا گیا بعد ازاں
 یہ واسوخت صد بار شہر و نواح میں پڑھا گیا اور آج تک چھپنا جاتا ہو بعد اسکے اس باب
 فرمائش کی قصہ راجہ اندر اس طرح نظم کیجیے کہ حسین غزلیں اور شنوی اور شر اور ٹھہرمان اور
 داری اور ہولیان اور سبت اور سانوں اور چند ہون کہ اس زبان میں بھی طبیعت
 کی جوہر اور ذہن کی رسائی دیکھیں سبب اسرار و دوست و یار چارنا چار ۱۲۶۳ ہجری میں یہ
 قصہ تصنیف کیا اور اندر سبھا اوسکا نام رکھا کہ آج تک خاص و عام کی زبان پر جاری رہی مگر
 چونکہ اندر سبھا کا تصنیف کرنا خلاف شان تہذیب جناب مغفور تھا اس لیے اوس کتاب
 سے اپنا تخلص نکال لیا اور جابجا تخلص کی جگہ نقطہ اوستا در کھدیا مگر عاشقانہ
 دیوانگی غلو نہیں جو تخلص امانت تھا وہی باقی رہا پر دیوانے چند غزلیں اور مسدس
 اور مخمس اور ترجیع بند جو تخلص نکال کے ایک جامعہ کے اور گلہ سترہ امانت اسکا
 نام رکھا اور جب یہ مجموعہ و مغفور زیارات عقیات عالیات سے مشرف ہو کر آنے
 مشربہ گوئی اختیار کی تھی پہلے پہل مشربہ زمیہ ایسا کہ اسکا سوجدا اس مجموعہ کی ہر مشربہ
 ایسا مرغوب خلایق ہوا کہ اہل مطبع نے بسبب شہرت کے چھاپ دیا بعد اسکے سو
 سو اسو مشربہ زمیہ و زمیہ فصیح و بلیغ محاورہ اردو میں تصنیف کیے بعد اسکے مغفور کو
 شوقِ پیلیان اور چیتان اور معاکنے کا ہوا کہ بڑے بڑے مکتہ فہم اور جزیر
 اوسکے تباہے اور بوجہ میں عاجز آئے قصہ مختصر شہر جامی الاول کی ۲۸۔
 تاریخ روز سہ شنبہ کو قریب شام ۱۲۶۳ ہجری میں عارضہ اسفستک سے انتقال
 کیا اور شہر لکھنؤ میں قریب امام باڑہ آغا باقر مسافر خانہ میں دفن ہوئے بعد ازاں
 دو فرزند از جمند چھوڑے ایک سید حسن صاحب لطافت و وسوسے
 سید عباس حسن صاحب فقط



پاؤں اس راہ میں رکھ کر کہے گمراہ نہو حسن یوسف بے نظراتے تو کچھ چاہ نہو	عشق کے حال سی یارب کوئی آگاہ نہو عرقِ کبیرِ غمِ داندوہ میں دل آہ نہو
مثل ہاروت اسیرِ چہ بابل ہوئے دل مگر زہرہ جبینون یہ نہ مائل ہوئے	مطلع
دوم	
خاص میں شور میں محبت کی خبر عام نہو ابتدا عمر میں الفت کا سراپا جام نہو	عشق کے نام سے یارب کوئی بدنام نہو انتہا سچ کے وارفتہ خود کام نہو
نہ گرفتار قدِ غیرتِ شمشاد رہے سیر کی طرح سے اس باغین آراؤ رہے	مطلع
سوم	
قصہ عشقِ صنمِ خلق کا افسانہ نہو گل کا بلبل نہ بنے سخی کا پروانہ نہو	یا خدا حسنِ برپی کا کوئے دیوانہ نہو کوئے دلِ شیفتہ جلوہ جانا نہو
تیش آتشِ حسرت سے تپ دق ہوئے پر کئے رشکِ سیجا کا نہ عاشق ہوئے	

یا اے کوئے اس عشق کا مجھ پر ہوا
خوابش حسن میں رسوا سہ بازار ہوا

کب سے رنگ سے مانوس نہ اصلا ہوئے
دل دانا کو نہ اس حبس کا سودا ہوئے

عشق وہ گل ہے کہ دامن میں ہن جکے خار
عشق وہ میوہ ہے جس میں نہیں لذت زہار

عشق وہ شمع ہے جس میں نہیں سیا دیکھا
عشق وہ غنچہ ہے جس کو نہ شگفتا دیکھا

یہ وہ ہے سرور فریاد کے دل نازناں
یہ وہ ہے دامن کے پائیدار بن جس کا صیاد

یہ نفس وہ ہے کہ دم بند ہے انسانوں کا
یہ وہ دانا ہے کہ دل آب ہے نادانوں کا

جس دہر میں وہ سبز قدم ہے یہ سحر
گرم رفتار ہو گشت میں ہوا اسکے اگر

روشن کی طرف رخ کہے اس کا ہو جا
پوشش خار کو گل سو گئی کاتا ہو جا

یہ وہ گھن ہے کہ تاراج کری عیش کا باغ
یہ وہ کھٹ ہے کہ بیل کا پریشان ہو باغ

سرو اس دے گلزار کا سطح ہو جائے
اوس شبنم پر پڑے آتش گل رخ ہو جائے

یہ وہ دریا ہے جس کے نہیں ساحل کا پتا
یہ وہ طوفان ہے کہ ڈالے تے گرد آب پتا

	یہ وہی موج کہ خنجر کے روانی دکھلائے یہ وہ بے گناہ کہ ندوار کا پانی دکھلائے	
۱۱۰	یہ وہ بے چاہ کہ اس چاہ پہ پیسا جو گیا یہ وہ ندی ہے کہ نالی کری لبت نہ سدا	اب شیرین سے نہ سیراب ہوا خشک یہ وہ چشمہ ہے کہ ہوا خاک کی آب بقا
	کس فی تری ہوئے اس موج کی مار تھی آشنا منے سدا گور کنارے ٹیکھی	
۱۱۱	یہ وہ موتی ہے لڑی حبس کی طبیعت سپر یہ وہ یاقوت سے رلوائی جو خون بہا	آبرو کو کہ ہوا خاک پہ سلطان و لشکر یہ وہ الماس ہے سو ٹکری حبس کی جگر
۱۱۲	آتش اس لعل کی گر آب میں پیدا ہو جا می دفعۃً جلک گہر سیپ میں چونا ہو جا می	
۱۱۳	یہ وہ صحرا ہے کہ اوڑٹی ہی سدا حبس خاک یہ وہ ویرانہ ہے گنجینہ جولی اس کا خاک	یہ وہ کہسار ہے جس کا کہ ہی اس صید چا نقد جان کہو کہ وفاروں کی طرح ہو جا
	یہ وہ دولت ہے کہ اس کی حبس خسرت ہوئے درہم داغ جنوں او سکو عنایت ہوئے	
۱۱۴	یہ وہ بدنام ہے لے ہکا اگر صبح کو نام اس کے اوصاف کا لیوی جو دہن ہو کوئی کام	شام تک کہا نے نعم و غصہ غذا ہو حرم شمع کی طرح بان مٹہ میں جل وقت کلام
	اس تپنگے سے زمانہ کی جگر جلے ہیں گو پری زاد بہت دور ہیں پر جلتی ہیں	
۱۱۵	یہ وہ میخانہ ہی جس میں نہیں کوئی ہشیار یہ وہ می ہی کہ مراک قطرہ ہی جس کا کفار	یہ وہ پیمانہ ہی جس کی ہیں قراروں شیر یہ وہ ہی نشہ کہ ہی خواب اجل جس کا خمار
	یہ وہ ساغر ہی کہ پتیا ہی لہو یاروں کا یہ وہ شیشہ ہی کہ دل چوری میخاروں کا	

<p>جان شیرین کی لپی زہری یہ قند و شکر تلخی مرگ ہے آخر کو زبانی کے اوپر</p>	<p>حق میر جان باز نہ بیٹھی یہ چری ہی کثر جامہ شربت کا یہی پہا تو یہ شوریدہ اثر</p>
<p>یہ وہ مصری کی ڈلی ہے کہ نہ بات اس کی گری سنگیا کہا کی مرے اس کو زمان پر نہ دسے</p>	<p>۱۶ یہ وہ بی شمع کہ جلتی ہیں فرشتوں کی پر یہ وہ فانوس ہے پر دہیں ہی جس کی جگر</p>
<p>اس تنگی میں ہی آتش کی تنگی کا اثر یہ وہ گلگیر ہے دلسوز کا جو کاٹ لی سر</p>	<p>۱۷ جان ناساز ہو وہ نغمہ خوش ناز ہی یہ دل مضطر کو سد اسو ہو وہ ساز ہے یہ</p>
<p>بدلی قلیان کی دہوان آہ کا ہی ہر لب پر یہ وہ مجلس ہی کہ پانی کی ہی جاویدہ تر</p>	<p>۱۸ یہ وہ محفل ہی کہ راحت کا نہیں جس کی گنہ یہ وہ صحبت ہی کہ ہی پان جہان جگر</p>
<p>یہ وہ دورہ ہے کہ ہشیار بھی متوالی ہیں یہ وہ جلسہ ہے کہ مطرب کے عوض نالی ہیں</p>	<p>۱۹ بوجہ اسکا نہ کسی شخص پہ ڈالے اللہ یہ وہ پر کا لہ آتش ہی کہ خالق کی سیاہ</p>
<p>یہ وہ پریا یہ پڑے اسکا تو صورت کاہ خرمن عمر کو اک پل میں ہی خاک سیاہ</p>	<p>۲۰ یہ وہ بھلی ہے فلک اگی سہی جس کی مٹ جاوی برق پر برق گمے رعد کی چھاتی پٹ جاوی</p>
<p>یہ وہ زنبور ہے جو لینے نہ دئی لگوں یہ وہ کالا ہے کہ انساں کو رکھی پچ سی مار</p>	<p>۲۱ یہ وہ موڈی ہے کہ ایذا میں رکھی لپٹو ہوا یہ وہ اثر ہے کہ اک شعلہ میں کوئی لپٹا</p>
<p>یہ وہ عقرب ہے کہ پچھو ہی مکرش اسکا یہ وہ ناگن ہے جہان میں نہیں منتر جیکا</p>	<p>۲۲ یہ وہ آسب ہی سینہ جو کری دیو کا تھو ہیتین اسکی وہ میں جان کو ہوجس سی</p>
<p>سایہ پر یوں ٹہری اسکا تو منہ غمشی فوق یہ وہ ہی بہوت سیاں کو جو سمجھی احمق</p>	<p>۲۳ یہ وہ آسب ہی سینہ جو کری دیو کا تھو ہیتین اسکی وہ میں جان کو ہوجس سی</p>

	نقشِ توفیق سے اسب ہے مارا جاتا یہ وہ جن ہے کہ نین سر سے اوتارا جاتا	
۱۷۱	یہ وہ تنوار ہے جو مثل کرے آخر کار یہ وہ ہے تیر جو کر دیوے کلجہ انگار	یہ وہ گولی ہے بچا جانا ہے حکم و شمار یہ وہ نشتر ہے کہ ہو جای رگ جان کی خوار
۱۷۲	یہ وہ ہوا ہے کہ خون سیکڑوں کی جا ٹی ہیں یہ وہ خنجر ہے کہ لاکھوں کے گلے کاٹے ہیں	
۱۷۳	جس کے تعمیرِ اجل ہے وہ پریشان یہ خوب ملک الموت ہے اکثر بے جان احباب	یہ وہ منتہی ہے جو فتنے کو جگا دیوے شتاب سیکڑوں گھر کیے ویران یہ وہ خار و خراب
۱۷۴	باؤں شاوی میں یہ رکے تو بیاعسم ہو جائے عبس و عشرت کا بھینا صاف ماتم ہو جائے	
۱۷۵	یہ وہ گیسو ہے بر نشان رہے جس کو دل آرا یہ وہ ہی چشم کہ گردش میں کمی لپٹا	یہ وہ اڑ ہے جو تلوار دکھائے ہر بار یہ وہ رخسار ہے دلیر رہے جس کے غبار
۱۷۶	یہ وہ لب ہی کہ لب گورنگ پہونچائے یہ وہ دندان ہی کہ سرِ رشتہ تھان کٹجائے	
۱۷۷	یہ وہ ہے عطر کہ آمیز ہی بوسے حرمان یہ وہ غار ہے کہ خسار پہ پرورد ہو عیان	یہ وہ روعن ہے کہ گیسو کا اوڑا دیوے ہون یہ وہ سر ہے کہ تار یک ہو اکھنوں میں جان
۱۷۸	یہ وہ شانہ ہے کہ بدل میں پریشان اسے یہ وہ آئینہ ہے ہر چشم ہے حیران جس سے	
۱۷۹	رنگ ہر رنگ میں اپنا یہ دکھانا ہے سب شعبدی یاد میں اس لیل و ناک کو کیا کیا	کبھی عاشق کبھی معشوق کبھی بے پڑا کبھی گل ہے کبھی بلبل کبھی غنچے کی صفا
	کبھی اس باغ میں مری کبھی شمشاد ہے یہ کبھی ہے طوق گردن کبھی آزاد ہے یہ	

کبے ہر امید گرفتار کبے ہے صیلا
کبے جھڑن ہے کبے سیلے پاکیزہ مناد
کبے ہے مقتول جناب ہے کبے قمر حلاوت
کبے ہے عینت شیریں کبے شک فریاد

کبے انداز پریمی ہے کبے دیوانہ ہے
شمع رخسار کبے ہے کبے پروانہ ہے

کبے ہے زلف مسلسل کبے زنجیر گران
کبے خود چشم کبے دیدہ وحشت نوکان
کبے ہے ابرو پر جسم کبے تیغ بران
کبے رخسار صفا کبے روی چیران

نعل لب ہے کبے جان سوز کبے نالہ ہے
کبے ہے گوہر و دنان کبے تجنا لہ ہے

کما کبہ انداز گدا و طگی مین اس عشق کو یاد
سین زحمت کا مچھون ہے کوئی نیک مناد
کر دیا کمتون کو الفت کی ہوا میں پیاد
لب شیریں کا بنایا ہے کسیکو فریاد

کوسٹے نادان دہن تنگ کا دیوانہ ہے
درد و دنان سی گرفتار کوٹے دانا ہے

پہ پڑتا ہے کوئی سرد کیلے پیشانے یار
چشم مجھوڑ کی شاغری کوئی ہے سرشار
تیغ ابرو پہ کوئی جانکو کرتا ہے نثار
تیر چکان کا نشانہ ہے کسی کا دل ار

دھیان مین رخ کے کسے چشم کو حیرانی ہے
یاد کا کل مین کسے دل کو پریشانی ہے

صفت برگ خزان دیدہ ہے کرنا کوئی غل
کوئی با حال پریشان ہے بزرگ سنبھل
نغمہ زن ہے کوئی اس خار سبھل
چاک کرتا ہے گریبان کو کوئی بد گل

تنگ دل غنچے کی مانند کوئی ہوتا ہے
کوئی اس باغین شبنم کے روش رویتا ہے

صوت آئندہ اس گھر میں ہے کوٹے حیران
جکے اس شمع سی دم توڑتا ہی کوئی جوان
شکل تصویر ہے سکتہ کے خوشتر کو چہان
کسے کم سن پہ چراغ محسن کا ہے گمان

	کوئی اس آتش پہنان سے پکا جاتا ہے کوئی شعلہ کے طرح طیش سو تھراتا ہے	۳۲
دین و دنیا میں بشر کا نہیں لگتا ہے پتا آبرو جائے کہ عزت نہیں اصلا پروا	دل کا آجانا حقیقت میں ہے اک قہر خدا کچھ نہیں سو جتا آنکھوں کی گڑباہوں میں کیا	
	چوٹی دولت سے اگر موت کی ایذا سہجی منہ کفن میں جو چھپا لیوے تو پر وہ رہ جائے	۳۳
دل کو مارے قدم اس راہ میں لڑکر جان دے شربت دیدار گوارا نکر	کبھی کوچے میں حسینوں کی گزارہ نگری خوش نگاہوں سے محبت کا اشارہ نگری	
	آنکھ گرابر و درمغان شکر پر جائے تیغ سے کاٹے گلزار کے پھریان مجاے	۳۴
ہوت بجاتا ہے عاشق نہیں تھا کئی تب یہ چلتا ہے انسان کہ بنی جانیہ اب	سب ہیں سب پر آسب محبت ہے غضب ہوتا ہے سایہ فکھن دیو شب و رقت جب	۳۵
	جنگ و دعویٰ ہے دم اونکا بھی فنا ہوتا ہے حسن پریوں کا حقیقت میں بلا ہوتا ہے	۳۶
حلقہ گیسو محبوب ہے گرداب بلا آشنائی سے حسینوں کی کنارہ پا	نہ کسی مجھ لطافت پہ کرے چشم کو وا انکے چٹو نہ نہ لہراے طبیعت کو ذرا	
	جان دی گر کے کنوین میں کہ جہان اہ کر نہ کسی غیرت یوسف کے گر جاہ کرے	۳۷
بندگی سے صنم مھر لقا کی رہے عار بت کو پوجے نہ کری حسن پرستی زہار	کر لے سورج کو سلام آب میں جھلک سوا بدلی عشاق کی بانے کے پھیل زہار	
	ہاتھ سے کعبہ ابرو پہ اگر دل کو جائے صاف اسلام سے منہ پیر کو کا ہو جائے	۳۸

خوش نگاہوں پر کرے شیریں دلوں کو اصلا
ان غزلوں کی چمک دیکھ کے ہو جا چکا ہوا
آہو چشم غضب ہوش ربا میں بچدا
چو کڑی دیتی ہیں اک پل میں انسا کی ہلا

مرگ چلاے کی طرح خشک بدن ہوتا ہے
نشہ آنکھوں سے جو آنے کا ہرن ہوتا ہے

جان پیاری ہی تو انسان نگر جس کو پیار
یہ مرض دو ہی ہڑا کہتے ہیں جس کو آزار
وصل جانان سے نکلتا جو نہیں دل کا بچا
جی تب ہجر سی ہو جاتا ہے دق آخر کار

تن بدن غم کی حرارت سے چو پھک جاتا ہے
عشق کی نام سے لرزہ اوسی تپ آتا ہے

عشق ہیوت سدا کہتا ہی عشاق کو مار
اس سنگر کی ادائیں ہے تھکا آخر کار
ہو دے بیمار محبت کو جو شوق دیدار
چہرہ یار کے نظارہ کے بدلے اکبار

ملک الموت کی شکل اوسکو دکھاتا ہے عشق
روزن در کے عوض گور چکاتا ہے عشق

جان کنی رہتی ہے دم زلیتی کی گہرا آہ
خوابش مرگ میں تیبانی سے چلا تا ہے
صدہ اس چہر کا عاشق کو یہ پڑتا ہے
ملک الموت کی نظارہ سے جی جاتا ہے

رکے محفوظ خدا عشق کے بیماری سے
موت بہت ہے کہیں دل کے گرفتاری سے

حسرت دید میں تہرا گئیں انکھیں صددا
لب پہ دم آیا جو بوسے کی طرف دہیان گیا
ہم بغل ہونیکے خواہش میں ہوا یہ نقشا
سوت نے آکے دیا کہ ہوئی جان فنا

وصل جانان کی ہوس میں یہ تماشا دیکھا
بدلے سونی کے چہر کٹ کے جنازہ دیکھا

کیا سیم تنو کو کبھی سمجھ نہ بشہ
دل پہ آج آتی ہے پھک جاتا ہی اس گم میں
دہیان میں نگہ ٹلانے کی ہکتا ہی جگر
کشتہ عشق کو سونا نہیں ملتا دم بہر

	نقد جان تن میں بچار کئے کے تیر یہ ہے خاک ڈالے رخ محبوب یہ اکیر یہ ہے	ستھ
مر کے انہوں سے ہزاروں سہمہ قبر میں جا کئے بار اپنے موی لیے کہ جی جھوٹ گیا	زہر کھای ہوی بیٹے میں حل پھٹا ہے جو دیکھا کسبیکو وہ نہ داسک خدا	
	تن سی دم عین جوانی میں نکلتے دیکھا ویدی مجھنو کو آکھنوں نے بدستے دیکھا	ع
العرش عشق سے محفوظ رکھے کب کو خدا اک جہیں میں کہ گرفتار مصیبت میں سدا	اس جہ میں جو پہنسا پروہ کہیں کا زبا عشق کے جا کو بیٹے ہوی کرتے میں عا	
	تخنے مرگ کافرت میں مرا چکھا ہے اک پر نرا دے دیوانہ بنا رکھا ہے	س
ابتدا عشق سہم کے کہوں امی دوستو کیا سادہ رویوں کے نظارہ سنی نگہ مطلب تھا	آگے ان باتوں سے آگاہ نہ تھا میں مجھنا میل کرتا تھا دل صاف سے پہ نہ ذرا	
	عشق کے بارسی جسم سبک آگاہ نہ تھا دور تھا کو مصیبت غم جاگاہ نہ تھا	
لالہ رویوں کی نہ الفت کا لگتا مجھے داغ مصرعہ عشق سے یوں عقل کا گل تھا چلیم	خارا ندوہے تھا دامن عشرت کو فرائغ نکست داغ جنوں سے نہ پریشان تھا داغ	تھ
	زندہ دل رہتا تھا شادی سے غم مرگ نہ تھا رنگ رخ رز و بزنگ گل صدر برگ نہ تھا	ہیں
کوئی عاشق جہ کے پر کہیں ہونا آگاہ پہر دی رہتا تھا اسی ٹھوکر میں با حال باہ	اوس کے صوت یہ پھر سے میں کرتا تھا آگاہ عشق کیا شی ہے اس کے سب کہی میں جاہ	
	یار کیا ہے عالم میں محبت کیا ہے بچر کے کیا ہے سس کے لوت کیا ہے	

پیار مجھیں کو کیونکر یہ بشارت کرتے ہیں	خین و حرم ہوں کہ کس طرح سے رہتی ہوں
انچابی کہوئے ہیں اور غیر کا دم بہتے ہیں	کیا باموت سے یہ لوگ نہیں ڈرتی ہیں
	کہ لے دیوانہ بنا ہے کوئے سودا نے ہے
	دل لگانے میں فقط ذلت و رسوائے سے
بیٹہ بٹلائے جو یہ ولولہ عشق اودھا	جند عرس میں بڑا بول مری پیش آیا
باغ عام میں ہو بخش حوائے جو ہرا	عیش و راحت کی گستاخیں ملتی ہوا
	مثل گل غنچہ خاطرہ مرا کھلانے لگا
	بلبل دل نفس جسم میں گہرا نے لگا
آتش شوق بیری دل یار ادا کو ہوا	سکچے دریافت کہ کس عشق کا کیا ہے فرا
بخت بیدار نہ اک شب جو دیا جھکوسلا	خواب میں آیا نظر اک عجب مع فرا
	گلے کھدے ہوئی بادِ سحر سی کو دیکھا
	دشمن باغ یہ اک تار پر سے کو دیکھا
اتنے یوں نہ بیٹھو سا غریب و پوری چو	اوس پریر سے کیے جام کیے پیر ہو
میں سے دو کی ٹائی مجھے بانٹیں و سرور	رکھڑا نے لگا میں نشے میں جب کہ چو
	دوڑ کر اسنے گے اپنے لگایا جھکو
	ذائقہ وصل کے لذت کا چکھایا جھکو
پر ہوا تھانہ اب سے کھول کے دل ہو کھنار	طلح خستہ نے جو کر دیا جھکو بیدار
نہ وہ گلشن نظر آیانہ وہ صحبت نہ وہ یا	ہاتھ مل مل کے یہ میں کہنے لگا بادل زاہ
	حیف درخشم زون صحبت یار آخر شد
	روی گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد
خواب یہ دیکھیکے زو یا میں بڑی و بر تنک	تاج و تہیان میں اس آنکھ کی جھکی لیک
دیکھا کہ سوی زمین میں سے گری خاک	نظر آئے کہیں اوس ہر کے ذرہ نہ جھک

	آتش بھر سے مین صبح کو جلتا اوٹھا وصل کا پا کے مزہ ہاتھوں کو ملتا اوٹھا	۵۵۴
آنکھیں چار اوٹھتے تصور میں ہیں پھر باتیں دلسوز و فیسے ہی کرنے لگا جھل جھلکے	پرتو اکدم نہ قسرا آیا مجھ نے دلبر کا گلی کہانے لگا کر جانے لگا جانب در	
	آتش عشق عناصر میں جو آمیز ہوئے گرے شعلہ حسرت شہر انگیز ہوئے	۵۵۵
وحشت دل کی غرض یا ون نکالے یکسر گھر کیا عشق نے دل میں تو ہوا میں گھر	رفتہ رفتہ مین لگا آپ سے ہونے باہر ہاتھ دروازے کے بازو پر رہے شام و سحر	
	چرخ مین گردشِ فلاک نے ڈالا مجھ کو خانہ برباد کیا گھر سے نکالا مجھ کو	۵۵۶
خاک عالم کی لگا چھانٹنے مانند صبا کبھی محبہ اکبھی گلشن کی طرف جا نکلا	بیکلی کے جو گئے غمچہ خاطر کو ہوا نالے بیل کے روش کرنی لگا صبح و سہا	
	سرو گلزار نے جو بن جو دکھایا مجھ کو جلوۂ قامت جاناں نظر آیا مجھ کو	
چشم حسرت سے لگا دیکھنے قدرت کی بہار شجر باغ ہے یا قامت برجستہ یار	سید ہاشم شاہ کو جانب کو چلا مین اکبار دل کو حسرت ہوئی میری کہ یہ کیا ہے سہار	۵۵۷
	قد موزوں کا کچھ انداز چو پایا مین نے دوڑ کر سہ رو کو چھاتی سے لگایا مین نے	۵۵۸
ہاتھ اور پانوں گئے پھول چین مین اکبار مندہ پندہ گل کے رکھائے سجھ کر رخ یار	ناگمان گل نے دکھائی جو بھی اپنی بہار خاک کا کھسکے آڈر آیا مجھے بیل نے ہزار	
	یاد مین بوسہ خسار کے سب کچھ بھولا رخ رنگین کے تصور مین نیا گل بیولا	

عین گلشن میں جو زکسے ہوئے آنکھیں چا
چشم جانا کی بعینہ نظر آئی جو بہار
دید بازی کی لیے پاس گیا میں اکبار
ٹھٹھکے بندہ گئے چپکے نہ پلک پہر نہ ہار

کھپ گیا چشم صنم کا جو رخسار آنکھوں میں
پنی گیا کاسہ زکس کی بھار آنکھوں میں

۵۶۰
اس پریشانی میں سنبھل کو جو دیکھا ناگاہ
جا کی نزدیک جو کی چشم تصور سے نگاہ
دل ہو کوچہ کا کل کے ہوا میں گمراہ
سو ہو پھر گئی آنکھوں کے تلے زلف سیاہ

۵۶۱
دم یہ او بجا پئے گیسوے معنیر میرا
حال سنبھل کے روش ہو گیا اتر میرا

نہر گلشن پہ جو آیا کوئی و بھونے نظر
متلاطم جو ہوا حشمتہ حسرت یکسر
جوشش اشک سے فوارہ بنا دیدہ تر
داغ دل دھوئے کو لہر اکی حلاہ دیا پھر

۵۶۲
وان ہی کس کس دریکتا کا نظارہ نکلیا
شام تک پاؤں نے ساحل سے کنارہ نکلیا

خالی دریا ہوا لوگوں سے تو دل بہرایا
غنجہ دل جو کسی جا شگفتہ پایا
آپ کو چوک میں نظارہ کنان پہنچایا
گل فروشوں میں کٹری ہو ہو کی جی ہڈیا

۵۶۳
خلش عشق سے وان ہی مجھے اک خار ہوا
کوئی گل آ کے گلے کا نہ مرے ہار ہوا

رویت ماہ کا مزدہ شب اول جو سنا
کر بلا جا کے طواف در حضرت تو کیا
شوق نوجندی کا وہ چند مری دلو ہو
کعبہ رخ کے گردید سے محروم رہا

۵۶۴
وان سے درگاہ جو آیا تو الم اور ہوا
عقدہ دل کی کشائش کا نہ کچھ طور ہوا

چودھویں رات کا تہاب جو نکلا سر
جا کے تالاب پہ کی چار طرف میں نگاہ
جان نہی دیکھے جھگو ہوئی تالاب کی چاہ
تیرہ بختی نے دکھایا نہ کوئی غیرت ماہ

دل جو بہر آیا تو اک شور مچا یا مین نے سارے نالاب کے سوتون کو جگایا مینے	
بھولاسب کچھ مجھے جلب جو کوئے آیا آیا جگمگا بادہ کٹو کٹا جو کہین سن پایا	ناچ کارنگ : کہا نیکو دمان دل لایا آیکو مینے بہر کیف دمان پہنچایا
مے دیدار سے لیکن کہین سیر نہ ہوئے آدورفت کہاں شہر میں سیر نہ ہوئے	
ایک بل سپرخ فی گھر میں نہ بٹایا مجھ کو جذیر عشق جواں کو سچے مین لایا مجھ کو	در بدر گر بخش قیمت نے پہرایا مجھ کو حسب دلخواہ بربر و نظر آیا مجھ کو
غور سے مینے جو وہ نور کے صوت دیکھے جلوہ حسن مین اللہ کے قدرت دیکھے	
ٹٹکے بندہ گے سیری جواو دہر کو ناگام کے لگاوٹ سے پہراؤسی ہری ملج بگام	سکرانے لگا منہ پیر کے وہ عینت ماہ کوئے گئے دج مجھے تیخ نظر خاطر خواہ
بات کی بات مین منہ ہائے غضب موڑ گیا اپنے کوئے مین ترنا وہ مجھے چوڑ گیا	
بگم دواؤ کے مجھے پہر تو رہے آہیہ اتفاقاً کہے آما وہ چہلا وا جو نظر	کوچہ گردی نے کہا گرد فلک کے چکر لین اشارون مین بربر کی بلا مین
کوئے مین نے لگاوٹ کی غرض گمات کے اچھے جانے براؤ سے ملاقات کے	
دل مرادوستوا کہن جو بہت گہرا یا آستان یار کا لوگو نے جو خالی پایا	کوئے دلدار مین بس جا کے قدم ٹھرایا گھر مین اس سوخ کے بیاختہ مین در آیا
حسن کی جلد طرف جلوہ گرے کو پایا تخت پر مین اوس شگ پرے کو پایا	

دیکھ کر مجھ کو بناوٹ سے وہ بگڑا اکبار
 آدھے جان گئے مجھ سے کئی کچھ کواڑ
 سر کو ہنڈرا کے یہ کے مکر سے اوسنی گفار
 ایسا بیباک زمانے میں ہنڈگا زہنار

آبروریزی سے شاید مہین تو ڈرتا ہے
 غیر گھر میں کوئے اس طرح قدم دہرتا ہے

غصہ جب اوس ستم ایجاد کا کچھ دور ہوا
 بیٹھ کر پاس تب سہتہ سے مہینی یہ کہا
 دلی بیتابی نے پیاری مجھے ناچار کیا
 تجھ سے جو جان سی عاشق ہوئی رات کو ٹھٹھا

یاد آتو مجھے ذلت ہے نہ رسوائی ہے
 کشن حسن بیان کہینچکے لی آئے ہے

نیم راضی سا جو وس بات پیرا کو پایا
 بے حجابانہ سخن میں یہ زبان پر لایا
 نئے مجھ پر نہ کسے روز کرم فرمایا
 دل بیتاب کو فرقت میں سدا تر پڑایا

واہ جی ایسا تعافل ہے کوئی کرتا ہے
 آج تک تم نے بجا لگا کوئے مارتا ہے

سکر کر یہ شہارت سے جواب دے دیا
 مجھ کو معلوم ہے کیا حال پر دل کا
 مرنے جینے کیسے مہین افق اسلا
 کوئی مرنے ہے تو وہ جا کے کرمی اپنی ڈلا

مجھ سے اس رُدی تدبیر مہلا کیا ہو سے
 کرے مردی کو وہ زندہ جو سیجا ہو سے

اس لگا ونگا جواب اوس سی جو پایا سینے
 طاہر الفت کو کیا عشق جتا یا سینے
 پائی دل سبر کے کو چہ سے اٹھایا سینے
 کہینچکر ہاتھ لگی اوس کو لگا یا سینے

منہ پر منہ رکھ دیا بوسے لب نارنگ کی لیے
 سرکشے اوسنی دکھائے تو قدم جھک کی لیے

گور کھائی سے کیا اوسنے سراسر نکار
 دیر تک سو بدلے میں ہا بوس و کنار
 ایک ہی بات سننے اوسکی نہ مینی نہنار
 دل سے دل لگے نقشہ یہ ہوا آخر کار

۷۷۶	نشہ سنا غلذت سے جو بیہوش ہوا کہو لکر ہاتھ وہ خود مجھ سے ہم آغوش ہوا	
۷۷۷	نہ مکان یار کا صحبت کے جو قابل پایا بہر ہر اک آدمی کو گھر کا سیتا بتلایا	اپنے گھر لانی کا طور اس سے عرض ٹھلایا لا کے احباب کے صحبت میں اویسی ٹھلایا
۷۷۸	گرد بہر بہر کے فدا صورت بردار نہ ہوا شمع رخسار سے روشن مرا کا شانہ ہوا	
۷۷۹	مخل آ رہتے کرنے لگی اپنے سب یار رکے شیشے کے کنول چار طرف بٹھوار	ہام پر فریق تکلف کا بچا یا اکبار چاند نے فریق پر چپکے تو ہوئی اور سار
۷۸۰	ڈالیاں بھولوں کے ہاروں کی ہر لکڑی کشتیاں شیشہ و ساغر کے برابر رکھیں	
۷۸۱	میری بھولوں سے لاکے وہاں بٹھلایا عمش و عشرت کا جو سامان میا پایا	وہ رہا مغل جو اس شوخ کے دل کو بھلایا سیتا رخ می سے یہ مطلع میں زبان پر لایا
۷۸۲	عاشق تازہ ہون اور وصل کے پہلی سب سے شرم سے کہہ نہیں سکتا ہوں کہ کچھ مطلب ہے	
۷۸۳	جب کانئہ سے انکڑائیاں لینی نہ کل پہر تو خلوت میں گکا چلنے ہم ساغر مل	چمن بزم سے سب اور گلے کے مثل بیل نشہ سے سی وہ بیہوش ہو جاوے بالکل
۷۸۴	دست گستاخ بعد شوق بر ہایا میں نے گہات سے داؤ پر اس گل کو چڑھایا میں نے	
۷۸۵	زانوون میں جو یاساق بلورین کو دبا ل گیا جا کے گلاب سے جو شیشے کا گلا	کسسا یا وہ بہت ناز سے پر ہل نسکا ساغر وصل سے سرخ سے لب ریز ہوا
۷۸۶	یہاں گرہ کس گئے دل کی اوہ ہر اگیا کے لب نازک سے صدا آئے گئے بس لب کے	

سینہ سے سینہ ملا دل سے جگر تن سہی بن	لنگ آیا سرے آغوش میں وہ غنچہ دہن
لایا آہستہ سے مثر کی زبان پر یہ سخن	غش چلا آتا ہے ہوتا ہے مرا جی سن
غیر حال اسکا نراکت سے جو پایا میں نے	
لنچہ زلف معبر کا سو نگہایا میں نے	
بادہ شیش سی تاب سحر را دل سرشار	دن چڑھا جب قہر افسانہ بصدت کا اوتار
خواب راحت سے اوٹے جو مٹی ہاں کبار	سری آنکھوں غین ادھر ننید اور دھر دکنجا
نیچے نظروں سے وہ ہر دم مرا منہ کتا تھا	
جگو حیرت تے ادھر او کو ادھر سکتا تھا	
یون ہی القصہ ہوئیں صحبتیں اس سے دوچار	جو کہا میں نے قبول او سے کیا بی تکار
وضع کو دیکھا تو بالکل ہے لڑکین اظہار	بگڑا رہتا ہے بناوٹ سی نہیں کچھ شکار
جامہ زیبی سے ہی آگاہ نہ رحمت لی سے	
خود پسندی سے بے مطلب نہ خود آرائی سے	
گرم ہو کر سوی حمام او سے میں لایا	چینٹے دی دی کی نہانی کی لیس بھلایا
میل خاطر پر جو اوس سیم بدن کی پایا	طبع کسیہ زرد کیے وہیں بھلایا
یون نہاد ہو کے وہ حمام کے باہر نکلا	
آتشے برج سے گویا سہ انور نکلا	
ٹھیک پوشاک جو سلوائی تے مینے سارے	اوس سبکدوش کو پہنائی پہل گیا ہمارے
کامانے کے مہر اسر جو وہ تے طیارے	پیٹ پر کرتے فی جانے تو ہوئی گلکارے
چند ہیر محمد زرتار کے کس کر باند ہے	
جال میں سوئی کے چڑیا جو ہنسنے پر باند ہے	
سچے طلسم کا وہ پا جامہ سجاوٹے دے	جکے کلیون کا ہوا غنچہ دہن سی نہ شہار
ہاتھ میں باپ نیچے دولون جو اٹھاے یکبار	کس قدر جامہ سی ہر چو ادھر شک بہار

	کلبہن پہر جو مقابل کوئی پایا اوستے چکیوں میں دم رفتار اڑا اوستے	
اک دوپٹہ دیا شہم کا پہر اوس کئی کوڑا جہنم جسم سے آنجل کا جو پٹا بچکا	پڑ گئے اوس حینان جہان پر ہر جا چادر ابر میں بچلے کو ترڑتے دیکھا	۵۵۵
	جہرٹ اوستے رخ روشن پر جو تنکر مارا نقہ برق نے سورج کے کرن پر مارا	
بکھرے بالوں سے پریشان جو ہوا دم مارا تیل بالوں میں خنا کا جو دیا میں نی لگا	گنگے چوٹے کا ہوا دل کو سرسٹوا مشکو زلف معنہ سے ہوا گہر سارا	۵۵۶
	یال مقراض سے گیسو کے برابر کاٹے اور ٹپے زلف کی ناگن تو دہن پر کاٹے	۵۵۷
ماگ سید ہے وہ نکالے کہ نکالے ہوئی جا دروالماس کا پہچکا جو لگا یا ناگہ	کمشان کو نہ ملے ہاگنے کی چرخ بہ پراہ چٹکے تارے سر شام ایسے کہ ٹھہری نگاہ	
	عل شب زلف کا بس قاف سے تافا پڑا چاند نے کھل گئے جب نقہ مواف پڑا	۵۵۸
اوستے ماتھے کو ہیرا نشان سے کیا نور ناز کابل اکھنوں میں لگا یا تو ہوا حشر عیان	تیج ابرو کو کیا صاف بے قتل جہان سرمہ ساناشک سے بس لپکے خوش شہ چہان	
	سے طوائی تو قدرت کے چین بہول گئے گل سوسن کے فضا غنچہ دہن بہول گئے	۵۵۹
شام کا رنگ جو سے کی اھوا سٹ میں تھا لایا باہر جو زبانا کو وہ جانے لاکھا	اوس پہ لالے جو کھائے تو شفق بہولی کیا بہول لالے کا عیان غنچہ سوسن سے ہوا	
	ہنس پڑا وہ گل رغا تو تماشا دیکھا گہر و نیم دباقت کو یک جا دیکھا	

۱۲۰ بابیان میں جو لگا اوس کو نہاے ٹیکر
 بے پن سے جو نہا حلقہ نگوش زبور
 پنج مارے وہ تزلزلت سی گرجا اٹھانکر
 کان کیا لال ہوئی کان جو ابر بکر

بیان موتیوں کے جبک کے لوہن چوتھی تھیں
 بابیان خوشہ گندم کے طرح جھوٹے تھیں

۱۲۱ بند ہی باقوت کے اوس کو جو دیو بی مینی نہا
 جہاں نہا ہی اسی اور عدد بے یکتا
 کان کے نو سے شرارے کھلے گونا
 حسن کے باغ میں کیا موتیوں کا مینہ سا

ابر کیوین جو بل بل کے چمک جاتے تھیں
 بجلیاں سیری کے دل برق کا ترپاتے تھیں

۱۲۲ طوق گردین وہ نہا یا کہ ٹھہرے نہ نظر
 دیکھ گے سیری کی دٹے جو گے کی اندر
 جانے سے جبکہ ہوا کڑے سہ نو کا جگر
 تالوں میں گے جگنو کو اور اے اختر

نورتن ماندہ کے جب یار کے بازو دیکھے
 پہنے دو پرچہ الماس جڑا دیکھے

۱۲۳ نکل آئے تو کلائے کو بنا کر چھوڑا
 ج کے نوگرو کو لنگن کی طرف منہ موڑا
 چوڑیوں کا سردست اوس کو نہا یا جڑا
 گنا نہا یا بہت سا کہ نہو دل تھوڑا

چمکا کندن سابت شک فتر کا چہرہ
 دیکھا سیری کے گردن میں جو گر کا چہرہ

۱۲۴ پھر علی بند نہا یا بے حفظ اعضا
 چھلے سونے کے جو یک دست دیلی نہا
 کر دیا ہاتھ کو یا بند طر حداری کا
 انگلیاں ہو گئیں اوس شوخی گشت نما

اگر سے ہنر تو دل اور لبھا یا اوسے
 کیا انگوٹھا مجھے ہنس ہنس کے دکھایا اوسے

۱۲۵ اوس کے پہرے پونین نہا ہی ہونکی چھوڑا
 دم رفتار وہ چنکار میں ہو دین جو کڑا
 خنکے گنگرو کے صدا شو قمارت اڑی
 جین نہ دکھا اور ٹے عین نہ مرد و نکوڑے

	<p>عقلہ زیر زمین دور تلک چال کا ہو دل لرز جائیں گمان خلق کو بہو نچال کا ہو</p>	۹۸
<p>چنیاں حسین جواہر کے جڑی ہتھین سدا گنگر و سونے کے ٹکی گردنئے طیار</p>	<p>پہر طلالی اوسی جتا وہ پنہا یا بہاری جہاڑی اسطر علی پو جس سے تجل گلکار</p>	
	<p>دل گکار وندنی جب وہ بت بر فن میرا دوست ہر سمت سے کہنے لگے دشمن چ پیا</p>	۹۹
<p>پہر تو نایاب جہان حسن میں پایا اوسکو آئینہ خانے میں لیجا کے بٹھایا اوسکو</p>	<p>جب یہ سب زبور و ملبوس بنایا اوسکو دکلی مٹیابے سی گو دین اوٹھایا اوسکو</p>	
	<p>دیکھ کر حسن کو وہ رشک چمن پھول گیا دیکھا بن تن کے بدن شرم و حیا پھول گیا</p>	۱۰۰
<p>گنا پھولو گنا پھراوس گلکو نہ پایا میں شیشیون عطر عروسل و س کے نکا یا میں نے</p>	<p>اس ہوا میں جو شگفتہ اوسے پایا میں نے صوت صحن چمن گہر کو بایا میں نے</p>	
	<p>زر کے جلو سے دولہن جکیہ بنایا اوسکو شادی وصل میں جاتی سے لگایا اوسکو</p>	۱۰۱
<p>خوش رہا وصل سے دل ہجری بخوف و خطر عیش و عشرت میں کیا کرتا تھا اوقات بسر</p>	<p>ہکمار اوس سے رہا کرنی لگا آٹھ ہیر تہا کچھ اندیشہ رفیقو کنا نہ اغیار کا ڈر</p>	
	<p>کچھ سفید اور سیہ کی نہ خبر ہوتے تھے صبح ہوتے تھے کہاں شام کبیر ہوتی تھے</p>	۱۰۲
<p>نہ جدا کیا کاکین خواب میں آتا تھا خیال ہجر کے مشق سے کیا غیر تہا ہر غیر کا حال</p>	<p>دولت و صل سے تہا خانہ دل بالال لپٹا رہتا تھا میں اوس شوخ سے وسیلی کیل</p>	
	<p>کوئی غم کہتا کوئی خون جگر بیتا تھا لوگ مرنے تھے بھی دیکھے وہ جیتا تھا</p>	

قصہ جانیکا میں کرتا جو کس دوست گھر	ہنکے وہ کہتا تھا اللہ مجھے قتل کر
بانہیں گردنیں پڑی رہتے تھیں ہانکے	چار پانی سے نہ ہوتے تھے جدا آٹھ ہیر
روئے کر میں جو کہنے پاس سے بٹ جاتا تھا	ہاتھ ہپیلا کے گلے سے وہ لیٹ جاتا تھا
چند دن جبکہ اسی عیش میں گذری تھیں	جاہا قسمت نے کہ ہو محبت عشرت برہم
فلک بدبہ نہ یہ دیکھنے کا جاہ و چشم	کردی اک تفرقہ اندازی کی محبت تہم
ظلم کے طرح نکالے ستم اسیجا و کیا	عین شادی میں دل شاد کو ناشاد کیا
میری محبت سی غم میں یار کا دل کہلایا	پہونکے کان میں شیطان کی لہو کی آیا
مال و زر سیم تہی کے جو بدولت پایا	حسن کو او سے بناو گئے غضب چمکایا
آبرو خاک میں سوئے گئے ملا دی او سے	اسقدر رنگ طلائے کو جلا دی او سے
آننے سے وہ دو چار آہ طہیر رہتے لگا	شوق خود بیٹے کا منظور نظر رہنے لگا
زلف و عارض پہ فدا شام و سحر سنی لگا	برق بن بن کہت رشک قمر رہنے لگا
نازدانہ زمین غم سے میں غضب طاق ہوا	خود نمائے میں خود آراے میں مشاق ہوا
زلف او بھی جو سرمو تو دل و سکا اچھا	بال شانی سے کیے صاف بچھن صفا
کہیں کچھ مویات جو جوئے میں پڑا کوری کا	نازبانہ فرس غمرہ و نازش کو ہوا
کنکھ او کچھ یہ رہے زلف کے سلجھانی میں	درد افراط تراکت سے ہوا شامی میں
دورہ دورہ رہے اوس مہر کو اعضا کے خبر	خالے انشان میں نہ پشیمانی کو رکھا ہم
چاند سے منہ پہ نظر آئی ستارے اکثر	سر کو نہوڑا کے ہو چین بچین تنگ تر

	بار افغان کا نزاکت میں غضب ہوتا ہے درد سر یہ کے معشوق کو کب ہوتا ہے	فصلہ
کابل انگہون میں سکر نے لگا بادخواہ اہل نظارہ کو اک بلین کیا خاک سیاہ	پڑ گئے چشم یہ جب عین نباوٹ میں گما نہ ملے تیغ نظر سے دل مردم کو میناہ	
	پلکین چپکا کے ہزار فیتن ڈھائیں اوسے لاکھ جھڑیاں لعل عاشق یہ لگائیں اوسے	
ہو گئے جس سے کہ عشاق کی مجلس حیران کر دیا پان نے شیخون کا سراسر سامان	سے ہو ٹون پہ سر شام لگائی مہ دہوا دانت تے کشور دل پر جو لگائی دند	تخلہ
	جان لب ہو گئے دوا یک ذب کی غم میں خون لاکے نے ہزار روں کے بہائی دم تیز	لالہ
ڈھیلے کرتے سے سد بخہ دہن تنگ سما بند محرم کے بندی حسیت تو دل رسکا کلا	ٹھیک پوشاک پہننے کا اوسے شوق ہوا سر کے پستان سی کٹوری تو ہو آہین خفا	
	گماٹ انکیا کا کم و بیش جو پایا اوس نے سینے خیاط کو بچڑیا کا بنا یا اوس نے	عطلہ
عطر مل کے یہ اترا یا کہ پڑ کے شام نے دم رقتار نزاکت سے لگا بل کہا نے	گجر پہ پھولوں کے بین ہاتھ لگا چکا اینڈر کرات کا انداز لگا دکھلا نے	
	حسن خوبی میں پریرا دیہ جب فوق ہوا دید بازیکا لگاٹ کا اوسے شوق ہوا	سلاہ
پاس چلین کے گھڑا رہنے لگانے پردا منہ نکالا کہے باہر کہے شراب کے چہیا	فاش در پردہ کیا حسن نے پردہ اوسکا قتل انجھیلیوں سے اہل تماشا کو کیا	
	ربط رہنے لگا اوس شمع کو پردانوں سی آشنائی کا کیا حوصلہ بگیا نون سے	

دھوپ جب ڈھلے اور زہ کی دن چار گھنٹی
دھوپ کے منہ ہاتھ گھوری رکھی کہ منہ میں بڑا
تکلا زدہ اور ٹھانڈا نہ آگئے تو منہ پر
ہاتھ کے آسے میں دیکھ لے سی کی دھوپ

دید باز و نکوتہ بام جو پایا اوس نے
بر محل آکھو کوٹے پہ چڑھایا اوس نے

لیکے پہلوئے چہرے ہاتھ میں وہ گل اندام
منہ پہ لایا طیش دل سے نکا وٹ کی کلام
ناز سے کرنے لگا بام یہ بہت خرام
کہے اشعار زبان پر کہے لب پر شام

چٹکیان گاہ بجانا کہے گانا اوس کو
سر پہ عاشق کے مرے روزا وڑنا اوس کو

راگ لانے لگا ہر رنگ میں مآخر کار
نہ خیال آیا مری دل شکنے کا زہار
چھٹیر نیو مرے در پردہ کیا شوق بنا
اپنے بیگانے میں گانے وہ لگائی ٹکڑا

جب کہانی مری پاس سے اب آئے ہو
بولادہ زہرہ جبین طعن سے کیا گاتے ہو

جبکہ عیاری میں کامل ہوا وہ ماہ نام
نقہ دل نذر لے ہاتھ میں بہو بچی نام
تب ملاقات کے آنے لگے ہر سوسی تیم
اہل بازار ہوئے یوسف ثانی کے غلام

پردی پردی میں سخن رمز کے سب کچھ لگے
جھگڑے یاروں کے چلن کے تلے رہنی لگے

لب پہ اشعار امانت کے کوٹے لاتا تھا
سوز پڑھ پڑھ کے کوٹے درد سے چلاتا تھا
کوٹے حشر زدہ سودا کے غول گلاتا تھا
رقعہ لکھ نہیجے جرات کوٹے دکھلاتا تھا

کوٹے کہتا تھا کہ اس بات سے کیا ہوتا ہے
وہ ہے ہوتا ہے جو قسمت کا لکھا ہوتا ہے

کوئی کہتا تھا کہ سوجان سے قربان میں ہوں
کوئی کہتا تھا کہ ناشاد پر ارمان میں ہوں
کوٹے کہتا تھا کہ ترا تاج فرمان میں ہوں
کوٹے کہتا تھا کہ ترے وصل کا خیال میں ہوں

۱۳۱۵	اگنے میں مری صورت نے ڈرایا مجھ کو زلیں سے مرد و صد سالہ بنا یا مجھ کو	
۱۳۱۶	سکے احباب فی یہ حال کرم فرمایا نغمہ کاروں نے جو انے کا مری غم کہا	دوستانہ مجھے مایہ دل نے بہت بھلایا یہ سخن متغنی اللفظ زبان پر آیا
۱۳۱۷	کے غم میں ہوئے اسی شخص یہ حال میرے رہنا آتا ہے ہمیں و یکے کے صوت ترے	
۱۳۱۸	اپنا یہ حال کوئی عشق میں کڑا ہی بھلا دل لگا اور سے تو ہے اسی خاطر میں	جاں کو دشمن جانے کی لگے تیری بلا جس قدر اوس نے جلایا اوس تو ہے تو جلایا
۱۳۱۹	غم کے کہانے سے کشیدن غضب جابی گا جان جابی گی تری مایہ کمان مائی کا	
۱۳۲۰	ہنشنیوں فی مری حقین جو یہ فرمایا اور مشہور قون کا نے الفور مجھے بھائی بنا	سب کا فرمانا مرے دل کو نہایت بھلایا شعریہ اوس کی تصور میں زبان پر لایا
۱۳۲۱	تو ہے ہر جابے تو اپنا ہے یہ طر سے تو نہیں اور سے اور نہیں اور سے	
۱۳۲۲	دلین یہ بات سوائے تو اس آئی فرما منہ لگایا نہ اوس سے سینے ہی پر ہوئی خفا	تب فرقت ہوئی کم و ولولہ عشق سوا کے روکھائے وہ بناوٹ سی کہ بگڑا الفت
۱۳۲۳	دیکھا اندھیر تو دل ملیش سے معمور ہوا جے جلانا مجھے اوس شمع کا منظور ہوا	
۱۳۲۴	جین و ہرین پر ہر نے لگا شکل صبا بندہ گئے عشق کی اپنے یہانی میں	دل گل انداموں کی غنچے میں رہا صبح و لالہ روینو کو ہوا دل غ مری فرقت کا
۱۳۲۵	دیکھ کر رنگ مرا غنچہ دہن کیلے سر و قد شوق سی جھپک کے گلی مٹی کے	

رنگ میں بوہن نرکت میں جو کینا پاپا یا
اک گل نازوسی دل میں غرض نکھایا
چمن حسن کا اوسنے جو سمان دکھلایا
سخت تو ام کی روش میں گلی لٹایا

کئے دن لگے مری وس سے اڑائی کیا کیا
شجر قد سے مری وصل کے پائے کیا کیا

میں تی اوس گل کو جو بکری بن گئی پاپا یا
خار دینی کو تباہ وس غنچہ دہن کی آیا
دیکھ کر محسوس ہو کہ وہ زبان پر لایا
اب یہ ناحق مری چونڈیہ کرم فرمایا

کے ہے یاد کہ تو دل سے بھی بھولا ہے
نہ خدا جھوٹ کرے اب کوئی گل بھولا ہے

کھلکھلا کے مری منہ سی یہ کھلا ابار
اپنے جو بن یہ ہے نازان عبث ای کلخشا
کس وہ بھولا ہے کہ دکھلایا گیا گل بھولا
یاغ عالم میں بڑے بن گل تر تھبے ہزار

سرو قد سیکڑن میں غنچہ دہن لاکھوں میں
گلشن دہر میں بلبل کو چین لاکھوں میں

دوستانہ سنجی ہی دشمن جان سمجھایا
تو نے کیا کیا نہ مرے حقیق ہدف فرمایا
کہنا عاشق کا نہ کچھ دھیان میں ہر گز لایا
سخن بد نہ کہے اپنے زبان پر لایا

ہم تجھے کہتے رہے پیار سے جانی پیار
تو نے افسوس مری قدر جانے پیارے

آتش رشک سے حالت مری کیا کیا بنو
سوز پہنان کی کی کو خبر اصل بنو
دن کو اوقات بسر صورت بدوانہ بنو
سمیع کے طرح جلا میں مری پر او بنو

گہر میں دل سوز کے اندھیر مجھایا تو نے
آتش اندھیر و زونکو محفل میں ٹھایا تو نے

چربے چھائی یہ تری آکھن میں اشیع تھا
موم دوعن لب خشکیدہ دل پر نہ ملا
اپنے دمساز کے سوز میں یہ نہ بھولا
غیر سی چرب زبانی رہے محفل میں نہ

اسٹار	اپنے عجبے میں بٹایا اسے اغیاروں نے گل رعنا کو مرے گہر لیا خاروں نے	
دھوکہ مرعوب ہوئی جاہ سے بانی کی ہوا	آشنائی رہے چشموں سے لگا ہو کوسدا روز تالاب پہ وہ نام ڈوبنے کو لگا	
دوڑی کٹر کٹر یا سڑک پر کٹے باری اس کے ڈانڈاں ڈولی میں گئے رہی سواری اس کی		۱۲۷
موتی جیل و سکو کہے لیکے لگی بدگہر عیش باغوں میں گل کرنے لگا شام سحر لہر دریا کا لگا یا کہ ہنسا و چل کر		
آشنائی سے ہوا میرے کنار اوس کو چھینے پیر اکون نے دی دی کی ادھارا اوس کو		۱۲۸
جانہ لی رات کی دن آئی تو نکھر اودھ فر آگے در پہ شام کے بد اختر برق پوشاک وہ پہلے کہ ترپ جای لبشر لیکے ماہ کو میرے کسے میہر کے گھر		
شب متاب میں کیا کیا ستم آرا چمکا تیرہ بختوں کی لڑیوں کا ستارا چمکا		۱۲۹
گو کیا اوسنے کوئی امر نہ مجھے اظہار لی گئے ایک دن اوس گل کو جو وہ خندنگا برج ہرات کی پرگزی مجھے یل تہار سیری ہر کاؤن سے آکر یہ سنایا اخبار		
لینے وہ صدر نشینوں میں گرفتار ہے آج گرم اس کے تو کچھ سرد رہا ہے آج		۱۳۰
پھر تو زہ کیا اسنے مرا خوف خطر دور پر پہرنے لگات لگات کو مانند قمر روسیا میں رہا ہر تقاون دن ہر نکھر میں آیا کہے پچھلے کو کہے وقت سحر		
دن نکل آیا کے دن یہ اسے دیر ہوئے ہو گئے صبح تو دنیا مجھے اندھیر ہوئی		

سجھت بیدار مری خفتہ ہوی آیا زوال
روز و شب منتل مجھے کرنے لگا شوقِ صال
سونا اور سسیم بدن مابین تو اچھا و خبا
دل رہا ہر گہری تیج غمِ فرقتِ مذہال

خاک پر لوٹ کے پر رات بسر ہونے لگے
سہر ٹنک کر شبِ فرقت میں سحر ہونے لگے

نارِ بیجا مجھے کا فتنے غضب دکھلایا
کہے گہور امرے جانب کہے سر نہوٹایا
منہ نبا کر کہے گہرا کہے جھجھلایا
دانت پیسے کہے جھپیر کہے غصہ کھلایا

کیے سو غم سے بے ترک طاقتا اسنے
رو نہ کر دو دو پہر مجھے سکے بات اسنے

کشکش میں مراد لی آٹھ پیر ہنے لگا
شب کو وہ خانہ خراب اور کے گہر ہنی لگا
اشک آنکھوں سے بے درد جگر ہنی لگا
بسترِ بچتر میں شام سے مر رہنے لگا

غم نے کیے سے نہ سر کانے دیا یہ جھکو
خانہ تیرہ ہوا گور سے بد تر جھکو

دنگو جے گہر سے جلایا طیش سودانی
پنچہ دست جنون بادن لگا پہیلانی
دشت وحشت کی گین جھکو ہوائیں آنے
ہاتھ بڑھ بڑھ کے لگے سوی گریبان جانے

دل لگا کہنے کہ چل بیٹھے دیوانوں میں
بہر گئے بیڑیوں کے غل کے صدا کا نو میں

دیکھ کر جھکو کے کہنے عزیز آپس میں
شدت جوش جنون پا کے مری نش نش میں
دل کی کانہ پرٹ آہ کیے بس میں
مضدین کھلوانے لگے دکی لہو کی تیز میں

رزوی چہری کی ٹہری گھٹنے لگا خون میرا
ہو گیا سال بہ رنگ و گر گون میرا

بچلے غم کے تھراں بلغ جوانی کے بہار
حلقے آنکھوں میں پڑی جسم ہوا غم سی خار
چھپیان مازو وٹے ہو گئیں کاٹا کھار
یہ ہوئی شکل کہ برسوں کا ہو جیسے بیار

	بگڑھی منہ کی کوئی مسمی سے بناوٹ کرتا سرسہ دیکر کوئی آنکھوں میں لگاوٹ کرتا	
جلے	جلے جلے کوئی زلفت بنا کر آتا دروندان کوئی مہنس پہنے غضب جیتا	لے بلائیں کوئی ہاتھوں کے خاد کھلاتا سرخرو ہونیکو لالے کوئی لب یرلاتا
لالہ	قد اگر کر کوئے اوس میں سو کو دکھلاتا کوئے یوشاک کے تنگی سے کنچا جاتا	
سہ	دیکو اجب و سننے کہ عالم ہے مرا حوچال سہ تہ غنچہ دہن کہنے لگے ہو کی نہال	استیجا کیا در پردہ ہرا کی سنی کا سوال جان حاضر ہے میان ہاں ہے پیاری کیا مال
سہ	زر کے دینی سے کہے دل کو نہ آسائش ہو کاٹ دین تن سی ابھی سر کی جو فرمائش ہو	
سہ	یہ ہوا بدلی کہ باغے جھے دینی لگے خار طرہ اسپر یہ ہوا اور پے عاشق زار	ہار لالاکے دل اوس گل کا کیا باغ بہا بد میان میں سے نگائیں تو نہ بینین نہ ہار
سہ	گر میان یار کو دکھلائیں نئے چاہوں نے نیک میان پہو لون کے بھوئیں ہوا خواہوں نے	
سہ	چکے باتوں سی اوسی چاہا یا بستہ لب جے میں کتار ہا کچے صاف زبان نہ کہا	حال دہرایا کوئے میں سے تو منہ پھیر لیا بات کی ایسے چا کر کہ ہوا دل چورا
سہ	عشق کے بوسے معطر ہو ہی گھر گلیوں کے خا خدا ان آنے لگے عطر کے ڈلیوں کے	
سہ	پان سنگوانی کی کی رسم ہوا سنی جہا ہو پنے غیر کو گوری یہ گوری بہا	جمع اس رنگ سی عشاق کے ڈھولی سک قتل پریشا ادھا یا مری یون کیا مری
	سرخرو لوگ ہو ہی جو سے نکلے جے کے رہ گیار شک سی میں خون جگہ پے کے	

مچکیا جامہ حسن سے ایسا سٹار	ہم بیالہ رہا کم ظرفوں سے دلیل نہار
ساغر نل گے بہر بہر کے پلانے سوار	شیشہ دل پر مری سنگ جھکا ہوا
نشہ کی جوہری باقوتیان بھوانے لگے	
کیا فلک سیر مجھے آنکھوں سے دکھلائی لگے	
۱۱۲۶	
چنے یا قوت کے دکھلاتا تھا کوئے لالا	بجلیان یار کو آنے لگین بالابا
سرمد دیتا تھا کوئے آنکھ لگانے والا	ستے بھرتا تھا کوئے کہ کروں نہ کالا
چلے دیتا تھا کوئے ہاتھ پینانی کی لیے	
۱۱۲۷	
چکے اچھا سا دوپٹا کوئے لیکر آتا	اگلبہن کو کوئے یا جامہ نیا بچاتا
رنگ کنڈن سا جو وہ سیم بدن چمکاتا	جا کر سونے کے چڑیا کوئے اگلیا لاتا
کرتیان لی کے کھپے کے خاندن بابتا	
جھلسا زمی کوئی اس جال میں پھیلاتا تھا	
۱۱۲۸	
راہ داروں نے کیا یار کو آخر بدراہ	کوچہ گردی سے کیا بد چلتوں کے آگاہ
رفتہ رفتہ ہوا خود رفتہ مرغیت ماہ	یوسف بردہ نشین کو ہوئی بار بار کچھا
وصل کے بہو کے عداوت مجھے دکھائی لگے	
۱۱۲۹	
گھر سے نادید و نکی دعوت کی پیام آئی لگے	
اپنے جیسے من جلسوں نے بلایا اوسکو	رقص کے حبس کا سب بہا دتا یا اوسکو
دل لکانے کی لیے ناچ دکھایا اوسکو	راگ لا کر مری ہاتھوں سے گزایا اوسکو
۱۱۳۰	
بروہ ساز میں سب دل کا کیا راز اوس سے	
سازشیں کرنے کے بزم میں مساز اوس سے	
بیکے سی جو کبے عین دہن تنگ آیا	باغ میں اوسکو ہوا فوہونے جا پھنچا
فرین اُجلا سا قریب لب جو بچھو پایا	کشتیاں ہونے لگین دل جو شگفتہ پایا

۵۳	چہرہ بلور سا چمکا کے جلایا ہر شب کیا میری دل کا کنول تو نے بھجایا ہر شب	
	باغ الفت کا جینا ہی گل تر خشک ہوا کشت سر سبز کو یوں ہاتھ سی پال کیا	سیج کی جلنے لگی گلشنِ راحت میں ہوا خار حسرت ہوئی بیدار گل امید کی جا
۵۴	سخت دل پر جو ریاض اب ہو تو کیا ہوتا ہے خشک خشک مصیبت سی ہرا ہوتا ہے	
	ہم نہ کہتے تھے کہ دیکھو نہیں جیسے یہ کام اینا آغاز ہے کچھ یاد ہی ای ماہ نام	اوس بری بات کا آخر کو ہوا بد انجام اختر حسن اسے اوج پہ رہتا تھا دمام
۵۵	ماہ سی کب تری چہری کے ضیائے تھے جاننے پر تو رخسار سے یوں کہتے تھے	
	تن بد کھانہ تجھے ہوش تھلی مہر لف نہ سر مو تجھے گیسو کی خبر تے جلا	میل کرتے تھے نہائی نہ یہ طبیعت ذرا زلف کا جال پریشان ہا کرتا تھا
۵۶	تانا بانے کا نہ شوق امی بت پر فن چھو کنگے جو ٹی سے رہا کرتے تھے اوچھو	
	دور دسرتا تجھے صندل کا نہ اچان چٹا تیغ ابرو میں خونِ زری کی جو ہر تے عباد	تنگے جیتا نہا لڑکپن میں کہا کی افش تیرے کان میں یہ شوخی یہ شرارت کما
۵۷	سرمہ آنکھوں کو نہ منظور نظر رہنا تھا کوئے کا جہل نہ لگا دی یہ بڑھتا تھا	
	شوقِ منہ دہونیکا تھا خاکِ ٹھیکوٹی رہتا تھا آئینہ رخ پہ سدا گرد و غبار	ایک دن صاف نہ ہم باقی تھے دونوں یو چھا جاتا تھا نہ رومال سے چہرہ ہوا
	کاجل اکثر تری گالوں میں ہرا رہتا تھا آئینہ سائے پہرون نہ ہرا رہتا تھا	

<p>۲۰۷</p> <p>کے سے نفرت کلی سے لکھ کر کون کسب دانت کٹے سے سی سی سی سی آخر کسب</p>	<p>۱۵۰</p> <p>درد نہ انکی صفائے سے نہ کچھ تھا مطلب آئنے کے کی بنانا ہٹا دھری ہو تو نہ کب</p>
<p>۱۵۱</p> <p>یاد کا نکٹ ہو تو غیہ ذرا لاتے تھے کچھ کہا تھی تھی گلیہ ری تو چاہتے تھے</p>	<p>۱۵۲</p> <p>اچھے یو شاہک پہنے کا کسے شوق تھا پردہ دار سی نہ محرم تھے طبیعت اصلا</p>
<p>۱۵۳</p> <p>دیکھا کرنے تھی بڑی حال سے بھگت بند انگلیا کے کھلے رہتے تھی میری جیسا</p>	<p>۱۵۴</p> <p>استغنین نہ کوٹوری سی جڑی رہتے تھیں دجیان کیل مین کرنے کی اور روئے تھیں</p>
<p>۱۵۵</p> <p>چکی رہتی تھی کوٹوری نہ ستارہ لسی رہے گہات پر لہر نہ ملکتے تھے بے جلوہ گرے</p>	<p>۱۵۶</p> <p>بہاری انگلیا سی نہ محرم تھا تو ای شک پری مانگ چڑیا کی کہے ہو تو نے سے دہرے</p>
<p>۱۵۷</p> <p>آکھین سینے پہ کلبی جان جھکے تھے تھیں چمکیاں گو کمر و مین یون نہ رو کی رہے تھیں</p>	<p>۱۵۸</p> <p>جامدانی مین سنتے تھان چکن کی پنہان گل کی شبنم کو سدا جانا تھا آب روان</p>
<p>۱۵۹</p> <p>تھک چکا تھی امی گلبدن اطلس کے کمان اشترنے کے شجرون پر تھا شجر کا کمان</p>	<p>۱۶۰</p> <p>گر کہیں شکو نظر فاسم و سنجاب آیا ہاتھ ل ل کے سحر ہو گئے کنجاب آیا</p>
<p>۱۶۱</p> <p>کمر اور کو کو کھی سج وچ سے تھا کچھ مطلب پانچا بیسی کا تری یا پنجو مین فرق ہی اب</p>	<p>۱۶۲</p> <p>آگے دو تھان کا پا جامہ پہنتے تھے کب کھیاں بڑی تھیں اب امی گلبدن اسطر علی</p>
<p>۱۶۳</p> <p>دھپلا ہر وقت کمر بند پڑا رہتا تھا نیچے جیسے سے شکم مین نہ گڑا رہتا تھا</p>	<p>۱۶۴</p> <p>تنگ بیزنگ تھا ہر رنگ سے شہر تھے جوڑ توڑا یسے بہلا تھو کمان آئے تھے</p>
<p>۱۶۵</p> <p>کے ہلکے یہ دو پٹے نہ رنگی جاتی تھی پتے گوٹ نہ ادا سے مین نکواتی تھے</p>	<p>۱۶۶</p> <p>تنگ بیزنگ تھا ہر رنگ سے شہر تھے جوڑ توڑا یسے بہلا تھو کمان آئے تھے</p>

	گنہی رنگ کو نیکو نہ کہرا کرتے تھے ہانے جوڑی سے کہے دل نہ ہار گئی تھے	۱۰۷
ہنگین چوڑیوں کا تہا نہ طبیعت میں ذرا رنگ مند بکا کیسے رنگ نہ خوش آتا تھا	سجا جوڑا تھے جو ٹھون نہ پہنتے دیکھا دل چر اپنے تہے حاسی صفت موزنا	
	دست رنگین سی حسینوں کے جلا کرتے تھے پاؤں پیلا کے نہ ہاتھ کو ٹکار تے تھے	۱۰۸
تہا تہا ترا کر دین میں بت ماہ لقا دل تہا آگاہ نہ رفتار کے چالوں سی لقا	جکے سٹے کا کہے پاؤں نہ جوتا نہ سجا گھنگر دجھا گل کے صم بویے تے یوں صد	
	مندے زندون کی کیجے نہ کل پڑتی تھے مردی کب پاؤں کے آہٹ او چل پڑتی تھے	۱۰۹
سوئی جامد کی تو زیور کا بھلا ذکر ہے کیا تلخ گل رہتے تھے گھرون سی کلائی سی	گناہوں کا نہ اپ غنچہ دہن ممکن تھا بار کا نہ ہے پر شہر تے تے کس نہ سبلا	
	کان سبلی کی نہ کیوں سے بہری رہتے تھے پہول چنپا کے کب انگیا میں دہر دہتے تھے	۱۱۰
چپکا پونڈ کا لگا تہا نہ سر پہ یار شہر نہ کہے ہو بویے نہ تباہی بیہار	چوٹے ہاروں سے نہ رہتی تھی سر سر گزار ہو بیان رہتی تھیں اس طرح گلے کا کب ہا	
	نیل تم ڈال کے زعفرین کہا کرتے تھے مطر لال کے یہ مستے نہ بیا کرتے تھے	۱۱۱
آگے مفرض کی صورت نہ زبان تھی طرا ترش روئی سی نری کٹے تھے جی سکی یار	پرزی تہا تیزی تقریری کسا دل زار لب شیرین پہ نہ بات آتی تھے سب سے زار	
	یوں شکر بر یون میں نہ کمان گھوتا تھا مخ فستیر کا طوطے نہ صد ابولتا تھا	

بے اجازت چلے جانی مگر شخص نگہ	رہنہ رفتہ یہ ہوئی میری کہ سی باہر
ہاتھ پر دی سے غضب ہا کہ اوٹھا یہ میر	سیر عالم کے ہوئے چشم کو منظور نظر

پاؤں کیا جلد بڑے چال سے ہکا ہوی	راہ پر آنے نہ پاس تے کہ گمراہ ہوی
---------------------------------	-----------------------------------

کوچہ کڑی سی کہے پاؤں کو یوں ہا نہ تھے	ارزو چاند نے مین پر نیکی اسی ہا تھے
یوں ترا مکی ہوا د کے ہوا خواہ تھے	تھا کارو تجھے آلا یہ پیاہ تھے

بخت دریا کے قواس مجھ کرم ہوتی تھے	آشنا پاؤں نہ ساحل سے کہے ہوتی تھے
-----------------------------------	-----------------------------------

دیک آتی تے نہ صاحب کین جانکاب	نعلین تم جھانکتے تے آنکھ لڑانکاب
سایہ سے ہا گئے تے دل کا لگانکاب	آف نہ مجھے کہے کرتے تے جھانکاب

زینت کا لطف تھا ہر دم مرادم بہرے تے	جان جان زندہ دلون پر نہ کیے مرتے تے
-------------------------------------	-------------------------------------

آنکھ ٹوین پر جو نگہ پیاری کوئی کرتا	عین اخلاص مین مجھ شہوئے ہوتی تھی
دیدہ بازی تو نہ منظور نظر تے اصلا	آنکھ تم مردم دنیا سے چراتی تھی

دیدہ عاشق کو قیامت کے نہ دکھلائی تھی	چتوڑون مین سر محفل نہ غضب ڈھائی تھی
--------------------------------------	-------------------------------------

سن کی یہ بات وہ خوش چشم کیا اچلکر	دیدہ یہو مین جسے نظارہ ہر منظور
گہورا گہا رکھی مین بایں تو مشن کو خبر	رکھتا ہے دیدہ و داشتہ ہی تخت چیمیر

بگمہ کوئے گمان جا کے کیا کرتا ہے	تو تو ہرل مجھے آنکھو مین رکھا کرتا ہے
----------------------------------	---------------------------------------

قرق اسطر حکا نے مین دیکھائی کین	کس حبیب مین ٹپی بای غضب جان چین
کب تک صحت تصویر رہون خانہ نشین	مین ہی تو آدمی کی جان ہون حوالہ چین

۷۷	جی نہ بھلائی کو کس طرح سے باہر جاؤں اپنا دم گھوڑے کے اس قیدیٰ کیا مہر جاؤں	
۷۸	جاکو اور کسی کی تو بھلا کو سون کیا آگ لگ چا می محبت کو اور اسکا مہرا ہو چکوں میں کہیں غارت کہ چکے یہ جہرا کہ دیا اسچے پہلے دلو مصیبت میں سپا	
۷۹	قدر بقدر نے کچھ خاک نہ جانے میرے مفت کیا ہو گئے برباد جو آنے میرے	
۸۰	ایسے باتیں کہے آگے نہ سنی تھیں جانا ہاں بہت دن ہوئی اب دل مڑھت ہے ہر طلعت وی دمی کے سبکے کو دیا میرا ایسے ہر جا ٹوٹنے مات نہ کر اسے خدا	
۸۱	اچھے صوف جو کسی ور طرف پائے ہے غیرت ملنے کی تہمت مے سر آئے ہے	
۸۲	آنکھ میں ڈال کی آنکھ اور سنی جو اس طرح مہراں غیر یہ تو ہے تو مجھے اسے کیا بولائیں بس مجھی ندی کی صفائی نہ کہا میں نے بھی ڈھونڈا ہی اپنے لیے وہ ماہ نقا	
۸۳	دیکھے انسان جھک و سکی تو چکا چوندین سے جکے متاب سے جہر یہ ہوا چھٹ جائے	
۸۴	پروہ سٹے کی طرح کانپ کی بولا اکا ایڑی چوٹی پہاؤسی صدقہ کوں بس نہنا میں نہ کہتا تھا کہ ماہتہ آیا ہی سکی کوئی بار میں پکارا کہ زبان بند کرا سی بد کردار	
۸۵	سمجھ کو کیا کیا نہ جلاوے کا جلا پاؤسکا کان اب کہوں کے سن مجھے سراپاؤسکا	
۸۶	آب وہ رخ میں ہی او سکی کہ نہیں بیان جلوہ قدرت کا ہی اوس بیت کرا بیان تیزی خزا و صاف سی قاصر ہے زبان دیکھے ہو گئی نہ فرشتوں نے بے الی انسان	
۸۷	حور منہ او سکا تے شندر ڈھیران سبکو ہوش پر یونگی اوڑین تخت سلیمان سبکو	

اوسکی نامت یہ قیامت کا کرو نہیں نہ خیال
کہ قیامت پہلا پائی ہے یہ حشر کی حال
سہو سہو نہ کر نہ ابرین جو کو لے کر دی نہال
شاخ کیا ایسے ہی طوئی اس جو توں نہال

اوسکے رفتار سے یہ بات مگر پائے ہے

سجسہ طور میں اعجب زمیں سیالی ہے

۱۹۰

جیاج رنہ غصہ ہے کہ زمانی کو ہلا ہے
ہر قدم زلزلہ ملک دل عناق میں آئے
حشر تک شکل نہ عالم کو قیامت دکھلائی
تہتر تہتر آہوا بہو بچال زمین میں چپ جا

دم رفتار مگر جب کہ کچک جاتے ہے

پر تو حسن ہے اک برق چمک جاتے ہے

۱۹۱

اوسکے زلفوں یہ وہ عالم ہے کہ عالم ہوتا ہے
سامنی جب کے خزان یہ ہے سنبل کے بہار
کیا سنبل نہیں سنبل سے کچھ اصلا مگر کار
یہ مسلسل وہ بریشان یہ تو انا وہ نزار

اسکوشائیت و طرار سر اسر دیکھتے

اوسکو محبوبہ کلزار میں ابتر دیکھا

۱۹۲

ہرین مومری تن پر ہو اگر شکل نہان
ہو دی اوسن لطف کی خولی کا مونیان
کہے زنجیر کا ہوتا ہے طبیعت کو گمان
کہے کہتا ہوں مریشانی میں شام سحران

بال ہر بے نہیں صف اوسکا ادا ہوتا ہے

موشگافی میں گردن لاکھ تو کیا ہوتا ہے

۱۹۳

جھلاری یہ ہے شہباز طبیعت طیار
بیچ سے طائر مصنف کوئی گرا ہوں شکا
نہیں اندہ ہر جو گیسو کو کہوں میں شہنا
اس شب تار میں روشن ہے چراغ خفا

جلوہ کامل کا نہیں رخ یہ نظر آتا ہے

کان کی لو کا دہوان تاز سے بل کہا تار

۱۹۴

عقدہ اوسن لطف کی بندش کا کسی نہ کھلا
اسے سود بین بریشان بڑی بہر ہی صبا
گرہ زلف رسا باغ میں ہو جا ہی جو
لکھت گل کے چین میں مین بندہ جا ہوا

۵۸۶	صحن گلشن میں پریشان جو وہ سہل ہو جا نا نہ شک خلق عجب ہر گل ہو جا	
۵۸۷	زلف پیچیدہ وہ اسے ہے کہ خالی کیل بگڑی اوس زلف سی سہل تو بنی خاطر خواہ	جکے کاتے کلمن میں نہیں منتر واد بولے زنجیر تو ہو خانہ زخیر تباہ
۵۸۸	اوجھے ناگن تو وہ کوڑا دم رفت اریں بل کر سی سانپ تو رسے کے اوسی مار پریں	
۵۸۹	اوسکے پیشانی زوہ وشن ہا کہ ٹھہر گاہ چاند سی ماتے پہ امتنان جو حجبی غیرت ماہ	ٹیکے سر شام سے ہر زہرہ جبین شام کپاہ حشمت اطلالک سی گر جائیں ستار واد
۵۹۰	ماہ یک ہفتہ زمندہ پر کبھی تابندہ ہو چودہویں ات کا چاند اوسے تو شرمندہ ہو	
۵۹۱	تیغ ابرو کو اگر چرخ پڑے ماہ چڑھائی روبرو اوسکے کہے قوس فلک سے نہ اڑے	حشمت میخ سے شمشیر لالے گر جابی دلین لکھو مہ نو چرخ کہیں یہ سنای
۵۹۲	خالی آگاہے نظر حسن سے پہلو میا ہیون کی تشبیہ کی قابل نہیں ابرو میا	
۵۹۳	وہ ہو فکوحو کر یس تو سہمے یہ جہاں اون کمانوں چلین تیر تو تر پھین انسان	بہا کے کوشی میں نمان ہونیکو چلا کی کمان مغ ناوک زدہ ہر تن میں غی طائر جان
۵۹۴	ریشک اون بیکون کا عشقون کو تو وہ پڑ پڑا دل کمان ابرو ون کا تیر تر سے چید جابی	
۵۹۵	آئینہ اوسکے وہ قیامت سے گلشن میں آہا نکے بیغز جو بادام کہے آئینہ لائی	حشر تک زکس بیمار نہ صحت کہے پا یوست اندام کا بس شیم زونین کہنچ جا
۵۹۶	صید گایا اوسکے اگر دست حقن ہو جا نشر آئین کا عروون کی ہرن ہو جا	

چہ تو نہیں وہ قیامت کی شرارت ہی بہرے
جنگہ دفتر میں بے خوش چشموں کا چہرہ نظر ہے
مگر چشموں میں تپ کی غضب جلوہ گری
بچنے پانی میں ہی مایہ نہی شیشہ میں نہی

اوس میں سرمہ جو لے اور بے لاثانی ہو
کیا یہی ہے وہ نگینہ جو سلیمان نے ہو

چشم میں ہے وہ کہانی کہ ہوا سب کو تباہی
کری سرمہ جو لگاوت تو وہ انگین کلا
عین نادانی ہی مردم کوئی گرجان کہا
ہستے ہیں جا ہی مگر ہاتھ وہ بادام سے

ایک سہتی میں جنین برکس ہمارے انگین
کوئی تو میں نے اوس سے جو کرے جارے انگین

بیچ میں آنکھوں کی اس طرح ہے بنے کا گذر
جیسے اک سنت کی ہون ہیلو وین و سار
اس سائے بونے سیری نہ طبیعت کی مگر
دور میں کی سب مجھ کو یہ آتا نظر

ناک کے پاس ہون سرمہ نہ ہوا نے میں
شاخ بلور میں توار کے پہلے ہیں

زنگ نہ ہے وہ طلائی کہ نہیں جگہ نظر
بہا خاک عناصر کو جو کیسے اکیر
جلوہ اوس شوخ کے زنگت کا قیامت ہر
پہو بچے صنو مہر کے جب کو نہ قر کے توبر

زنگ خسار کا شعلہ جو بڑک جاتا ہے
آتش حسن میں کندن سا دکھ جاتا ہے

چہرہ ایسا ہے دھخان کی بڑی جگہ نظر
آگے آنکھوں کے چکا جو نہ رہے اٹھ ہر
اوس کے خسار کو مٹو میں جو کما شمس نر
جائز سو بچ کو حسینوں نے خیر یا اسر بچ

رخ کے تشبیہ سی کس کو یہ باری نہ ہے
مہرہ چہ رخ کی کب آنکھ تیری نہ ہے

اوس کے عارض میں نہ نگین کہ نخل ہو گلزار
دل سے جنگہ تصویر سی سداغ و سہار
عارض حسن پہ بازار ہی غشت گل ہر بار
دیکھے ان ہو لو کو بل تو ہو آنکھوں میں

	روسی گل ہے یہ نہیں نیرودہ خزاری ہیں ایک رخ کیا جھل وس سی تو رخ ساری ہیں	۱۹۷
لب میں اوس گل کی وہ ناز کی کہ نہیں کیا بوسہ لی لینے کا عاشق جو کئی ہم گمان	رنگ اپنا ہے نزاکت سی ہی چہرہ کہ گراں ناز کی سے وہیں رنگ گل سوسن موعیان	
	نگہ گرم کہو اور سوا کرتے ہے کالا منہ مٹی سی اوس لب کی بنا کرتی ہے	۱۹۸
دہن تنگ کی کس منہ سی کری کوئی ایشا یان زبان لال ہی غنچہ کی روش منہ میں بیا	یہ وہ عقدہ ہے کہ مضمون کی نہ بندش کھلا فرط حیرت سے نہیں بات دین میں گویا	
	اوڑ کے مضمون یہ مری ام میں پر آیا ہے جال میں جس نے عتقا کوئے پھر کا یا ہے	۱۹۹
لب میں حاصل کہ باقوت کے پھر نئی نظر جان لب جو چہرہ ہو جبکے جاگر	کسی غیرت سے عقیق لینے خون جگر زرد یکہراج کے مانند ہو چہرہ کبیر	
	اوسکے باتون میں جو اچھا زمیہ چائے ہے لعل کے طرح اب سرخ میں جان پائے ہے	
لب وہ شیریں ہیں کہ ہی کر کری حسنی اوڑا عنے خیر باد کی معشوق کو ہو تلخ حیا	باتیں مصرعی وہ ڈیاں کہ میں سینے ذرا آگے اول ہونٹوں کی کھلی لب شیریں بنا	۲۰۰
	بوسے دو دسی وہ شکر ریز تو مطلب ہو جا منہ مرا قند مکر سے لب لب ہو جا	۲۰۱
اوسکے مسکرتہ زانے جو اکلمہ لپیٹی جب ٹپپی فکر تو ثابت ہوئی موتی کی لڑی	جب لڑی اکلمہ نواک فکر طبعیت کو بڑک کیسے موتی کی لڑی او میں خراش بڑکے	
	ہے شرارت جو ٹپری او میں تو سیارے ہیں میں جو سیاری تو اکلمہ لپی مری تارکین	

<p>سجے گر پڑی ہے جب ہنستا وہ عبت ماہ ایسے الماس تراشی نہیں دیکھ والد</p>	<p>کلام کرنی نہیں دانتو کی صفائی نہ نگاہ دست صانع نے عجب موتی پڑی ہن ماہ</p>
<p>ہوئی ہیری کی کے جس سے جھل تیزی میں موتی اون دانتوں سی جو ہٹا ہو گھر ریزی میں</p>	<p>۵۴۳</p>
<p>دیکھ لے آب تو تیرا ب نہ آئے دم بہر مشری دیکھ تو مر جا ہی رہا کمار</p>	<p>اوسکی دانتو کی صفائی یہ جو غلطان کچھ ٹوٹے گردون سی ستارہ چو کو اونہ نظر</p>
<p>ٹکڑی اون دانتوں سے الماس بکول ہو جا بیٹا ہوئے کوئے موتے جو مقابل ہو جا</p>	<p>۵۴۴</p>
<p>باؤلی ہو رہی ہے اپنے طبیعت تو تہا پانے بہرے ہن جہاں لوف کھار جہا</p>	<p>کیا ہوا وس چاہے رنخا کے لطافت کا بیان چمن حسن صم میں یہ مگر ہی وہ کونان</p>
<p>کیا طراوت ذقن رشک وہ ماہ میں ہے دانتو اول اپنا دل زار سدا چاہ میں ہے</p>	<p>۵۴۵</p>
<p>جسے دیکھا وہ گلا آپ سے باہر چلا ریشک کی برف سے کیا جسم صر کا گلا</p>	<p>اے سکی گردن ہے کہ اک نور سے سانجی میں ملا آباد اریسے جو محلو نظر آیا وہ گلا</p>
<p>سو ہی سجانہ گلو اوسکا اگر منہ موڑے ہو کے ہرست نخل شب سے کی گردن توڑے</p>	<p>۵۴۶</p>
<p>واژگون جام کہوں انکو تو صم میں ہے تن کی کرسی چھنٹ پائی ہی نہ چوں تنی</p>	<p>رتبہ شاہو کا بڑا جاتے ہیں حسن ریت اس سے بہتر کوئے پہلو نہیں ملتا سریت</p>
<p>سچ اگر بوجھو تو وہ ساعد و ملی جانیں میں کشور حسن میں شاہو کی بڑی شاہیں میں</p>	<p>۵۴۷</p>
<p>مچھلیاں خشکی صاحت بہرے میں ہے بیخہ ہرے روشن وہ کلائی ہے سوا</p>	<p>اوسکے بازو میں مگر مویہ دریای صفا شمع ساعد کو کہوں میں نہیں اندھیرا</p>

	ایڑی دیکھوں میں عجائب ہیں درختان پہنچے اوسکے پہنچے کو نہ روی نہ تابان ہوئے	
۱۳۵	پہنچے دست وہ گلہ دستہ ہی دل جس سے ہوا پہنچے مر جانکا جو ہو دست نگارین کڑا	دست لے لے اسد کے قصو میں خا اوٹھکیان توڑ کے رکھدی زمین موج ربا
	پیکل کل کو ہوا اوس ہاتھ سے جہدم لڑ جا ترے رختار ہر صر کا طمانچہ بڑ جا	
۱۳۶	اوسکے ہاتھ کو نہ پہنچی نہ کامل خا اوٹھکیان ایسی کہ معشوقوں میں انگشت	ید بیضات مقابل ہوتیلی کی ضیا باخنا سطر حکے ہر دلی گر جس ہووا
	سامنے اوسکے جو شرما کے نہ سر نہوڑے سب کہیں عقل کے ناخن نہ نوٹے وڑے	
۱۳۷	سینہ وہ سینہ کہ دیکھی تو ترپ جا بستر اوبہری اوبہر کہیں ہوتا نہیں غضب	ایسے سینے نہیں کہیں میں کہنے سن ہر سراوٹھایا ہے مگر حسن صفائیکر
	قد و پستان فی تاش مجھے دکھلائی ہیں سجڑے طورے و و نور کے پہل پائی ہیں	
۱۳۸	محل قامت میں دوپٹا کی لڑ میں کیا فریے ہونے سے کو گئے غم ہی جاشا	دیکھ لی سب تو آئی تہ سب بلا دانت نارنگی کی کٹے رہیں غیر تہ سدا
	پہول سی سی سی یہ کب میں سر پستان پیدا ہوئی گلشنیں انار و نس پستان پیدا	
۱۳۹	سجرتن میں نہیں پتا کی لطافت کا جوا نکڑ میں ڈو کی مضمون یہ سلا کا باب	کیون نہ مجھ کی طرح طبع ڈان ڈانیتا اک جاحسن کے دریا میں مگر دھیں جبا
	اور بات اس سے نہیں کہی گئی جانی ہے اوسکے پستان پہ یہ پیہتی مری کیا جانی ہے	

<p>۲۱۳</p> <p>شکم صاف کی اوصاف بیان کیجئے کیا</p> <p>مرد و نیک عیان ہے سبب جوش صفا</p>	<p>۲۱۴</p> <p>پرچہ الماس کا یا چاند کا کیسے ٹھکڑا</p> <p>خانہ تن میں ہے یہ آئینہ اعجازنا</p>
<p>نہیں سیلی کا نشان سانپ سا ہوتا ہے</p> <p>عکس چڑھکا شکم میں یہ نظر آتا ہے</p>	
<p>۲۱۵</p> <p>کمر یا رکوب بال سی دیتے ہیں مثال</p> <p>دیدہ فکر میں ہے اوسکے کمر آدیا بال</p>	<p>طبع نازک کو سہاری تو یہ مضمون چال</p> <p>موشگافی کے سبب کنجشیں بال کی کال</p>
<p>ناف اس بال میں حکمت سی نہیں خالی ہے</p> <p>دست صانع نے گردہ بر نشان ڈالی ہے</p>	
<p>۲۱۶</p> <p>کمر اور گولونکا عالم ہے کہ عالم ہوں نہ</p> <p>آگے ہے شرم کی جا طر ہے بامبد حیا</p>	<p>ناز کے چال سے ہوتی ہی تیار بریا</p> <p>صدف بحر لطافت کا کہوں چال میں کیا</p>
<p>سخت تر نہیں منہ سے نکالا جاتا</p> <p>دور مسافت میں ڈورا نہیں ڈالا جاتا</p>	
<p>۲۱۷</p> <p>پہونچے زانو کی صفا کو نہ پرسی کار خوار</p> <p>سکے پا جاہ جو اون اتونے وقت قرار</p>	<p>پسے دل ہاتھ سے گرو یہ دیکھی سار</p> <p>زانو میا کرے حسرت سی سلعا شوق زار</p>
<p>مثل متاب لگی منہ پہ ہوائے چھٹے</p> <p>وہ چہا لیبوی جو رانین تو لگے دم گھٹے</p>	
<p>۲۱۸</p> <p>ساق پانے تو عجب نور کا پایا ہی ٹھو</p> <p>نور کا جوش ہے یکہ ست صبا کا ٹھو</p>	<p>دیکھے متاب تو منہ تن ہو بگ کا ٹھو</p> <p>چمن حسن میں کیا پھولی ہی شاخ بلو</p>
<p>ست کو وہ نپڈ لیاں گرجا بہ سے باہر ہو جائیں</p> <p>شمعین خانو سون میں خاموش سرا سر ہو جائیں</p>	
<p>۲۱۹</p> <p>پاؤں اوس شوخ کی کرتے ہیں قیامت برپا</p> <p>آئینہ وہ کف پا ہے پے ہر ہر عفا</p>	<p>کوئے پایاں ہے پستہ کوئی شکل خبا</p> <p>اوسکے تلو کیونہ پہونچی نری سہر کی صفا</p>

	ادگلیان نہ کہہ لی تو اوس کے تو غم سامنے لگے ناخن یا سی خراش جگر ہاتھ لگے	۲۱۹
عرق ہی حسن کے دریا میں سراپا وہ نگار اچھے صوت پہ غم و اوس کو نہیں ہزار	کس طرح دل ہوا ایسے درگیا پہ نثار ہے وفا بیشہ جفا سے نہیں ہرگز نہ کار	
	نور کے شکل ہے ہی ہر محبت ہی ہے یہ تکلف ہی کہ صلوٰت ہی ہی سیرت ہی ہے	۲۲۰
زلف اوس کے جو کمری چم بنا ووسی دہ بکھرے بالوں کو ہلا دیوی جو وہ شک پر	ہو پر ثانی دل سے نتجے آشفہ سر تیری گیسو کی ملی خاک میں سب جلوہ گری	
	چہٹ کے دل شک سی غم جی کو سر سر پہ بلکہ مجموعہ عناصر کا ہے اثر ہوئے	۲۲۱
نظر آجانی جو اوس ماہ جین کا ماتھا بوسے لون اوس کے جبین کے کہے چوں کف پا	در دوسرے تجھے کس شک سی ماہ نقا تو ساجت سی قدم پر مری می سر کو جکا	
	پاؤں خرم کو مرا اور تری پیشانی ہے جو میں کتابوں وہ اکدن تری پیشانی ہے	۲۲۲
اون بہو دن جو لڑی آنکھ لوجی ہو بیکل تیغ ابرو کی نظار کیا ملی تجھ کو یہ پسل	کستور دل میں طیر چار طرف اک ہل چل سید ہا ہو دم میں تلخای یہ سارا کس بل	
	نوک مرگان پہ کمری غور تو تویر جل جا میں ایک دلیر تری سو دشک کے خنجر چل جائز	۲۲۳
آئینہ سے اوسکی جو بھائی تری آنکھ نہ ذرا شوخیان اوسکی نگہ کی جو کمرین حشر بیا	شرم سے مردم بنیا پہ کمری چشم نہ وا دید بازی تری نظرون میں ہو پھر عین خطا	
	نر ہے نام کو یہ قہر و ستم آنکھوں میں چشم کی رشک سی آئی ترا دم آنکھوں میں	

دیکھ کر ناک کو تو کان ٹروڑی ہر بار چوٹیں مٹا بیان کے رنگ مریض ہزار	آگے اوس سینی کی خود بینی ہو بیکار اگر نظر دیکھے جو وہ چاند سی دہن خون خوار
---	---

گوری گالوں پہ نہ خورشید کا انداز رہے عارضی حسن یہ دزانہ سچے ناز رہے	
--	--

لب نازک سی جو ہوا کے دو چار دلیر دہن تنگ کا نظارہ دکھائے یہ اثر	رنگ سے ہونٹ چبا کر تو آٹھ ہیر زلبت سی تنگ ہو تو چین ہو غفاری
--	---

رنگ اک بات میں ہونٹوں کا وان سبے چا لب ہی گون کا تری جام لبالب ہو چا	
---	--

اوس کے دانتوں کے صفائی یہ کمری چشم چو سیٹے باتیں جو کمری وہ لب شیریں سی ادا	ڈھار میں تو مار کی رویا کر غیبت سی ایسا کر ڈاہو کہ بولی تجھے دنیا کا مزا
--	---

چپکی لگ جائی تجھ سے نہ پہر لب داہو اپنے شیریںے گفاری دل کہٹا ہو	
--	--

میتے باتوں میں ہے اوس کے مزہ اب جیسا اوس کے شیریںے گفاری کہ شہد کو مات	جنکا مشتاق رہے یوسف مصر دریا قند باتوں میں وہ گہولی تجھی کچھ نہ
---	--

زندگی تلخ ہو شیریںے سخن کی کہو جائے شربت زلیبت تجھے زہر ہلا ہل ہو جائی	
---	--

نام وہ پوچھے تو ہو شرم سی چہر آباں گھر کو وہ پوچھے تو شہد ہو توانی خانہ آباں	ای صم نام کو کھلے نہ تری منہ جواب اس حماقت پہ وہ ہوماری سہنی کی ریا
---	--

سر ملا کہے ت مجھے یہ وہ غیرت ماہ واہ کیا آپ کا معشوق ہے سبحان اللہ	
---	--

رخسہ چشمک وہ کمری چشم دین سو بار باتیں سو ڈھال کے بھیر نہ وہ شمع غدار	بغلیں تو جھانکی گرا آئینہ نہ اوس شوخے چا گر بیان ہوں تھی تقریر کے آگے فی اننا
--	--

	جل کے شاید جو کوئی مات کے شکل میں وہ سر زریز یون سی آگ لگادی دل میں	
عوق ہو بحر زامت میں بہر بولا جاے بولی زو صفیان اس ٹپ کے دل شرم کا جاے	چینٹی دی ایسے وہ تھک کو کہ بسنا آج پیتے ایسے وہ کے گرم کہ تجھ پر چھا جاے	
	دل کر اگر کے نہ ان باتوں پہ جب تو رہے کے آوازہ زرق لب وہ دیکھے کے	
مقبسم ہو کہے خار وہ تھک کو دیوے گالے تو ایک اسی دیکو تو وہ دودھ کو	فصقہ مار کے کہ ہوش تری کو دیوے ایسا ایسا وہ ہتے تھکے کہ تو دودھ کو	
	بگڑی تو اس سی جگت میں تو بنائی تھک کو ٹھیکو غنیمت وہ سردست اوڑائی تھک کو	
دیکھے چاہ وقت اس کا تو یہ ہو حال تباہ اوسکے گرد کی صفائی نہ چوڑھائی گناہ	ہو زامت سے کوہ میں تھکے گرنیکی چاہ گھٹکے دم آئی گئے میں ترائی غیرت ماہ	
	ہوئی سجدت نہ ہیبت کہے تو اس کے ہاتھ ملوایا کرین ساعد و بازو اس کے	
شانین دین اسکی سراپا تری شان کو گنا بیروٹی چھپ تختی سی اسکی تری تختی گنا	لشت اکبار کرے لشت ٹکبر کو دوتا دیکھے پتا نکو تو سینہ نہ اوہا کہلا	
	اپنے نازکیوں کی حسن سی کشاد دل ہو اون انارون سی تورخون کا مڑھل ہو	
اوسکے محرم سے ہو محرم تو عجب ہوئی بہا پان بیٹکی کی گوریکا نظر آئی جو یار	گنا ملے بارہ سے ہوسیتہ خاطر افکار ہیٹ بڑی تجھ پر عم و برنج دالم کے دیوار	
	صف مڑگان کی رخ انگیا کے کرن سی چائین دیکھے چڑیا تو ترے ہاتھ کے توئی اور چین	

شکم صاف پہ گردیکلی کرتی کی پہن
ناف اوس شوخ کی نیجای ترا قفل دہن
جلسا زنی مین تیری رخنے تیری ہی بدن
پیٹ کی آس کے کچھ کوئی لپٹ آئی بن

آئینہ اوس موی کمر سے جو یکایک لڑ جاے
طاؤر دل پہ میان مال کا پندرہ پڑ جاے

اس سی آگی کسی عضایہ اگر جابی خیال
دل انا دم رفتار کری کر گئے چال
آتش رعب صمم تنجب کو جلاؤ فی الحال
اسیارا نوئی جیسے بچے گندم کی مثال

گر تصویر مین کچھ اوس غیرت مناب کا دیکھ
صدف صاف مین جلوہ در زایاب کا دیکھ

نپٹ لیاں اوسکی جو تو دیکھے تو یہ رشک ہو یا
بیٹھے تو اوسکے بچو نے پہ جو باغ و قفار
زنا نو غم سے کہے سر نہ اوٹھائے زہار
باؤں دہلوائی نہ وہ تجھے کبھی اڑے عا

سر قدم پر ہے جب کالے تو نہ مانے جھکو
اپنے تلوی کے برابر وہ نچائے تنج کو

اوس سی مانوس موہین مجھے اوسی لفت ہے
ذائقہ وصل کا بوسوں کی کہے لذت ہے
بیچ کا ذکر نہیں مشغلہ راحت ہے
تمہقے اوڑھتے مین کیا لطف ہے صحبت ہے

لب طلب ہستی مین باہم نہیں مٹے مین
جشن ہستی مین شب و روز مزی اوڑھ مین

ابے کم سن ہی وہ ہر بات سی کا نہیں
حسن کا شیفہ وہ رشک وہ ماہ نہیں
وضع دار کا طریقہ کوئی دلخواہ نہیں
میری یوسف کو بناو مکی زرا جاہ نہیں

ستے کا جل سے طبیعت ابے گہرائی ہے
سادگی چہرہ روشن کے غضب ڈھائی ہے

بال اوس بچے مین تو یہ انہیں اوس کو نہ مو
ماگن کچ رہتی ہے شانی سے کشیدہ سیو
چوٹے مو بات سے برجم ہے سر سر کیو
عاری سی رکنا ہے آئینے سی ہائے رو

تیری صورت کوئی کب شکست کا دم بہتا ہے اپنے چہرے کی طرف رخ وہ نہیں کرتا ہے	
حسن ذاتی ہے خود آرائی کا ارمان نہیں جاکر کرتے کا گریبان ہے تو کچھ نہ بیان نہیں	بگڑتا ہے بناوٹے وہ نادان نہیں مکے انگیا کا خیال اوسکو کے آن نہیں
عطر ملا ہے نہ پوشاک سے بھاتی ہے میلے کپڑوں سے سدا بوی عروس آتی ہے	
زینب زینت کا سہل مذاں تیاؤں اوسکو عاشق زار بناوٹا بناؤں اوسکو	بان سیاب جاؤں تو میں راہ پہ لاؤں اوسکو وضع داری کی یہ تصویر دکھاؤں اوسکو
اس قدر مد نظر حسن کے آرایش ہو مجھے ہر روز نئے چیز کے فرمایش ہو	
تجھ کو پہر آ کی ہانی سی وہاں لیجاؤں آگی اوس شوخ کے لیجا کی تجھے بٹھاؤں	جب بہت میں اوس زریابی پہ پاؤں متین دون شک کی منت سی دسی بھلاؤں
جو نہو چیز صبا وہ اوسے آن کر وں بگڑے تو اوسکے بناوٹا میں سلمان کر وں	
تیل زلفوں میں وہ ڈالوں کہ ترا دم ہو ہوا چوٹی وہ کہنی کے پہر گوئد ہوں کہ تو ہڈو ہٹا	اوسکو ہٹا کے وہیں جلد لیسلی بیاں لکھا شانہ اون گیسو وہیں کر کی ابد حسن صفا
ڈالوں وہ نقرہ مویات کہ تو بل کہا جائے سر پہ رنگ طلا سے یہ سبیدی جہا جائے	
جھٹکے جی تیرا ستاروں کی طرح شکستہ شیر کی طرح تراپ کے ہو دل خاک پسر	پہر خون ماستے پہ اسطر حکا نشان پسر کاجل اوس چشم کو ہو جگہ ٹھی منظر
مے ملو کی دہوین تیری اوڑاؤں دم میں عمر بہر روی لہو سرخی بان کی غنم میں	

ماگن لی موتیوں کی ماگن تری رخی صفا
مالان اوسکے کرین خلقہ صفت قد کو تو

امانت
سہر کے تقوید کا تو نقش ہے دل سدا
جمالی برساتیں نرمی اکمنہ سے لڑنا

زلف کی جھونک پریشانی کا سامان کر دی
آئینہ قبول کی قلعے تجھے حیران کر دے

دست دیا اوسکے بہہ ہو گا وہ کروں ٹکلی
تیری منہ نہ کھانے کے نہ اوسجا حاصل

جسم یا مال پر بقیعش کف پاکی صورت
بزرگ چہرہ کا اور ٹمی دزد خانہ کے صورت

<p>بند ڈھیلہ تری سر عضو کا ہوا ہا ہا بالکین خاک میں ٹپائی کری چشم و</p>	<p>چڑیوں کا اوسی دنگ پنہاؤن جڑ سر نہ پہراوٹھ سکے تو لا کہ کری دکھو کڑا</p>
--	---

ہوئی محتاج قدم و ہاتھ سخی اوٹھانی کی لیے
آوی چاہیے ہو راہ تیلنے کے لیے

بہاری انگیا اوسے ہٹیک نہاؤں ای یار
 طعن کو کی تری جانب دے کے سو سو بار

ہو سبک سیری بظرفین نئی سینگا اوتا
 پروہ کر لو مجھے زحمتوں ہی نکار

شرم کی بات یہ جبکہ اس نے نہ پوچھا ہو
وہ ان سیناؤں کے انگلیاں نہ جان چڑھائے ہو

راج کی کرتے پہناؤں اوسے میں ورتار
 نوکین ہوں جسکی زبان کی تری سوزگار
 یامی خاطر میں چھوڑ دینا سار
 چھوڑ دینا سار

بہر لی آگنہ اس کے طرف دیکھتے نہ تو کوٹوالی
گوٹ کی لہر مگر مجھ پر المین وٹے

مرغ زرین فلک میں نہویہ طیار می	مدانی کا دوپٹہ وہ اور ہاؤن بہاری
آئینہ اسطر حکمی بہار ہوں کہ تو ہوں غار	تی اور چینیوں کی بیل لکھی ہو ساری

	گر گری شیخی ہو سب تار در می بین بڑ جان گو کہ و خار دی چہر یان تری دل پر بڑ جان	
لے وہ اوس مجلس گلزار کا پا جابہ پہن حسب نیفی کی نظر آئی جو کو لونہ بہن	جسکے گل یان ترا دل بند کرن عین دہن بار غم تیری کمر توڑ دای سیم بدن	۲۵۳
	پانچے ایسے ہون بہاری جو وہ ہاتھوین ہوسا میں کہوں بوجہ سی کچے کی نہ ٹہا چڑھا	۲۵۴
پشت ماہی کا پناؤن اوس پہر جوڑا ہو وہ طیار کی کہ ہمار ہی ل صبح و	لوٹے تو خاک پہ چھلے کی طرح غصے سدا ماند چکی سے ستارہ ہو تری طالع کا	
	کردی رفتار سے پامال مہر و تھک جہانچ میں لائین صمد بولگی گنگر و تھک	۲۵۵
گناہوں کا چنگیز دین و ہر ابو طیار پہننے ہنس ہنس کے مری ہاتھ سنی ہر گھڑا	بد بیان و لیکھی غم ہوئی گلیک تری ما ہوئی اسی غنچہ دہن منہ ترا دیکھوں میں ہار	۲۵۶
	خار کما کما کی طبیعت کا یہ نقش ہو جای میں کروں بات تو تو جہاز کا کاٹنا ہو جا	۲۵۷
سرخ جوڑی میں ہر پوس گلکی لون غنچا خطرے کار کے خاک بستر بکوسدا	ہاتھ تو غم سے لے رنگ ہو چہر کا ہوا کردی مجموعہ پریشانے خاطر کو سوا	۲۵۸
	تنگ کیا کیا ترا دل شیشہ افلاک میں ہو فتنہ انگیزوں سے عطر کا دم ناک میں ہو	۲۵۹
شام کی وقت دکھاؤں تجھی اک تازہ ہوا چاندنی برو سے جو گرد کبھی تی تکرار	فرش تختوں کا نیچے صحن صحن میں کیا اک بنگ ایسا گلی اوسپہ کہ دل ہوئی نثار	۲۶۰
	نقرہ پاؤں سے سب اب کا دل آب رہے اوسکے چادر سے کتان چادر متاب رہے	

تکے ایسے ہون سبک و سپہ سہر ہو کران
ہوئی عاشق کو تو معشوق کی انوکھا
چاند گل تکیو نیہ اسی شک قمر ہو قربان
پاٹتے ایک دولا فی ہو دہر نوراف

باغبان اوس گل رعنا کو شگفتہ پاک
اوٹ ہیولون کی رکے دونوں طرف لالا کی

تخت کی کو نوپہ مرنگین لگی ہو دین چار
تہندی تہندی ہو ہو اساتے بچا ہستار
دل جلے حسین ترشح کے بدلی ہی بار
میری ہیولوسے لگا بیٹھا ہو وہ نہ خیار

چاندنی رات میں چل بل بت کلفام کر
جگکا بٹ یہ نہ کپڑوں کے نگہ کام کر

گر گڑھی چاندی کی ہو وہ گل ترمنہ سی لگا
گرے وہ دجگر جانے وہوٹین تین اورا
حسن محفل ترا دم گنوٹکی ہوٹھویر لا
بیچ وان کوئی نہ تیرا جلے جلکروہ جان

ہو قمرینہ نہ کوئی یاؤن کے پھرانے کا
جلکے تو قصد کرے گھر کے شک جانے کا

دوڑ کر یک صبا دی جو ہو اکو سنکار
جہو کی مین کماؤن می عیش سی ہو کشار
آئین کیا دو نو نظر فیند کی اکھونین
لیکے انکراٹیان مجہر وہ گری سو سوار

وصل کی شوق مین پہر لیٹنے کا جہر جاہو
رنگ سی حال ترا او سنگھری پیتا کیا ہو

کھر کے تو جانیکا او سدھ جو کر قصد صم
ازرہ طعن وہ تجھے کہے اسی کشتہ غم
لینے منگاو و سوارے مرا گشتاپ دم
آج رہ جاؤ امانت کے تہین سرگیسم

گھر کمان جاؤ گی اب رات کو سوداے ہو
سور ہو تخت پہ گر فیند بہت اسے ہو

سکے اس طنز کو تو تجھے کہے ہو کی خفا
اسنے کھدو کہ زبان بہند رکین بہر خدا
خوب بان آپنے لاکر مراد دل شاد کیا
مجھ کو یہ رمز و کنایہ نہیں بہانا اصلا

	لطف یہ ہے کہ ملاقات کا پروہ رہ جائے کچھ مری منہ سے نکل جاتی تو ہر کیا رہ جائے	
۲۲۳	تقصہ مار کے تب یوں کہی ہر گل اندام مجھ سے کر سکتا ہے ہیروہ بہلا کوئی کلام	اپنے عاشق سے کہو اور کسی کیا کام بس جلوچ رہو ہوتی ہے مری نینہ چرا
۲۲۴	نام اس گھر کا محلے میں نہ بدنام کرو لڑچکے جاؤ خدا کے لیے آرام کرو	
۲۲۵	سنکے ہسبا کو ہو جائے تو اوسد نام چا چار پائے کوٹے نیچے ہو جود الاغین یا	حسن کے رعب سے کچھ کرنے بہر تکرار منہ لپیٹ انیا وہاں پر سے تو باد دل زار
۲۲۶	تقصہ سنکے مرے نالہ و فریاد کرے گزرے رات ایسے کہ دن اپنے بہت یاد کرے	
۲۲۷	خواب یہ دیکھ کے آئے نہ تجھے نند زرا ایک دن تھے کہ تھا یہاں مرا حدی خوا	کر وٹین لی لیکے دل سے یہ کہے تو اسجا ایک یہ شب ہے کہ اصلا نہیں میر پڑا
۲۲۸	وان ووتے ہیں گلی ملتی ہیں خوش ہوئی ہیں ہم بیان اپنے نصیب کو رٹے روتی ہیں	
۲۲۹	مین او دہر لوٹن مری اصل کے بچو جنظر دیکھ کر گرنے صحت کو جسے جسم جگر	تو او دہر غم سے تر تیار ہے با دیدہ تر آتش رنگ تاتے تجھے انگار و پتر
۲۳۰	رات بہ رنگ دل گردش افلاک کرے صبح کے ساتھ گریبان کو تو چاک کری	
۲۳۱	سنکے اس قصہ جانسوز کو آیا نہ قرار ایسا رو با کہ لگین نیکیاں مجید و شمار	انک اکھنوں سی ہائے بکا آخر کار جلد سینے او سے چھانے سے نکایا اکبار
۲۳۲	رہا گو من سبے گردان نہ چھوٹے دے ادسکے اشکوں سے پہیولی مری پہوٹی دے	

روح کا گول کی دل خوب ہوئے نہ مال	پوچھ کر اشک کما مینے بعد خزن ممال
کمل گیا حال کہ تو جاہل و نادان بنے کمال	اتنے سے بات میں آئینہ کھل بی بی الحال
ہم نہ کہتے تھے کہ پھتا نیکابے گھوٹے گھا	
اب تو ہنسا ہے کوئے د کوہن روئی گا	
ترس یا تری وئے پر مجھے اسدم یار	دوڑ کر جیانی ہی لپٹ لیا ہو کر ناچار
ورنہ سمجھانا اگر سارا زمانہ کیا ر	تجھے ملتا ہے میں کیے جاتا انکار
کہیں اس صلح سی دل صاف بہلا ہوا ہے	
زنگ آئینہ کا شکل سے جدا ہونا ہے	
سنبھل پڑا روتی میں وہ کہنے لگا ہو کر شاد	باقین بس بس نہ بناؤ وہ بگڑنا کرو یاد
غم کے ہاتھوں نے نہ چھپر ہوئی کیا کیا بیداد	ہوئے منہ سے نہ کسی د مری پوچھی داد
بے سبب آج بے شرفی نہ بان لائی سے	
دل جلانی کے رولانے کے لیے آئی سے	
الفت آئینہ سخن سنکے یہ بتا مینے کھا	لوچلا جاتا ہون تم کس لیے ہوتے ہو غفا
سارا دن کٹ گیا باتو غین بن کر دیہان ہا	ہو گے تشویش مری سمت او سکوا کیا
غم مری دیر لگانے کا بڑا ہوئے گھا	
دل کو تناسل ہوئے در پردہ کھڑا ہوئے گا	
کتا ہو گا کہ لٹے ہوئی کیا آج ملا	صبح سے شام تک نہ بیان نہ آیا مل
اشک آنکھوں میں بہری ہوئیں گی اور نہ پلا	آدھے ڈھونڈنے جھگوٹھی ہوئی ہر جا
خاک کیا کیا مری فرقت میں نہ چھانے ہو گے	
حاضر حضرت عباس کے مانے ہو گے	
فقہ یہ سپرد کی میں انسی جو گہرا کے چلا	جلد ہاتھ اوسنے بڑھا کر مراد میں بکڑ
ڈاکے سر کو کر یا نہیں لحد ناز وادا	چپ ہوا ایسا کہ منہ میں نہ زبان تھی نا

	جہت کے وہن کو لگا دینے جو وہ شرار کے ریخ و غم دور ہو ایا پس میں مٹھا جا کے	
۲۲۷	جب رہی دیر تک اس طرح کی صحبت باہم اب کہیں جس شریک جانے نہ دیکھی تھی ہم	سداوٹھا کر یہ کیا اوسنی لطف و لگا لنگے اوس کا فریر جم سے ملنے کی قسم
۲۲۸	منہ نہ پیر و بکھین جو تو شکل و کما ہی اوس کو رجم جلے جیسے خدا ایسا جلانے اوس کو	
۲۲۹	تب کہا میں نے بناوٹے بگڑ کر اکبار مجھے رکھ کام بچے اوس سے بھلا کیا کرگا	پیٹھ بچی کی برائی نہیں ہے اسی بار ایسے فقروں میں اب آنیکا نہیں بننا
۲۳۰	بنکے نادان قسم ترک محبت کہاؤں تو ملی غیروں سے میں دونوں طرف سے جاؤں	
۲۳۱	ہاں اب تک ہی خلاص کی صورت ہوگی یعنے غیروں سے ملاقات کروں گے میں کہے	میں قسم کہاؤں بڑی چیز اوٹھا تو ہے ایک ہفتی میں سزا دی وہی خدا احد
۲۳۲	اس پر راضی ہو تو قرآن اوٹھا لاؤں میں رکھ تو امی صحف رو ہاتھ قسم کہاؤں کر	
۲۳۳	ورنہ قرآن کا ہے جامہ جو پہنے تو یار دل ہے زیر و بر غم غمی نہ مطلق ہو قرار	ہو بیس و بیس یعنی ہے نہ محب کو رہنما حرف آنیکا ملاقات پہ تشک ہو سوا بار
۲۳۴	تو قسم کہا تو مرے دل کے سیاہ ہو جا اور صورت ابھی اسی یوسف تلنے ہو جا	
۲۳۵	سنکے یہ حرف وہ بولا کہ نہ تو اوس کو بیاہ بت کہا میں نے اگر یہ ہے تو پھر تو گناہ	میں اب کہا ناہون قرآن کی قسم بسم اللہ لے قسم تجھے ہے کر اوس کی حلین کی
۲۳۶	جب یہ بقول مقرر اوس سے بگڑا رہا کر کے ہاں ہاں وہ قسم کہا نیکو طیار ہوا	

<p>۲۲۹</p> <p>کچھ قسم کمانی کی حاجت نہیں ہے استحان کی لیے اسی جانب جھکنا</p>	<p>۲۴۹</p> <p>تب کہا میں نے کہ کہہ سیر یہ ہاتھ ذرا کب بہری گھر بیچ قرآن کا اوٹھانا اچھا</p>
<p>بولادہ نام نہ اب لون لگا کی کالب سے تیرے قدموں کی قسم ہاتھ اوٹھایا ہے</p>	<p>۲۵۰</p> <p>نظر بد جو سو مردم دنیا اب جاے پاؤں میں گھر سے نکالوں تو قدم صین نیا</p>
<p>آگے آنکھوں کی مری عین جوانی میں آے در بدر خاک سبر شتر میں اسد پر آے</p>	<p>۲۵۱</p> <p>جیتے جی منہ نہ خدا غیر کا دکھلائی مجھے جان اب جای گئے پر تو اجل آئی مجھے</p>
<p>دست بردار ہو یک دست اب اسے تو ہے ہاتھ تو لیکے جنگ دی کہ جلی و سکا</p>	<p>۲۵۲</p> <p>پہر لگا کہنے قسم دی کی وہ اپنے سے پاؤں ٹپڑ کی اگر لبوے بلا نین وہ کہے</p>
<p>ہم بغل ہوئی تو پہلو سے اوٹھانا اوسکو بوسے لیوے تو ذرا منہ نہ لگانا اوسکو</p>	<p>۲۵۳</p> <p>مجھ کو بیٹے جو رولای نہ اوی نہیں ہکر صلو اکھا مرا بیٹے جو کرے اوسے نظر</p>
<p>محب کو ہی ہی کرے فرما دے اوسکی اگر قربین مجھ کو اوسا جو چڑھائی اوسے</p>	<p>۲۵۴</p> <p>پہل سیری کرے گھر کے شگفتہ دیکھے زندہ دل اوسکو جو رکھے مرا مردہ دیکھے</p>
<p>منہ یہ ہاتھ اوسے رکھا میں نے کہ تو کتا ہی ہاتھ اوٹھایا تری خاطر سے بس بیل نہ لگا</p>	<p>۲۵۵</p> <p>سنکے یہ دلو مری تاب نہ آئے اصلا لے تری سر کے قسم اوسے نہیں ملنی کا</p>
<p>پاؤں ٹوٹیں اگر اب جا کے وہ در دیکھو نہیں آنکھیں ہو میں جو اوسے بہر کے نظر دیکھو نہیں</p>	<p>۲۵۶</p> <p>مار کے ہاتھ یہ ہاتھ اوسے یہ تیرا ہی کہا نیزد کے مارے برا حال ہے اب تو میرا</p>
<p>حال معلوم ہے کچھ اتکا بیٹے ہو کیا چلکے دو چار گھر سے سو رہا ہوا بھڑا</p>	<p>۲۵۷</p> <p>پاؤں ٹوٹیں اگر اب جا کے وہ در دیکھو نہیں آنکھیں ہو میں جو اوسے بہر کے نظر دیکھو نہیں</p>
<p>پاؤں ٹوٹیں اگر اب جا کے وہ در دیکھو نہیں آنکھیں ہو میں جو اوسے بہر کے نظر دیکھو نہیں</p>	<p>۲۵۸</p> <p>پاؤں ٹوٹیں اگر اب جا کے وہ در دیکھو نہیں آنکھیں ہو میں جو اوسے بہر کے نظر دیکھو نہیں</p>
<p>پاؤں ٹوٹیں اگر اب جا کے وہ در دیکھو نہیں آنکھیں ہو میں جو اوسے بہر کے نظر دیکھو نہیں</p>	<p>۲۵۹</p> <p>پاؤں ٹوٹیں اگر اب جا کے وہ در دیکھو نہیں آنکھیں ہو میں جو اوسے بہر کے نظر دیکھو نہیں</p>

	<p>کینچکے ہاتھ پیراوس جاے اڈھایا جھکو بستر خواب یہ نہی کے گرایا جھکو</p>
<p>چڑھ کی چپائی یہ مری بیاری یوں کنی لگا اتنے دن مجھ سے جڈرہ کی بہت عیش کیا</p>	<p>لوتاو کہ لہاری ہے سزا سدم کیا اب گلا گھونٹ کے دم دشمنوں کا کردون فٹا</p>
	<p>بولائیں یرنہ جی کہوے میں اسے جان کرو انبا صدقہ مجھے سرپاے فرمان کرو</p>
<p>تنگے لگے لگ کی کہا اوسنی کہ میں یوں نہ جوش میں آیا جو دریا ہی شباب کا بارن</p>	<p>بکھار اب ہو کہ نکلے تری بول کا ارمان میں ہوا اوس درنا باب سے ایسا چہان</p>
	<p>کہ ظالم سے لگے جان پہ اوکے بنے کہوے بہا ہی صف مودھ بھرتن نے</p>
<p>مل گیا کوہ مقصود جو حسن و صفا آشناؤں کی حواس تہی لڑی طبع سا</p>	<p>کر کے غواص گہر ریزیاں دریا سی پہلا خندہ زن ہو کے کہا موئی پروین کیا</p>
	<p>الغرض دیکھ کے سوتا نہ پکارا میں نے کہا اوس مجھ سے لطافت سی کنار میں نے</p>
<p>پاس پہ لڑے اوکے جو گل میں لپٹا تیرے صفت نہ خدار بھی موتی میں تپتا</p>	<p>نہیں میں پیار کی آواز سے اوس نے یہ کہا سنکے یہ سینے بے آکھنوں کو وہیں بند کیا</p>
	<p>وہ جس سے شاد ہوئی کھل گئی عقدی دل کے سوی کیا عاشق و معشوق گئے لہلہ کے</p>
<p>جو کھانا کھام سحر مزید سے وہ مہلتا دل تو تھا صاف شتے گرد کردت صلا</p>	<p>گد گدی کر کے دیا جھکوبے کا فٹنے جگا بدلی آئینہ کے منہ یار کا میں نے دیکھا</p>
	<p>دونوں ہاتھوں کو گلے میں مڑا لا اوس نے پہراؤ سی ذکر کا نہ کور نکالا اوس نے</p>

اک نظر محکوم و کہاوی اوسی از بہر خدا	ہستے برد کردے دشمن جانی جو مر
و بکمون میں ہے تو کہ اوں شکر کا بانی	حسرت جانی کا بیان کرتا ہے تو حدی ہوا

تو جو کہتا ہے بدادر میں آنا تمہکو	
رخے صورت میں سے نکلتے جو کہتا آنا تمہکو	

خندہ زن ہوئی دیا بار کو سنے پہ چوہا	کہ گہ نیا دلین مرے کرنے لگا جو شمشاد
اویس کے نظارہ کی کہ طرح بھلائی کی تباہ	حالی شکرتو ہوا دشمنان کا حال خراب

میری ہنسی وہ چہ بات کو چچان گیا	
بولتا چلا کے یہ کچھ رمر ہے میں جان گیا	

لین بلایں مہر می اوس رنگ پی صدا	رنگے منہ چماتے یہ اخلصے با ناز دارا
حیرت صدیقی تری قرآن تباہر خدا	علوی مردکی دلا کر مجھے متعین یہ کہا

سچ ہے تیرا کہے معشوق پہ دل آیا ہوتا	
یا فقط جھوٹ کا تپا یہ بنا لایا ہوتا	

کیسا معشوق صنم وہ بیان کہ ہر ہی تیرا	یا کے بیابا اوسی سینے یہ تپ نہ کی کہا
اینا مطلب نخل آئی یہ مرا مطلب تھا	فقری یارو کی غصہ میں ہی میں ہو گیا

قصہ کہو دینی کے ساری یہ کہانی سب سے	
دل جلائی کے لیے چرب زبانی سب سے	

تو بڑا فعلیہ ہے چل مجھے ہنکرنہ جلا	رنگے پیشانی یہ ہاتھ اوسے تھیری کہا
ایسے بے برے کے اوڑھے کہ مہوش اوڑھا	جھلساڑ کوئے دیکھے تو ذرا بہر خدا

جھک جو حیرت سے کہ دولت یہ کمان پائی	
دام میں سوئی کی چڑیا کوئے کیا آئے تھے	

غیرت آئی مری صدیقی میں دی چھو دیا	اب کھلا حال کہ او کوئی ہوئیگا پھنسا
مجھ سیدہ کاری اک روز تو آخر کو ملا	طوطی کوٹ کا نہیں پوتا دنیا میں سدا

۵۶۱	جس سے رغبت مجھ ہی سے وہ عطا کرنا ہے میں شکر خور کا شکر سے خدا بہتر ہے	
۵۶۲	کر چکا ریز جو وہ طے گلزار سخن جڑے پہلی بہت منہ ہی بنا گھر شرن	بولامین بند کرنا ہے چو چکوا می غنیمت دیکھیں دیکھیں تری گھر ریاض آتشک چین
۵۶۳	خلشن شک سی کیا کتب کو سرو کار رہا جس کا کھٹکانا طبیعت کو نہ وہ خار رہا	
۵۶۴	بیچھ کرے نگاہ تیرہ رنگ بسمل رنگ کا خار جگر میں زہا جب اہل	دل جو تھا غنیمت پر مردہ کھلا صحت گل کر دیا چاروں طرف اوسنی طاق کا غل
۵۶۵	اپنے بیگانی میں جلدی یہ خبر بھو اد لوگ دینے لگے آگے مبارکبادی	
۵۶۶	بانگے سخن میں جھلک ہو جی انسان ہر ڈولیاں چاندی کی کاڈ ہو تیرے کھار ہر	کمری اوس یوسف نانی کی عزیزوں کبر حور کے گھر میں اوتارنے لگے پرہیزی پر
۵۶۷	سب پر زار و نکو تھوٹہ بٹھایا اد برقم عشرت کو رستان بنایا اد	
۵۶۸	دل کی برائیں مرادیں تو ہوشیادان کیا رات بہر اوسے زکریٰ قص کے صحبت کیا	رنگی ہوئی گے رحم جو خالق فی کیا شمع رخسار و نکو نگام سحر سے کیا
۵۶۹	جل کے مسجد میں جبرائیل کو کیا چاق اوسے گھر مرا غیر سے خالے تو بہرا طاق اوسے	
۵۷۰	اگنی میٹھی جو مراد اسکی تو شربت بکوا سہر پہو نوکی ستیہ نوکی ملو دینہ چرنا	کوٹھی شیریں کے احباب میں شکر کیا دل جو ٹنڈا ہوا کیا گے کی چرخ سہنی جلا
۵۷۱	حاضری سالتہ لی حضرت کے رضامندی کو چلے درگاہ کے کھوے گے نوحہ دلی کو	

نذرین مانی ہوئیں جب ہو چکی تیر کی یہ دعا کے کہ پھر روگوں کو رخصت لے دو انداز ادا	یا خدا عزت و حرمت مری تو رکھو سدا میری دلجوئی میں دن رات وہ صرف ہوا
ہر نفس و مہیاں رہا یار کو بہیم میرا ٹنڈی سانسوں کی عرصہ بہنے لگا دم میرا	
شاو رستی ہی شب و روز طبیعت میری الفت اوس صحف و کو ہی شدت میری	پارسی صلح ہوئے لڑکئی قسمت میری ورق دل پہ لکے رہتی ہی موت میری
یاد جس روز جدائی کا وہ غم کرنا ہے دم بدم سورہ اخلاص کو دم کرنا ہے	
پوچھ لیتا ہے تو وہاں کہیں جاتا ہے دید می پچھتو نگو ہر بات میں دکھلاتا ہے	بے مرے حکم قدم وہ نہیں سرکاتا ہے جو میں کہتا ہوں وہ آنکھوں سے بجالتا ہے
چشم مردم سے حیا ابو بیری رہتی ہے آنکھ ہر مل مری جیون سی لڑی رہتی ہے	
سرا دھاتی ہے کہے مجھے جویشانی یار ٹیرے ہوتی ہیں وہ ابرو جو کہے از رو عا	دم بدم فرق یہ چمکاتے ہیں ابرو ملو بارہ پلکوں کی اونہیں کرتے سے عار ملو
جیونین دل کہے میرا جو دکھا دیتے ہیں پتلیان پنجہ ترکان سے سزا دیتے ہیں	
شامت آتی ہے وہ کیسو جو اگر جاتا ہے نوح کا نقشہ جو کہے مجھے بگڑ جاتا ہے	کنکھ موباف میں ہر بال جگر جاتا ہے زلف کا منہ یہ ماما پنجہ دھن بڑ جاتا ہے
سخن گرم زبان پر آکر آ جاتا ہے شعلہ آواز کا ہے سے جلا جاتا ہے	
جسے رستی ہیں مڑا ورتی ہیں ہر صبح رتے گانے بجاے ٹکڑے شرب چربا	مفتھے جلتے ہیں بات یہ اسچین سدا گرے صحت کی دکھائی سی تماشے کیا کیا

	آتش رنگ سی غیروں کے جگر جلتے ہیں آتش آب شمع بیروہنے کے پر جلتے ہیں	
اب امانت میں خیانت نہیں ملتی تیار وہسل جانا مکی اوڑتا ہوں فری لیل و نہا	دولت تو سہی کیا شہید بدلہ میں اختیار پھر وہی میں تاجاں وہی کہہ دے ہجرت کیا	
	چہرے کو کرتے دل یار کا گہر آہا ہی بے امانت اوسے دم بہر نہیں جین آہا	

تمام ہوا

آباد

تخلص ہے مہدی حسین خان کا خلف اشریف
 ہیں غلام حفر خان کے باشندہ لکھنؤ میں شاگرد
 شیخ امام بخش ناسخ مرحوم ہیں صاحب تصانیف
 کثیرہ ہیں ہر بحر میں غزل کی انکا ایک یون
 ہے بڑی خوش فکر اور صاحب طبع رہا ہیں
 ایک دیوان ان کا مسے بہ بھارستان سخن مطبوع
 اور مشہور جہاں ہے یہ دو واسو اونکی سلاج
 فکر رسا سے شامل مجموعہ ہذا کے جاتی ہیں



<p>کچھ نہ اپنی دل آزاد پہ بیدار دی ستے اسطرح نشہ راحت کی نہ بربادی ستے</p>	<p>جب تک ستے نہ جوانی تو عجب شادی اتی حسن اور عشق کی ان جھکڑ ولسی آزاد کی ستے</p>
	<p>شیشہ دل میں می عشق کا کچھ جوش نہ بتا وہی ایام بہت خوب ستے جب ہوش نہ تھا</p>
<p>ایکدم اب تو بجز عشق پہنا نہیں دل شمع کی طرح حسی کسی دیر کیلنا نہیں دل</p>	<p>ہوش جب بھی سنبھلا لائے سنبھلا نہیں دل آتش حسن سی کب بھی بن جلا نہیں دل</p>
	<p>پیشتر سوز غم عجز سی نالان کب ستے ہمہ تن داغوں نے ہم سر و چراغان کتے</p>
<p>دگو معلوم ستے کوچہ صفت کی راہ عشق میں حالت دل سوئی ہی کس طرح تباہ</p>	<p>تے وہ دن خوب نہ جب حسن واقف نہ تھا تن نہ آگاہ کہ کس مات کو سب کتے ہر جگہ</p>
	<p>باہی کا دن ستے کو جب بھری رستے تے کاہیکو آئندہ پر روز گر سہرے تے</p>

ظلم و نیناد کسی کہتے ہیں اُفت تہا کون خانہ برباد کسی کہتے ہیں واقف تہا کون
فتنہ ایجاد کسی کہتے ہیں واقف تہا کون آہ و فرباد کسی کہتے ہیں واقف تہا کون

کے صیوت کی نہ غصہ من خبر واری تھے وہی ان خوب تھی تب تک کہ نہ ہشامی تھے

میشتر انوکھا سطح نہ بھڑانے تھے کہا ہے آرام سی سوتی تھے نہ مینائی تھے
غنجہ دلیں غجب رنگ کی شادابی تھی خوش کد زنی تھے غم درد کی نامائی تھے

موم تاپے یہ دل سپنے میں کچھ رنگ نہ تھا پر جواب دنگ ہے آگے یہ گیسے ٹنگ نہ تھا

وہی دن خوب تھے جب غم سے سرو کاڑتا عشق کیج سے زہار خبہ ہزار تھا
دام آفت میں دل ناز گزرتا تھا عمیش سو طرح کی تھے ایک ہے آزار تھا

دل سے اس طرح نہ پہون مجھے سرگوشی تھے ایسے ہشامی لیے ہمت زنی بیوشی تھے

میشتر دل کی اذیت سی نہ آگاہی تھی ان پر بلاؤں کی صورت سی نہ آگاہی تھی
سچ کیا چیز ہے راحت سی نہ آگاہی تھی ہجر اور وصل کی لذت سی نہ آگاہی تھی

کچھ خوبی سی صبا کے خبر رکھنے تھے چاہنے سی نہ راحت کی خبر رکھنے تھے

بیشتر دکنہ سمجھی تھے کہ رسوا ہوگا فوجوانے میں بین زلف کا سودا ہوگا
عشق کا کوجہ و بازار میں چر جائے گا دیکھیں انجام اس آغا کا اب کیا ہوگا

لطف سمجھے تھے جو امی میں وچند ان ٹولی یہ بھلا کسو خبر تھے کہ پریشان ہون گی

ہاں ای بیخ کمان اپنا وہ بھلا آرام ہاں ہی بتائے دل تو نے کیا کلام
سوزش عشق سے ہی آئہ ہیزیت حاکم ہے تپ شام سے تاجح حسہ تاشام

	اس قدر یوں نہ طبیعت پہ بلا کش ہوتے آب و گل میں نہ اگر عشق کے آتش ہوتے	
مدد اسی اشک و مان ضبط سی گہرا تا ہوں	آتش عشق گریے پہکا جاتا ہوں	
سوزش داغ کی مین تاب نہیں لاتا ہوں	ہاں گیا آگ لگی ہے یہ جہاں ہوں	
	سر دھرتی نہیں اس بچے ل نذر کے آگ پہو کی دمی عشق نے کس شعلہ خسار کی آگ	
ظلمت دکھو کیا عشق کے جب غور نے کم	صاف آئینہ کے صورت نظر آیا عالم	
حسن دکھلانے لگا اپنے تاشے پیچ	پہنے آتی ہے جوانی کی عجب بچین ہم	
	دل کا سیل نظر آتا تھا و بھنا مشکل کسل گیا اب کہ ادبھہ کرے سلجھنا مشکل	
خلق میں سبکی لیے عشق کا دین نہیا ہی	عشق پر کونسی بیان شان نہیں نہیا ہے	
مگر کہیں ہم خضر راہ یقین نہیا ہے	عشق کا خاتم خاطر یہ نگین نہیا ہے	
	دولت عشق جو عالم میں فراوان ہو جائے کیا عجب ہے کہ ہر اک مور سیلان ہو جائے	
حسن اور عشق ہوتی جو عیان دنیا میں	ہوتے ظاہر نہ کہہ راز نہاں دنیا میں	
جے کے آرام کا ملتا نہ لسان دنیا میں	دیکھتے لطف نہ کہہ سیر و جوان دنیا میں	
	ہر لبش مغتسم اس راہ ناما کو سمجھ خلقت عشق سے بند ہی یہ خدا کو سمجھ	
عشق اپنے نہ اگر جلوہ گرے دکھلاتا	کہے جہاں نہ داغ جگرے دکھلاتا	
حسن اگر شیشہ دلین نہ پری دکھلاتا	پردہ چشم نہ اشکو سے تری دکھلاتا	
	دل نہ یوں شیفہ زہر و شہاں ہوتے نہ فرشتے ہی غریب چہ بابل ہوتے	

دل مجنون کو اگر عشق کا آنا نہ پیام
دل فرہاد میں کرتا نہ اگر عشق مقام
کہے ہو ایسے بے لیتا نہ وہ لیل کا نام
کہے شیون کی جدائی میں نہوتا نہ نام

سب کو عالم میں عجب عشق کی سرکاری
گر ملا یا رقت نامی دل زار سٹے

گرے عشق دلوں میں نہ اگر کرتے راہ
محو گل پر دل بیل بے نہوتا والد
شع پر کرتے نہ پڑانی ہی جلی کی نگاہ
ماہ کٹانکی زلیخا کو نہ پھر مونس چاہ

عشق اگر جانید کی صورت نہ عیان ہو جاتا
جلوہ ماہ سی کیوں چاک کتان ہو جاتا

کشتش شوق ہی اس عشق کی عالم سی جدا
آتشکار ہی اسی کی کشتش کاہ ربا
جذب ہر شے میں کیا جتنے اسی سی پیدا
سو جگہ اسی دل سنگ کو ہی موم کیا

کل اسی سی کسی جیکو نہیں وہ آفت ہی
چوڑا عشق کیسیکو نہیں وہ آفت ہے

کس مصیبت میں گرفتار جان بگین
حسن اور عشق سے ہی دشمن جان بگین
کیسوت ہمیں ہوتی نہیں دم بھر سنگین
ایک ہے جان سوانہ و نوسے بچنے کی نہیں

کر ہے میں دل نالان میں یہ آفت بر پا
صحبت شعلہ و خس سے ہی قیامت بر پا

حسن خلقت میں اگر نور ہے تو عشق ہی ہما
گرم ان دونوں کی گرمی کا بہت ہما ہمار
سوز و دلوں میں ہے شگ ایمن نہیں ہمار
انہیں دونوں نے جگر ہو کی ہیں بچہ ہمار

شعلہ انگیز میں یہ شہیدہ دروازہ میں یہ
خون من صبر کو برق شہر اندازہ میں یہ

انکی خلقت میں قیامت کی شرخیز ہے
ہر جگہ انکی نے اک شرخ انگیزی ہے
انکی آتش کے ہر اک دلیں بڑی تیزی ہے
سانے انکی ہر آتش کے عرف بھری ہے

	کھنٹے ڈنگ کی گرے یہ دکھا دیتے ہیں چلے دول سے آگ بجلا دیتے ہیں	
حسن و عشق میں دست و گریبان دو لڑے ہر جگہ ہیں یہ نئے سلسلہ جہان دو لڑے	ہوٹ دیتے ہیں سے آتش نہان دو لڑے	فتنہ پرواز میں غارت گریاں دو لڑے
	ڈنگ لی ڈنگ زانی میں عجب ہوتے ہیں انے نیرنگ زانی میں عجب ہوتے ہیں	
حسن ہے باغ تو یہ عشق ہے اوسین گلین گل کے مانند شگفتہ ہیں ہزاروں حسین	لاہ ہے کوئے خوش آئندہ کوئی ہی نہیں	ہے تاشاکہ سے طرح ہے بسکے ترین
	رنگ سوطح کے ہیں وضع ہزارانکے ہے چشم بد دور کہ کیا خوب جہار انکے ہے	
ہجر اور وصل ہے وہ اسین بنیں تنگ تیار یوں ہے گھاموئے کے ہیں گرد و زار غبار		جس کو سب کہتے ہیں عالم میں خزان اور ہمار جس سوش ہو لوئی ہیں ساتھ ٹکٹا نہیں غار
	باغین ہو لوئے اقرار صبا صادق ہے یہاں ہوائی نفس سرد دل عاشق ہے	
حسن کا صرف خزان ہونے کیے گشت رنگ گل وہ ہیں کہ ہو لوئے سے باز کزیر		یا لئے رہے سب سے ہمیشہ یہ چین ہو کبیلو سے دل تنگ نہ آک غنچہ دین
	میں گل کوئی گل اندام نہ پڑ مردہ ہو باد غم سے دل عشاق نہ افسردہ ہو	
حسن و عشق کے ہر جا بی ہی تقسیم ایک یہ عشق ہے سو رنگ سے ہر دل میں تقسیم		تیرے قدرت کتنا ہے میں یہ آرب کریم چشم خنبار کہیں ہے تو کہیں دل ہی دہیم
	نہ صورت کی کہنے ہے نہ فتنے ہر جا دل ہے تیرے صفت کے نشانے ہر جا	

۲۲۱ عشق کے واسطے دل سینہ عاشق میں بنا اسیلے گوش میں مشغول تائی صدا	۲۲۲ سمجھیں گے اسکو وہ ہے جگو کہ بی غم و دکا چشم اس واسطے ہے حسن کا دیکھ جلا
	۲۲۳ دست عاشق میں اوسے نف کی سلجائی کو ماؤں میں کوہ محبوب تک جانے کو
نوجوانے میں یہ جیاناہ میں چور کیا جوڑیہ لفسردہ انداز بہت جوڑ کیا	۲۲۴ عشق کو یہ نہ سمجھتے تھے ستم توڑ کیا کب خبر نہ صفت آلبہ دل پور کیا
	۲۲۵ لاکھ جاوگوئے دامن او بھائی گا چشم عاشق کوئے بیچ یہ دکھائی گا
کیا ہے سہ سوا قدر اسی میں ہے سٹ گیا اس کا نشان اک اسی جلی ہے	۲۲۶ عشق وہی کہ ہر ایک دلیں جلا سکی ہے جان اس ظلم کے ناوک سی بچی سکی ہے
	۲۲۷ گھاٹی موت کی کیا پاراوتارا اسے جیتے ہی سیکڑو نکو ماراوتارا اسے
عشق میں مفت بھلا جاننا کون کیا دکھو دریا ی تشکر میں ڈبنا کیا	۲۲۸ کیا پسب کہتے ہیں قیاب یہ ہونا کیا دمدم مجھ میں چلا کے یہ فنا کیا
	۲۲۹ جلوہ حسن بری ایک نظر و یکمین وہ ولیہ قابو ہے جنہیں عشق تو کر دیکمین وہ
بہ چین آنا ہے کہ ایہ اے جوانی کیے ای زبان ضبط کھا راز نہانے کیے	۲۳۰ ذکر کیا غیر کا اپنے کہانے کیے کس سب سے ہی یہ اشکو کی روانی کیے
	۲۳۱ دل بجان آدہ از عشق نہان بار کجاست یردہ راز دل اتادہ دل از از کجاست
میں چون حیران کہہ رہی یہ در آئی دلیں یا صدا کام تھا کیا اکابر اسے دلیں	۲۳۲ حسن و عشق ہم ہر کے ساتھ دلیں حقے ان دونوں نے کیا کیا ہیں مثالیں

	<p>حق و دین خرد و دھوش کا محتاج کیا کشور دلوں میں دونوں نے تاراج کیا</p>	
<p>پہلے جب عشق کے آمد کے تیار آئے</p>	<p>کیا ہے غم و خرد و دھوش تو ان گہرا</p>	<p>کشور و لین نہ چھینے کے ٹھکانے پائے</p>
	<p>چو گرد و یہ سب پاس سے یکبار ہوئے</p>	
<p>الامان عشق کو مین ایسی نہ سمجھاتا بلا</p>	<p>سیرا دشمن یہ کہانے مری ہیلو مین</p>	<p>دل پہ قابو نہ پا کچھ بے مرا بس نہ چلا</p>
	<p>کچھ ابھی سی یہ طبیعت مری گہرا ہے</p>	
<p>ایک دن میرا گدڑا راہ سے ناگاہ ہوا</p>	<p>کیا کون دلوں کو کچھ صدمہ جاکھا ہوا</p>	<p>غری سے پیش نظر جلوہ گرا اک ماہ ہوا</p>
	<p>دھوش جاتی رہے سب طاق دل دور ہوئی</p>	
<p>دور سی تا بکر دیکھ کی گولی ہوئی بال</p>	<p>پہننے کے پسند و نین ایسی کہ مہلی نہ پال</p>	<p>بڑ گیا چار و نظرف دیکھ عشق کا جال</p>
	<p>گہرا بار کی صفوں سے نئی بات یہ ہے</p>	
<p>حکرتیں ہی میرے تار و سدا پائے</p>	<p>سر سے تا ناخن پاؤ صف صدمہ کا لکے</p>	<p>خود پسند و کو پسند نہ ہو ایسا لکے</p>
<p>فرق ہرگز نہ سرمو ہو وہ نقاش کج جاے</p>	<p>ماے چشم کی تصویر سرا پا کج جاے</p>	

ساتھ اس قصد کی بس طبع فی ملا اک حبش
 در مضمون نظر آنے لگے سب حلقہ گوش
 ظفرم کھڑے نے بریا سے کیا تازہ خرگوش
 اکھوئے امواج طبیعت کی علام نے خوش

طبع میں حسن کے لہر دکھائے ایا دریا
 میری آب در مضمون نے بھاما دریا

دل میں اک لہ سے بحر محبت نے دی
 اک پریشانی سے سر سے حقیقت فی نہی
 عسبرین زلف کی بوسوح طبیعت فی نہی
 ولین آشفنگے اک مجمع راحت فی نہی

ڈھنگ بندش کا طبیعت نے نیا دکھلایا
 رنگ سودا سے محبت نے نیا دکھلایا

مانگ وہ مانگ کہ نہ لاگ گرفتار ہو
 اسکے خوبی سے اگر کچھ ہے خبر دار ہو
 باہر اس راہ سی تازست نہ زہار ہو
 صد فی اس راہ خطرناک کی سوار ہو

مانگ اوں لہ کی زلفوں میں کہاں پیدا ہے
 شب تاریک میں یہ کاکشان پیدا ہے

زلف وہ زلف کہ دیکھے سی پریشانی ہو
 جے ہوا شفق سے بے سرو سامانی ہو
 حسن سنبھل کو بے سوطح پیشانی ہو
 دل ہوا زو کو سلسلہ جیناں ہو

گرفتار دور سے وہ زلف کہ دیکر رہے
 لاکھ جا بے نگہ میں وہیں زنجیر رہے

ظلمت زلف ہی پائیش نظر کالے رات
 داغ دینے کی یہ دیتے ہی خبر کالی رات
 اکیسوت پستے نہاں آئینہ ہیر کالی رات
 ایسے دیکھے نہ کوئے جن و بشر کالی رات

آنکھ سپر جوڑی لوزر نظر کا لا ہو
 دیکھے اس شام کو تو روی سحر کا لا ہو

اسطرح کیسہ دیکھی آپس کھتی ہے جبین
 حسن پیشانی میں جو فرق بہ ممکن نہیں
 صاف اس باب شب و بچہ کی ہی چاند نہیں
 گھٹ کی تباہی سے تو یہ بسہ بد نہیں

کے ابرو پہ چین دیکھ کے جو بیابا ہے لصب محراب در حسن یہ آئینا ہے	کیسے رہتے ہیں مری سانسے توار ہوین دبدم کتا ہو نہیں بائی وہ حمار ہوین	قتل کبواسے کین حسن فی تیار ہوین ہوین تین ہے نہیں دم بہر مجھے زہار ہوین
ساتے آنکھوں کی پیر جاتے ہیں توراوٹے دل پہ چل جاتی ہیں سو طرح سے خجراوٹے	کچھ سوار کس بیار سے سنے زار ہے دل رات دن یاد میں اون آنکھوں کی سیر ہے دل	بائی وہ چشم جی دیکھ کے بیار ہے دل سو طرح دام اشارت میں گرفتار ہے دل
کیا طبیعت یوں ہے ای پیر فلک گتے ہے کیا ایک سی نہیں عاشق کے یک گتے ہے	میں فنون ساز میں چشمان سید اک آفت سامیر کو بے کر شمعوتے ہو خلی حیرت	چشم سی دیدہ آہو کو بھلا کیا نسبت کسے جادو نے کہاں بائی ہی ایسی طاقت
معجزہ چشم وہ اک پل میں دکھا دیتے ہے دل مردہ کو اشارو نے جلا دیتے ہے	شو قین قتل کے ہے جاناک کو پیر آنکھ اپنے نہ پہرے لاکھ ہوں بکھر خیر	حسن سو طرح کرے تجھ مڑگان کو تیز غیر ممکن ہے کہ ہو اوس صف مڑگانسی گزیر
ناوک انداز ہے معشوق سے ڈر کہو ہے ایسے تیروں سے بھلا خوف و خطر کہو ہے	اک الف نوز کا ہے ہر درخت نہیں کنجا آئینہ گرد ہے رخسار نے پائی وہ چھپا	اس طرح چہرہ تا با نہیں ہے مٹی کی ضیا گویش وہ گویش کہ میں کان جواہر سے سوا
لب میں وہ لب کہ عقیقے بنے خون کرے دانت وہ دانت کہ بہری کے کئے خون کرے		

وہ دین مکہ مہو ہونے لگا ہے بی وہم و گمان
ایسے تنگے کے غینچی نے بہلا پالی کمان
کچھ نین اس میں قدرت خالق ہے عیان
دیکھ کر حشر و حیوان اسے اتنگ ہے نہان

خوب و صاف دہن کس کے جاتے ہیں
لب تقریر سے خاموش رہ جاتے ہیں

وہ زرخندان ہے کہ ہے ایک خدا کے قدرت
دلوں بے چاہہ زرخندانے سراپا حیرت
حسن کے بھر کا گرداب ہے کیا خوش صورت
ایسے ڈوبنے کے دکو ہوا میں سبقت

گر کے اس میں سے نہ ہرگز کوئی مائل نکلے
یہ کنوان وہ ہے نہ یوسف کا کہنے دل نکلے

گردن ایسے ہے کہ آنکھوں نے نہیکے زنار
معصوم خ کے لیے رحل ہوئی ہے طیار
شفق صبح کے مانند دکھائی ہے بہار
ہاتھ گردن میں حائل ہو تو آجے قرار

جلوہ گرد ہیاں میں جھوٹ سی وہ گردن ہے
شمع کا نور سحر سے اک روشن ہے

ہاتھ ہند کی جو رنگ سی ہوئی میں شعل
ہاتھ ہیاں نہیں ہاتھ میں جی ہی بیکل
اب سردت دل زار گیا اور بے جل
عشق میں دل نہیں لایا مجھے لائی اہل

ریچ ہو نچاتے ہے فرقت میں کلائی مجھ کو
آج کل کیا نہیں بت سے کل آئی مجھ کو

ہاتھ ایسے یہ قدرت سے ہوئی میں طیار
دست خورشید و خشتان ہر پہ ہزار
لے تیلے کے بلائیں یہ بیضا سو بار
ہاتھ کٹوائیں جو اس نے جی سی آکر ہوا چار

اوٹھ کھوئی جو جھک دیکھے تو حیران رہ جا
خیہ مہرے انگشت بہ زبان رہ جائے

جان سو جانے ہے خوبی پیمان نہ تھا
نویان بازیہ دور کے میں بایہ شکار
سرو سے قد نے یہ کیا خوب نکالی ہیں امار
یا مہرے تھے دو نور کے روشن یکبار

	دوید گدستے لب بام دہرے مین گویا منقلب نور کے یا جام دہرے مین گویا	
کبے جہات سے دوپٹا جو وہ مٹ جاتا ہے	شرم سے جسم و مین اونکاسٹ جاتا ہے	
بخ دوپٹے کے لٹنے کو پٹ جاتا ہے	دم بہان عاشق بیدم کا اولٹ جاتا ہے	
	بند محرم کے شب و روز کے تے مین جان و دل طرفہ یہ سندش مین بہینی رختہ مین	
وہ شکم صاف کہ آئینہ ہو غیر تے آب	قدرت حق سے زمین پر تیر صواب	
وہ صفائے ہے کہ خورشید کو بھی آئی چھا	وہ چمکناٹ کے ہی آئی ستارے کو نہ تہا	
	ہاتھ لگ جاے کر وہ نوبت دار آجاے بخت سے دام مین عنقا کا شکار آجاے	
آگے تعریف مین خاموش زبان ہوتی ہے	بات پر دی کی ہے پردہ مین بیان ہوتی ہے	
دل عاشق کو مگر تاب کہاں ہوتی ہے	پردہ شرم مین تشبیہ نہاں ہوتی ہے	
	بہان مضامین حیا خوب پسندیدہ مین دو مہ نوئے صورت سے یہ پسندیدہ مین	
راہین ایسے کہ ندیکے سے بہر دل نہ آ	استعد گوری کہ کا فور صباحت نہ تار	
زانو ایسے کہ ہوسر رکنے کی خواہش نہ آ	دل بقیاب نہ تر مے کہے آغی و تار	
	تکیہ محل کا اگر مین کے ہزار آئے گا کوئے نے سر رکے زانو پہ قرار آئیگا	
پتہ بیان گوری مین ایسے کہ خدا کی تدبیر	عرش کی سا تو کموا دنی نہ کہی ہوت	
رخ متاب کی ہے دیکھ کے فوق نبوت	یہو یحییٰ اوس جایہ نہیں پائی نگہ کو ٹھٹھا	
	پتہ بیان حسن و لطافت مین فزون و دون مین خانہ حسن نے کیا پائی ستون و دون مین	

نچر ہنر کو ہے چنبہ یا سی جھلت ہے رخ ماہ کو ایرے کی صفائی جھلت
ہر ستار کو ہے ناخن کی ضیائی جھلت شفق صبح کو ہے رنگ خاسی جھلت

سرہ خائے نگر می لکب درے آنکھوں میں
خاک پاؤش کو لیجائے یری آنکھوں میں

۵۶۰

ہے سراپا جو قیامت تو ہے آفت جہل بل ایسے رفتار چھلا دیکھا ہے دل جانی نخل
نازک ایسے ہی کمر چلنے میں سو کمانی بل وہ لگاوٹ کے ہیں انداز کہ دل ہو بیکل

رنگ لانی کی غضب طبع میں رنگین ہے
دور ابے نام خدا دیانے خود پینے ہے

۵۶۱

ابے آئینہ میں دیکھے نہیں صورت اپنے انہیں معلوم او نہیں حسن کے زینت اپنے
ابے مجھے نہیں ہرگز وہ حقیقت اپنے ہوئے انک ہیں بہت خوب ہنست اپنے

حسن پر باز نہیں شکل پر معذور نہیں
کسے سی آنکھ لرائے ابے منظور نہیں

چہرے پر زلف و کئی بل کمانی سی گہلری میں اونچے گیسو کے وہ سلجھائیے گہلری میں
دیر تک گیسو و نہیں شانے گہلری میں عطر لوشاک میں طوائیے گہلری میں

خود کو معشوق بنانے کا کچھ ارمان نہیں
جان دینی کو زمرے اسکا ابے دیان نہیں

۵۶۲

ایسے معشوق ہے عالم میں بہت بڑا ہیں تم سادی پوشاک میں رہتے ہیں نہایت خرم
کہہ میں ہار پہنی سے او بختا ہے دم بارہو لو نکھا اوٹے کس کے نازک ہیں ہم

ابے گئے سے سے سی او نہیں کچھ توتی نہیں
کوئے گرد نہیں ہے سنت کی سوا طوق نہیں

۵۶۳

آئینہ جب او نہیں دکھلاتی ہیں گہلری میں منہ چپا لیتے ہیں شرانے میں گہلری میں
ہباری کپڑو کو جو پہناتی ہیں گہلری میں بند محرم کے جو کس جاتیں گہلری میں

	بات عاشق کی نزاکت سی وہ کب سنتے ہیں در دوسرے موتاے افغان جو کسے جنتے ہیں	
۶۵	چشم پر بارگراں سے کاجل کا بوجہ دوسری اونکی ٹکلیے ہے ہیکل کا بوجہ	دوش سے اونکی سینہا نہیں انجل کا بوجہ ایسے نازک ہیں کہ اوٹھتا ہی نہیں ہکا بوجہ
	تا ب کب ہار نہ لگت کے وہ لاسکتے ہیں ہاتھ کب ہند کی رنگت کو اوٹھاسکتے ہیں	
۶۶	اپنے قسمت پر مجھے رشک بہت آتا تھا قصے کہہ کہہ کے مزاج اونکا میں بہلا تا تھا	میری گھر میں کہے جی اونکا جو کہہ لیا تھا بار آنے کے نہ غلو تین کو فی پاماتا تھا
	دخل صحبت میں کسے غیر کا زہار نہ تھا گرد اوس غیرت گل کے کہے اک خازنہا	
۶۷	وصل کے عیش میں کب تھا غم فرق کا دیا اچھے دن کشتی سے کچھ تہا نہ نصیب کا دیا	تہا نہ برگشتے طالع قسمت کا دیا رات بھر رہتا ہے اجاڑی صبحی رت کا دیا
۶۸	حیف و چشم زون صحبت مارا آہندہ رومی گل سیر نہ ندیم و بھرا آخر شد	
	زندگی سی شب فرقت میں سر و کار نہیں مردہ ہے بھرمین میرا یہ من زار نہیں	چاند نے قبر کے چادر ہے اگر بار نہیں گھر مجھے گورے پہلو میں جو دلدار نہیں
	بچ ہے فرق محبوب میں تازہ محبو گر نہیں وہ تو چہر کٹ ہے خزانہ محبو	
۶۹	اپنے صحبت سے وجہ قاتل عالم ہر تو ہے اسی دل بیتا سینے میں کیا دم ہر	خار تب نظر و نہیں اوس گلگی بہت ہم ہر کس طرح روئیے اب دیدہ پر ہم ہر
	جای حیرت ہے اگر حجاب جگر چاک نیچے ایسا معشوق چٹے جس سے وہ کیا خاک بھی	

آشنا عزیزوں سے دُرات مزاج اونکا ہے رورے نماز نیا روز نیا غم نہا ہے	اب یہ سنتے ہیں بان اور ہے کچھ گفت صحنین میں نے صورت کی بنا حیرا ہے
اس طرف آئی ہوئے جان کے کڑائی میں ساتہ غیر و کئی الگ دور سے بہر جاتی ہیں	
ایسے ہوئے کہ اومنین یاد ہم آتی ہی نہیں اپنے گھر میں کہے اُکد وہ ملائی ہی نہیں	برسوں اب ہو گئی صورت وہ دکھا ہی نہیں صد سے مغر رہیں کچھ دیا نہیں لاتی نہیں
اونکے کو پہے میں سر شام اگر جاتے ہیں ضد یہ ہے دیکھ کے کوٹھے سی اور جاتی ہیں	
کوفت پر کوفت کہانک یہ بھلا پائی کوئی کیا جیے حبکا کہ اسطر سے چوٹ جا کوئی	عصہ و خون جگر تا بہ کجا کما سی کوئے دل شب بھر میں کس طرح سے بھلا کوئی
ساتہ نالی کے جگر منہ کو جلا آتا ہے دم کوئے دم میں یقین ہے کہ کھل جاتا ہے	
آگے آیا وہ دڑتا مجھ جن بابو کا سامنا روز پراچے کہ اتون کا	اونکی صحبت میں بان غل ہے بڑا تو کا نرہا لطف وہ اُسکے ملا قانون کا
لی گئے عزیزوں نے وہ دل پہ پھینکتے بیٹے بھلائے نئے سر پہ قامت ہے	
غیر سے ہاگین یہ انداز کوئی آتی ہیں تازا زبان دے بھلا راز کوئی آتی ہیں	ہٹ کے اب خبک جان باز کوئی آتی ہیں اپنے ان چالوں نے ہم باز کوئی آتی ہیں
سرگردن کا کوئے سیل سمجھتی ہیں ہم جان پر کینا اک کسیل سمجھتے ہیں ہم	
غیر کیا مال ہیں کیا چیز میں جو کچھ کلام اب شکایت کا ہے باقی تڑپا تم ہی غلام	حیرت نامہ دولے مرد و نکو متقرے نام لے ناموں کا غیرت کا ڈبویا ہے نام

	دلو سو طرحے دسو اس رہا کرتے ہیں دو رجو رہتے تھے وہ پاس رہا کرتے ہیں	
میں نے جب تکو سنا یا تو بگاڑا محبو	قبر میں جیتے ہی جی مار کے کاڑا محبو	میں نے جب تکو سنا یا تو بگاڑا محبو
میں نے جب تکو سنا یا تو بگاڑا محبو	کر کے کشتے غم فرقت نے پھاڑا محبو	میں نے جب تکو سنا یا تو بگاڑا محبو
ایک دن آپ کے پر کو بچے میں تھراوٹے گا	رفتہ رفتہ کوئے دل بیچ یہ کراوٹے گا	ایک دن آپ کے پر کو بچے میں تھراوٹے گا
کیا زمانے میں نہیں تمسا حسین اور نیا	وہ ہونڈ ہے لین کے کوئی ماہ جبین اور نیا	کیا زمانے میں نہیں تمسا حسین اور نیا
دل لگائے گا حشر دیدار کہیں اور نیا	آکے اب بیٹے گا معشوق قرین اور نیا	دل لگائے گا حشر دیدار کہیں اور نیا
رنگ آئے گاتین داغ ٹرا کہا وگے	چہرہ وہ چاند ساتم دیکھ کے جل جاوے گا	رنگ آئے گاتین داغ ٹرا کہا وگے
تم تو کہتے ہو کوئے بچپن کیا لائے گا	سامنا ہو گا تو ب حال یہ کہل جا بیگا	تم تو کہتے ہو کوئے بچپن کیا لائے گا
رخسے وہ مہر اگر زلف کو سر کا بیگا	غش کے رکتے ہیں صاحب کو مین	رخسے وہ مہر اگر زلف کو سر کا بیگا
ہو کے حیران یہ کہو گے کہ اسے کیا دیکھا	برق چلے کہ کسے ماہ کا چہرہ دیکھا	ہو کے حیران یہ کہو گے کہ اسے کیا دیکھا
شکل آمینہ وہ رخ دیکھ کے حیرت ہو گے	نہ کہے جاوے گے وہ آپ کے حالت ہو گے	شکل آمینہ وہ رخ دیکھ کے حیرت ہو گے
پہرہ یہ شان نہ یہ روپ نہ شوکت ہو گے	بیچ پڑ جائیگے کچھ اور ہا صوٹ ہو گے	پہرہ یہ شان نہ یہ روپ نہ شوکت ہو گے
	زلف کے بل میں گرفتار رہو گے برسوں	
	حشمت کو دیکھ کے بیمار رہو گے برسوں	
دم پڑک جامی گا دیکھو گے جو لطف بینی	نام کو ایسے رہے گی نہ کہے نہ بیٹے	دم پڑک جامی گا دیکھو گے جو لطف بینی
تکے جنازی گے اوس نکلی متین گلشنی	خون رلو اسے گے ہونٹوں کی متین گلشنی	تکے جنازی گے اوس نکلی متین گلشنی
خوبے زلف جو دیکھو گے تو گہراؤ گے	تب ہی جانیں گے جب اس طرحے بل کہاؤ گے	خوبے زلف جو دیکھو گے تو گہراؤ گے

<p>۱۵۵ سانے اسکی نہ یوں حسن بہ بازار ہو گئے اوسکے محرم سے جو محرم کے عنوان ہو گئے</p>	<p>۱۵۴ دیکھ کر اپنی طرف دل میں پشیمان ہو گئی صاف تم میری طرح چاک گریبان ہو گئی</p>
<p>۱۵۶ اوسکے آگنوں کا جو دم بہرے نظر ہو گا نہ یہ چشمک نہ یہ غصہ نہ اٹا را ہو گا</p>	
<p>اوسکے صحبت سی ہمار ہو طبیعت کلبنا اپنے جو دلکی ہو بر لای وہ ہرقت مراد</p>	<p>آتش رنگ سی تم دلین جلوہ سی یاد ایسے ہو لو کہ ذرا جو رہیں لست کو یاد</p>
<p>۱۵۳ کیا کیا ہنسنے پریشانی کی تقریریں ہوں میرے ملنے کے لیے سیکرون دبیریں ہوں</p>	
<p>آپے آپ ہی تم نامہ و پیغام کرو چین دن کو نہ شب کو نہ آرام کرو</p>	<p>تذکرہ میرا ہے ہر دم سحر و شام کرو غیر کو ہو لو مرا ورد زبان نام کرو</p>
<p>۱۵۷ کچھ سے ملنے میں اگر میری توقف ہو جائے برطرف آپ کا سارا یہ تکلف ہو جائے</p>	
<p>۱۵۸ ہم تک نامہ و پیغام ہماری آئین کچھ دنوں ملتیں انستہ ہم بلائیں</p>	<p>شاد ہو جائیں بہت دلین عجب ترائیں مصلحت جانکے ہم صبر متیں دکھائیں</p>
<p>منع آنے کو کہیں اور ستانے کے لیے آدے ہوئے سے بھیجیں نہ بلانے کے لیے</p>	
<p>۱۵۹ ہو بڑا لطف کہ سب غیر نکالے جائیں کچھ دنوں اسب کو دیکو جو سبنا جائیں</p>	<p>آدے خاک مرے دُور کے اوڑا لجا جائیں آپ وہ آکے ہمیں گھر سے بلالی جائیں</p>
<p>اپنے قسمت سی تناسے دلے ہاتھ گئے دور اغیار ہوں سب کیا ہے خوشے ہاتھ گئے</p>	
<p>۱۶۰ اب جو کہ راہ یہ تقدیر ہماری ہے اسطرح سے نہ مناسے کی جی ہداری ہے</p>	<p>شادمانے عوض نالہ و زاری ہے یک بیک سنتے ہیں ہم کیا کہ مراد آئے</p>

یہ سخن سنتے ہی دل سینے میں کیا شاد ہوا شکر ہے خانہ بُرباد بہر آباد ہوا	
۷۵۵ در تنگ اونگے اور تروا کو دھڑی مٹیاب شکل کو دیکھتے ہے پر نہ ہے ضبط کی آ	دل ناشاد کو شادی ہوئی مجروح دل ہوئی شرجو تہ آتش فرقت کیا
دو تو جانب سے ہوئے حرف شکایت آغاز ہوئی التیمین مصیبت کی حکایت آغاز	
۷۵۶ جب کہا میں نے کہ اس بات میں کیجئے نصیحت بے مری پوچھے ہوئی جمع یہ کیوں سب چرا	ماقین سب آپ نے کین میری طبیعت کے خطا منفعل ہو کی یہ کہتے ہیں ہ تقصیر عیا
اونے والدہ کی طرح ہمیں کام نہ ہتا جب تک تم سے جدا تھے ہمیں آرام نہ ہتا	
۷۵۷ امتحان تھا ہمیں الفت کا مٹھاری منظور اب یہ فرمایا تو آپ کہ ہے کما قصور	مستے عاشق کے رہے پاس دلستہ جو اور کو چاہیں گی کہہ بیٹے یہ تم میری خور
کہیے کیا کہتے ہیں سطر کے فرمانے کو لاکھ جاہن دل عشاق کے بھلانے کو	
۷۵۸ منہ سے کچھ بولو یہ تقدیر جا رہے آگے ڈھونڈ رہے اک چاند سی تصویر ہمار آگے	کے بڑی تھنے بے تقصیر ہمار آگے نہ چلے آپ کے تدبیر ہمار آگے
دیکھیں دل جس سے لگایا ہے بلا لود کو جس جگہ نہ چھپا یا ہو گا لود کو	
۷۵۹ نئے اسد میں یہ چاری چڑھ کے خاطر سوہم آئی نہیں بیان اور کسی کے خاطر	سمجھے ہو آئے ہیں یہ میر خوشی کے خاطر ہم فقط آئی ہیں ادیں شک بری کے خاطر
جسے تعریف ہے اس کے طلبگار ہیں ہم اک نظر دیکھ کے گھر جانے کو طیار ہیں ہم	

سائے کیون نہیں آتا وہ حسین کیا ہے
ہم بے تو دیکھیں کہ وہ ماہچین کیسا ہے
آجکا چاند وہ بالائے زمین کیسا ہی
دیکھ لیں اسکو کہ دانش کی قرین کیا ہے

۴۹۲
ہے وہ خوشرو تو مائل ہے بلانے میں کیا
چاند کو عجب ہے صورت کے دکھانی میں کیا

سہن کے مینی کہا اب ملنے پہ اڑائی ہو
حرف اسطرح جو بالائے زبان لائی ہو
کنے بلوایا تیا یہاں کیسے تم آئی ہو
منفعل حوروں پہ ہو خوشے شرابی ہو

۴۹۳
تم آئیائیں جو دین ایسے بے کم دیتے ہیں
کرد انصاف متبیں سر کے قسم دیتے ہیں

صحبت غیر کا تم کرتے ہو ہر دم انکار
کہا تے ہو اپنے جو آنکے قسم بے ہر بار
کہتے ہو اوسے سروکار نہ تھا کچھ زندار
آگیا بھگو یقین اسین عبت ہے مکرار

۴۹۴
خیر جو کچھ ہو اکیون کرتے ہو اسطور کا ذکر
باتیں یہ جانے دو وہ ہو گا کے اور کا ذکر

جسطرح غیر دنگے ملنے کی ہی تہمت تیر
آپ اس مکتوبے کیجئے دل میں باؤ
کہتے ہو جھوٹ یہ دشمن نے اور ادبی حی
اور معشوق سے واقف نہیں آجی بھی نظر

۴۹۵
عش ہن اک مہر پہ کہتے ہیں جلائی کے لیے
جھوٹ باتیں تہیں ہمارے وہ سنائی کی لیے

اپنے باتوں نے جلاتے ہو میں تیر قربان
اور معشوق کا گھر میں نہیں عاشق کشتان
تسے معشوق نہیں بہتر کیسے کب شان
ہم قسم کہا تے ہیں جاتا نہیں اس پر بے گمان

۴۹۶
رنگ چہرے پہ نہیں جسم میں اب جان نہیں
اپنے عاشق کی متبیں حال کا کچھ دہیان نہیں

تم نے بچانی بھی ب کیا ہے ہماری صورت
زہ جسم کی طاری نہ دلوں میں صحت
دوہے دہن ہوئے کیا غیر ہمارے حالت
مصلح کر گیا دور وز میں بچ گرفت

قابل عرض مرا حال دل زار مسین
کیا رہ پوشیدہ ہے جو رخسے تو مدارین

مہ

سکے یہ مجھی لپٹ کر وہ گلے سی روئے
چین راتوں کا ملاسا وہ جہدم سوئے
دلین جو داغ کدورت سے سراسر دہوئے
وصل کے عیش نے بے رخ شب فروق کھوئے

شکر آباد کہ ہم وصل سے آباد ہوئے
غیر جتنے تھے وہ سب رشک سی برباد ہوئے

تمام ہوا



۱۰

پیشیتہ حسن سے یوں آپ خبردار نہ تھے
فتنہ پرداز نہ تھے پار دل آزار نہ تھے
آشنا ناز و ادا سے کہیں زہن دار نہ تھے
ہم ہی صحبت میں رہا کرتے تھے اغیار نہ تھے

۱۱

حکم یوں کسکو چلے آنے کا خلوت میں تھا
غیر کو دخل کہاں انکی صحبت میں تھا

نام سی بھی کوئی آگاہ نہ بیگانہ تھا
اس قدر گرم کسی سے ہی نہ یار نہ تھا
شمع رخسار کا کوئی بھی نہ پروانہ تھا
شعلہ انگیز نہ یوں حسن کا افسانہ تھا

جاننا تھا کوئی تلو نہ رسوا ہم تھے
کوئی ولد فتنہ نہ تباہ کی شیدا ہم تھے

صحبتیں تھیں تھیں تفرقہ پرداز نہ تھے
دور رہتے تھے ہمیشہ خلل انداز نہ تھے
کچھ کہی سنتی نہ تھی کان میں غماز نہ تھے
آشنا ہو گئے اب اور ہی انداز نہ تھے

۱۲

کیے پیدا ہیں چلن سب کے نرالے ہمتور
یاون اب وضع سے باہر ہیں نکال دھرتور

چمکے غیروں سے نہ ہونے تو اشاری گئے
روزن در سے نہ کرتے تو نظاری گئے
کوئی سبے اذن آتا تھا ہمارے آگے
اب وہ جہدم بین جو رہتے تھے کنارے گئے

یوں نظر رخِ دہر سے نہ لگی رہتی تھی
خلق مشتاق نہ کوچن کٹری رہتی تھی

وضع سادی تھی سبھی تھی نہ جوڑا ہمارے کبھی اس طرح سے یہی تھی نہ اگلیا ہمارے	آستینوں میں نہ ٹکولتے تھے پٹا ہاری پاؤں میں یوں نہ مارا کرتا ہمارے
۵	طبع نازک کبھی نال طرف ناز نہ تھے آشناکان سے یازیب کی آواز نہ تھے
چال یہ کب تھی مگر کایہ لچکنا کب تھا دل عشاق کو اب بیسی بیو نام خدا	ناز و انداز نہ ایسے تھے نہ ایسی تھے ادا طرز رفتار سے ہے ایک قیامت برپا
۶	سیر کو آپ نہ اس طرح کبھی اٹھتی تھے فتنے کب جال پر اے رشک بلی دھڑکتے
گنگھی اس طور سے بالوں میں کرتے تھے کبھی نہ کبھی بان کی رہتی تھی لبوں پر لالے	لب خوش رنگ پر جمتی تھی نہ مستی کی دھڑکتے اس طرح اتنی پہ افشان نہ پہنے جاتی تھے
۷	مرہ دینا نہ کہیہ مد نظر رہتا تھا آئینہ ہاتھ میں کب آٹھ پہر رہتا تھا
نور تن باز وون پر یوں کبھی بندھتی تھے پہنے پہرتے تھے نہ اس طرح نہ ٹوڑی تھے پھر	آشناکان نہ تھے موتیوں کی گڑبوں پور پور آب کی ہاتھیں کمان تھے چلے
۸	اس طرح پاؤں میں نہ ہندی نہ ملا کرتی تھی ایسی اٹھکھیلے کے چالین نہ چلا کرتی تھی
چشم انجم سے حیا کرتے تھی اسی شک فخر تھے حیا آنکھ کے پردے میں نہ آن پہر	اپنی سایہ سے جبک جاتے تھے تھم مگر نے خط ویدہ روزن سے نہ لڑتے تھی نظر
۹	پردہ پوشی سے مزاج آپکا اب باز رہا پہر گئی آنکھ نہ وہ شرم کا انداز رہا
سوچی تو یہی آگے تھے سخن صاحب بات کرتے ہوئے ہر ایک سے شرم نہ تھی	پاس کرتے تھے نہ یوں کہتے تھے چل نہ اب بین فقریر کے کچھ اور یہی انداز تھے

	بات سنتی نہیں باتو نہیں اورا دستیہو	
بات کنسی مین نہ دی بیٹہ تہو یوں بھرے	ایک ہم کہتے نہیں لاکھ سدا تہی ہو	کب زبان آچی خوگر تہ بھلا گالی کے
	یوں نہ خنجر دل بیتاب بہ چل جاتی	تہو راسطرح یکا یک نہ بدل جاتی تہی
شر مسی پان نہ کما تہی تہ کھلایا ہمنے	مسی ملنا تمہیں ہو یوں پہ سکھایا ہمنے	نار و انداز زمانے کا بتایا ہمنے
	نہ یہ شوخی تہی نہ غمی تہی نہ زیبائی تہی	تمہیں فرماؤ کہ پہلے ہی یہ گویائی تہی
روٹہ جانا نہ تمہیں بات پر آتا تھا کہہ	منہ بنانا نہ تمہیں بات پر آتا تھا کہہ	یوں ستانا نہ تمہیں بات پر آتا تھا کہہ
	مہربان ہمہ شب و روز رہا کرتے تہی	لعل لب جو نہ کہی سخت کہا کرتے تہی
بال صاحب کے او لچھو تہ تو سلجھاتی تہی	رخ پہ یوں چوڑ کے بالو کو نہ سکھاتی تہی	جب نہاتے تہ تو کپڑے ہمیں پہناؤ تہی
	تنگ باز بست ہو کیونکہ یوں ہانچا نک	بند بند ہوا تہ ہونا محرم کے
ہمکو اک آن مگر جو کہہ پاتے تہی	پیار سے اکے گل آپ لپٹ جاتے تہی	آپ لے لیکے ملا تین ہمیں بھجواتے تہی
	اسطرح کا بیکو نہیں منکر و ملا دیتی تہی	گدگدائی کہہ کے ہمیں آپ پہنچا دیتی تہی

عوض عشق و محبت ہمیں سودا ہوتا
کاش دل دام میں کیسے کے نہ لچھانا
جایا ہوتے نہ رسوا نہ یہ چرچا ہوتا
سیح ہر مغرور دن سے ملنا نہیں اچھا ہوتا

یہ
سیح میں آگے ایسا نہ تمہیں جانتے تھے
کبھی دیکھا نہ تھا صورت ہی نہ پہچانتے تھے

دل میں بچیا تیری ہم تمسک عشق کیا
افد دل دیکھے بجز رنج نہ کچہ ہاتہ آیا
ملکہ غیروں سے ہمیں غم دیا تم نے کیا
حق سے اب مانگتے ہیں ہم بھی دیرات

۷
حسن عشاق کی نظر و نسو یہ سب کر جائے
تم ہرے سے صدمہ تم سے خدا ہیر جائے

ملکہ غیر و نسو بہت دکھو ستا یا تھے
یاد خاطر رہے و عدد و نگو ہلایا تم نے
جسے پردہ تھا او نہیں گد میں بلایا تھے
جو کہ دشمن تھے او نہیں دوست بنایا تھے

۸
جو ہنسی و ہم و گمان میں کبھی ہ بات ہو
نرک سے ہوتی غیر و نسو ملاقات ہو

۹
خیر کچھ غم نہیں ناحق کا نہ غم کما تنگ ہے ہم
جی نہ سلائے عشقین و لہجہ تینگے ہم
گد میں آگ مر کے اسی شک قمر جا تینگے ہم
لطف اس نغ کا اپنے تمہیں کلا تینگے ہم

۱۰
مول رو ملی کسے زلف کا سودا لینگے
سیح جو دل پہ تیرے ہیں و نہیں سلجھا لینگے

۱۱
نے کیے عشق کو رکھتے ہیں رنج کے نہیں
رنج ہرگز شب تنہائی کے سہنے کو نہیں
اچھی صورت کی طلبگار ہیں گنے کو نہیں
دیکھنا اشک کبھی آنکھوں سے بہنے کو نہیں

۱۲
عشق باز میں ہم اوقات بسر کر دینگے
بہتے ہی پو لے دن رات بسر کر دینگے

۱۳
جی کو اب اوس لگاتین کو چوچا ہے بکو
واسطے اپنے فراموش کرے مالک کو
رنج زندہ نہ ہو نہ چاہے ہمارے دم کو
شادمان رکھے ہر اک وقت دل پر غم کو

<p>بچا نام نہ بھولی سے بھی یاد آئے کہیے ہو کاؤن کی خدا شکل نہ دکھائے کہیے</p>	
<p>کر عوض تم سے نہ لین نام نہ زخمین اپنا غیر سے ملنے کا دکھلا یہ صاحب فرا</p>	<p>ایسا معشوق طر حصار کرے گنگے پید خیرت سے ہو قدیم سے نہ پیرا</p>
<p>خاتم کہا و جو اس شک جمن کو کہیو بات تک سنہ سے نہ نکلے جو دہن کو کہیو</p>	
<p>دم اولجہ جاسے اگر نہ پریشان ہو نہ چالو اگر اوسے بے دریاں</p>	<p>سر کو ٹکراؤ جو تم ہاتھ کی افشان دیکھو شوخیان ہو لو جو وہ نہ کس فتان دیکھو</p>
<p>کو بیباختہ کیا چہرہ پر نور ہے یہ یہ فرشتہ ہے پری ہو کہ کوئی حور ہے یہ</p>	
<p>غیر ممکن ہے کہ تم ہاں سے انصاف کو صاف اوس جانے نہ ٹھکے کی زبان ہو</p>	<p>مار تم اوسے جو دیکھو تو نہ یوں نازان ہو دم ٹھک جائے جو تنہائی پھٹک کو کہیو</p>
<p>دور سے بھی اگر اوس رخ کا نظارہ ہو جائے اب جو نقشہ ہے چار اوہ تمہارا ہو جائے</p>	
<p>جستہ تم نے رو لایا ہے رو تین تھکو تم اگر بیٹھ جائے تو اوٹ تین تھکو</p>	<p>بوسے لیں اس لب شیریں کے ستائیں تھکو نہ پکاریں نہ بلاتیں نہ ٹپائیں تھکو</p>
<p>ہم تو کیا روتے ہیں تم ناہ و نہاد کرو صحتیں گذری ہو تین دل میں بہت یاد کرو</p>	
<p>لب دریا پد شب ماو میں لیکر جاتیں صفت ماہی دے آب تھیں تڑپائیں</p>	<p>فرش ہو لو نگا اوسے گل کے لیے بھجواتیں آپ ہی چاندنی دیکھیں اوسے بھی دکھلائیں</p>
<p>بیٹھے دین نہ کنا سے بھی تھیں نہیں سوج کو طو سے بنیاب ہو کیا کیا دین</p>	

چرخِ راتو کو سمیٹے ہو وہ رشکِ مہتاب
وہ نہ شرابے مہین دس سے نہ کچھ آج
نیکے ساتی ہمیں محفل میں پلائے خوشنظر
آتشِ رشک سی جل جلکے تو ہم دلیں کباب

گر بیانِ ٹنڈی سب اسیم بدنِ جو جاتین
نئے سب حسنِ جوانی کے سرِ جاتین

انگہم پاس سے زہارِ نجابتیں او سکے
آپ جب دہو ٹنڈیں ہمیں گرد ہی پاتین او سکے
جو کرے ناز و سب ناز او ٹھاتین او سکے
ہاتھوں سے روزِ لین پاؤں کی بلا تین او سکے

گلے سندی وہ کف پا جو تمہیں دکھلائے
دستِ افسوس لکھ نہ تمہیں سنائے

ایسی صورت جو کما دی تمہیں وہ ماہِ قمار
سب یہ باطل ہو جو ہے حسن کا تمو دوا
خود کو مٹھ سے کہ دیکھا نہیں ایسا چہرا
خوب ماجا می تمہیں میرے جلا نیکی سدا

تلخ جیسا ہو تمہیں اور فری ہم لو تین
روتے دیکھیں تمہیں جب لکھ پھولی پھوڑ

یہ چل چل کے کہا ہے یہ ہو دلکا چال
محو ہوتا ہے نہیں آپ کا زہار خیال
یا آتا ہے کبھی رخ کبھی زلفیں کبھی چال
کبھی ہنسکر گلے لگتا ہے باتیں کبھی چال

پاؤں کستی ہیں یہ ہر بار چال وں کو چھین
بیگلی جاتگی آئی گی کل اونس کو چھین

انکھیں کستی ہیں وہی پیشِ نظر ہو چہرا
کان کہتے ہیں سنا کر وہی دُرات صدا
جلد وں لب سے دلیں قول ہی یہ ہو ٹونکا
سینہ کہتا ہے مجھے ہر اوس سینے سے ملا

نام لبں دردِ زبانِ ایکجا برات میں ہے
دل بے صبر بہت شوقِ ملاقات میرے ہے

سینے لگ جاؤ گلے بس نہ رولاؤ سبکو
دورِ خیال نہ کو کرو پاس بٹھاؤ سبکو
بس بہت رنج دیا اب نہ ستاؤ سبکو
لتے ہیں آپ سے ہم پاس بلاؤ سبکو

۳۳ دلیں کیہ سوچے انصاف مرجان کرو
منتین گب سو کٹری کرتے بن ہم فریاد کرو

غیر معشوق کا جو نام زبان سے نکلا
سر کو پاؤں پر رکھتے ہیں ہوتی ہمیں خطا
کاٹو اس جرم پر گر میری زبان تو ہی بجا
حق ہے یہ بات کہ معشوق کہاں ہو تسلا

۳۴ اور پریشانی ہوں ہم کو نہ ایسا جانو
تم وہی اپنا ہمیں عاشق و شیدا جانو

ظفر آئینہ شکایت وہ غلط ہے یہ کہ
عذر کرتے ہیں نہ آرزو ہوا وں باتوں پر
وقت پر صلتا کہ گتے تھے ہم جل کر
صالح طریق سے ہو جائے یہی بہتر

۳۵ بھر سے وصل ہو اب جلد صفائی ہو جا
جیسے ہمیں ہے وہ غیروں کی لڑائی ہو جا

کچھ نہیں اب بھی گیا آن کے مل جائیں آپ
غیروں سے ملنے کی ایجان قسم کہاتیں آپ
بعد آما و کے ایسا نہ ہو چائیں آپ
اوسکو انگھون سے بجا لائیں جو فرمائیں آپ

آرزو ہے کہ تمہارا رخ زیبا دیکھیں
انکھیں ہوشیں جو کسی حور کا چہرہ دیکھیں

تمام ہوا

آزاد

تخلص ہے محمد امیر الدین صاحب کا باشندہ ہین
بانس بریلی کے شاگرد رشید ہین میر غلام علی صاحب
عشرت تخلص کے کلام ان کا سوائے اس سوخت
کے جو شامل مجموعہ ہذا ہے نظر سے نہیں گذرا
نہ اور کوئی شعر ان کا سنا مگر اس سوخت کو طرز سے
معلوم ہوتا ہے کہ طبیعت سار کہتی ہین سب کے رنگ
ان کی طبیعت کا رنگ علی ہ ہے تخلص کا تو اور غیر
آزاد مرحوم بلگرامی خلف مولوی عبدالحلیم بلگرامی



و سوخت آزاد

عشق وہ ہوش رہا ہی کہ اے توبہ	عشق وہ سیل فنا ہے کہ اے توبہ
عشق وہ برق بلا ہے کہ اے توبہ	عشق وہ تیغ قضا ہے کہ اے توبہ
الاماں آتش جان سوز مصیبت ہی عشق	اکھڑتا بش خورشید قیامت ہی عشق
عشق وہ شکر غم ہے کہ نہیں اسکا شمار	عشق وہ بر شرارت ہی کہ بر نائی شمار
عشق وہ می ہی کہ تے ہی عالم کی خاک	عشق وہ تند ہوا ہے کہ اوڑا کھسار
دم تمشیر ہی نرات لہو جانتا ہے	کے عشاق حسینوں کی نگے کاٹتا ہے
یہ وہ ہی طرفہ گلستان کہ بہار کی خفا	پہل ہے تہوار کا پہل پھول گل داغ عیان
بیل نغمہ سرانا کہ موزون ہی بیان	چشمہ حشیم ہے جاری غوض نہروان
نفس سرور نسیم سری کے بدلے	طاثر روح اوڑا کبک دری کے بدلے

یہ وہ شمشیر اجل ہے کہ مینا کے پناہ
دم ارور ہے کہ ہے کام ننگ اسکا گواہ
اسکا ماہی ہے چلا آتا ہے بھنڈا آؤ
گھل و بیل بہین کرتا ہے ہزار فکوتاب

پکے خورشید فلک خاک کا دزہ ہو جا
چرخ سیار اس اندوہ سے چرخا ہو جا

ہے سید روزنار اسکا کوئی نام نہ لے
روز ملتے ہوا گردِ دلتِ ایام نہ لے
ساتے بزمِ طرب خیز ہو تو جام نہ لے
شاہدِ کام روا ہے ہو تو کچھ کام نہ لے

کامیاب اس سے ہوا جو کوئے نام کام رہے
نام پیدا کرے جو شخص وہ بدنام رہے

کوئی دامنِ تخریمی کوئی ہے یہ وہ متلاع
جنگ جو ہے کہ فرشتوں نے دم نزاع
نالہ نرگ پر محفلِ شادی کا سلاع
کشتے عمر روان کی لیے دم کا سلاع

نہ چھپے پردہ افلاک میں بے راز اسکا
آفت کو س دہل نغمہ ناساز اسکا

جان انسان کو جاہل کہ چلے اسکی راہ
آسمان کی ساز میں مانگے ہے حق سے پناہ
کوہ اس صدمہ سی لڑان ہو لبان بکا
ہو گئے اسکے سبب سیکڑن گھر خال سیاہ

قافلے اس ہر بھول میں لستے دیکھے
جے دلیرانِ جہان سوز کے چھٹے دیکھے

وہ ہوا ہے کہ بلند آتشِ نہان کر دے
وہ صبا ہے کہ گشتان کو بیابان کر دے
وہ صدا ہے کہ دماغ کو پریشان کر دے
وہ جفا ہے کہ لب نہ پر افغان کر دے

یہ وہ لالہ ہے قلم کوہ کا دامن ہو جا
اور شگفتہ ہو جو گلشنِ من سو گلشن ہو جا

ناکجا اوس ستم آرا کے صعوبت لکھوں
دل دیا اور کو خود ہو گئے مجبور و ذلیل
اک مرض ہے کہ چوئی سیکڑن عاقل محو
وصل ہو پھر ہو عاشق کو نہ صبر سکون

	بگری بن بن ہزار دن ستم و جور کے ہاتھ کیا مرہ زلیست کا ہو موت و حیات اور کے ہاتھ	
دل ملی جس سے وہ بد خو غلامی سکھین لطف زدہ دیدہ نگہ سے بھی چرائی نکھین	ڈرتے ڈرتے جو نظر کبھی دکھائی آئین آگ ہونا نہ کوئے سیکنے بایں نکھین	
	سر چڑھائیں اور وہ ہمارے دل سے پوچھے یہ درد تھان کوئے ہماری دل سے	
پیش ازین یک پر پرو کا مین دیوانہ تھا خانہ کعبہ دل ایسا صنم خانہ تھا	شمع رخسارہ گلزنک کا پروانہ تھا تخت شاہی مجھے سنگ درجہ جانا تھا	
	میری خوش ہوئی کے سامان میں نا کرئی کام کرنے کا مرے آپ کا کرتے تے	
کون سا لطف ہی جبکہ نہ میں شرمندہ ہوا کون سا تار محبت ہے کہ چیرا نگیا	کون سا عیش کا سامان ہے کہ موجود نہ تھا کون سا راز تھا پوشیدہ کہ پردی میں تھا	
	کوئے ارمان ہوا کوئے حسرت زہے اتفاق گل و بیل کے حقیقت زہے	
یاد ہے مجھ کو کہ اک روز شب عشرت میں ہاتھ منہ دوڑ کے دھوا آئی وہی صحبت میں	روسی خوی کردہ ہی جب لطف اور صحبت میں اور کہا دیکھ تو اب حسن کیا صورت میں	
	مینے چٹ چٹ خچر گلگون کے بلائیں لے لین گلشن خاطر خرم کے ہوائیں لے لین	
بس اسی ہر صحبت سے گزرتے اوقات لب شیریں سی کسی اور سی کرتی تھی نہا	متنفر عمل ہو و لعب سے بالذات گہ و بیگاہ چلی آتی تھی دن ہوئی کی لڑات	
	مجھے تنہائی میں کہنے سے کلی ل ل کے میں ہوں اور تم ہو اب ارمان نکالو دل کے	

ناگمان عشرت کامل کو زوال آئی لگا	خاطر خرم دلبر کو طال آنے لگا
خواب کرنے میں میرے ساتھ خیال آنے لگا	رابط دیرینہ میں نقصان کمال آنے لگا
خلل انداز ہوا عاقبت اک ہم صحبت	دفعہ ہو گئے سب برہم و درہم صحبت
چندی البتہ رہا خاطر خزون کو قلق	سینہ یک نخت ہوا دشنہ آندوہ سی شق
رنگ چہرہ کا اوڑا منہ نظر آنے لگا فن	استراک اک ہوا مجبورہ صحبت کا درن
رفتہ رمتہ لئے تشویش بجا ہوش ہوئے	سابقے اگلے بتدریج فراموش ہوئے
لدا احمد کہ بہر وقت خوش اپنا دیکھا	گلشن خاطر غم دیدہ شکفتہ دیکھا
خار خار غم خوبان سے کنارہ دیکھا	دلوں پر پڑتے ہوئی تسبیح ترا دیکھا
گل سے بدلا ٹینگلی جی تنگ سمن دیکھیں گے	جلوہ قد کشتے سہ و چین دیکھیں گے
اب کوئی صحیح خوبان نہ بچے گا ہم سے	سیلا ٹیلا کوئے باقی رہے گا ہم سے
منہ تو دیکھیں کوئے تقریر کرے گا ہم سے	بڑھ کی بات اب کوئی لسان کہی گا ہم سے
تو سے حرف رکھوں جو رنے استادوں پر	پہتیاں سبکڑوں کہہ جاؤں پریرازدوں پر
چشم سگیوں نظر آجای تو میں مست غور	آکھنڈا ٹھاؤں نہ تلی سی کہیں چشم بدو
حور ہے ہو تو نکاحوں میں شامل میں قصو	ابو فخر ہوں وہ دن گئے تھامیں مجھو
دل ملائی کوئے عیار میں ہرگز نہ ملوں	قتین کہاں کوئے مکار میں ہرگز نہ ملوں
صلح کو آئی تو میں گرم و غا سمجھوں آوے	آئے پیغام تو پیغام قضا سمجھوں آوے
بل کرے زلف سیدہ کالی بلا سمجھوں آوے	ناز سے چین بچیں ہو تو خطا سمجھوں آوے

	چھلیاں دست خاستہ کے ناکا سمجھوں طاؤر رنگ خاموم کے چڑیا سمجھوں	۱۱۱
اب ملاؤ نگاہِ خوابانِ جہان سی آئین بچے طفلانہ نمونہ پرو جان سے آنکھیں	ترند کیے گا کوئے اشک روان سی آنکھیں نہ چراؤ نگاہِ حریفانِ زمان سی آنکھیں	
	متصل بیٹھنے کا شوق اٹھایا دل سے مژدہ لطفِ زبانی کو بہلایا دل سے	۱۱۲
اونے ہی کدو کی ترکِ محبت میں تلخ سمجھے لبِ شیرین کی حلاوت میں	تسکے کم کے جوہت چھوڑ دی الفت میں بدلا نسا دی سے تمہارا غمِ فرقت میں	
	وہ دن آئے کہ دل غمزدہ خرسند رہے کدو ناپ کھل کے رہا کیا کہ زبان بند رہے	
یادِ ایاں کہ آنکھوں میں سناٹا تھا نہ تو رات دن بزم سے وجام میں جاتا تھا نہ تو	دھیان میں ایک نظر باز کے آٹا تھا نہ تو وجہ کم روئی سے منہ اپنا دکھاتا تھا نہ تو	۱۱۳
	قابلِ دید نہ سمجھانہ کسے نے چاہا حشمتِ الفت سے نہ دیکھانہ کسے نے چاہا	۱۱۴
متمین کدو نہ سلیقہ یہ ہوا تھا تمہیں کب یاد ہوتا تھا یہ پوشاکِ بدنِ لمہیں کب	پیشتر شوقِ خود آرائی تھا اتنا تمہیں کب چمکِ اسطور سے منظور تھا اتنا تمہیں کب	
	تنگ تنگ ایسے نہ اکر کے سیسے جاتی جامہ زریعوں کے برابر نہ کسے جاتی تے	
شعلہ شعر و سخن کا یہ رہا تھا کس روز کلا ناخواند و نگاہِ خطِ ڈاک میں اکس روز	حرفِ ہر فن کے طلبگار رہ کر کس روز خطِ یہ خط جانی بر آتا تھا تقاضا کس روز	۱۱۵
	پہلے چنگے درجن طب کیا پیدا تے کر دیا ہند کو یونان کا تختہ نیچے	

<p>لوچپون پروہ مسالہ کہ مثال دیکھی ہاتھ میں رہتا ہے بلکہ ساچکن کا وصال</p>	<p>رغبت زینت قزمن نظر آتے ہی کمال اور قبا بر میں قبا ہی کل رنگین کی مثال</p>
<p>دور دار توجہ دوست لہ وہ الوان گیا طبع رنگین ستون ہے میں پہچان گیا</p>	
<p>سر سہ آنکھوں بنج نہا دھوکے لگاتی کب تے لکھایاں در سنسنے یہ سنسنا کب تے</p>	<p>دیکھ دیکھ آئینہ باتوں کو نبالتے کب تے لاکھا سو ڈھپے ہزاروں کو دکھانے کب تے</p>
<p>بوسے مجمع خوابان میں نہ بڑھ کے پایا سہ اوٹھائی کسے محفل میں نہ بیٹھے پایا</p>	
<p>تذکرہ سحر و طلسمات کا مرغوب تھا ہمہ تن جہل مرکب تھا یہ اسلوب تھا</p>	<p>اول دن و نوین عمل جب تمہیں محبوب نہ تھا خطر تفرقہ طالب و مطلوب نہ تھا</p>
<p>کب پر بوم پہ تعویذ کہے جاتے تے میت پریت کے کب نقش ہری جاتی تے</p>	
<p>باغ دنیا میں ہلوں ارتمارا میں بنا الحشر من کرے بازار تمہارا میں بنا</p>	<p>جب کوئے یار نہا یا رتمارا میں بنا نقد دل دیکھی خریدار تمہارا میں بنا</p>
<p>نار و جنس تھی تم ہاتھ نہ دھرتا تھا کوئے منہ لگانا تو اگ بات نہ کرتا تھا کوئے</p>	
<p>میں وہی ہوں کہ نہوتا تھا مری پاس کو میں وہی ہوں کہ مری صحبت میں اٹھاتا تھا سر</p>	<p>میں مہی ہوں کہ رہا کے مری خاطر منظور میں وہی ہوں کہ مری ساتھ نہاتا زعفران</p>
<p>روز و فرقت شب عشرت سی نہ کم تھا محبو گل رخسارے گھر باغ ارم تھا محبو</p>	
<p>باغ میں لیکے مجھے سانہ ہیرا کرتی تے نہر بیٹھتی تے لطف اڑھا کرتے تے</p>	<p>میں وہ ہوں لنگھوں پر مری چلا کرتی تے خند و گل یہ ظریفانہ بہت کرتے تے</p>

	چمن آرا کو برا کہتے تھے پیارے منہ سے پھول جڑنے سے تھے گلستان میں بھاری سے	
اب یہ صورت آجکے دینی ہیں بے لبتین لوگ مناز سجنے کے محفل میں نہیں	نخ میں کہتے ہیں پر حور شمال میں نہیں کہتے ہیں شاید حق دیکھ کے محل میں نہیں	
	جلوہ عشاق نظر باز حسین جانتے ہیں شعر و جانتے ہیں ماہ جبین جانتے ہیں	
بزم عشرت ہو کہیں آجکے جانا کچھ ہو ضیق ہی ہی کی مصرعہ کے پلانا کچھ ہو	شیش کی شیشے الگ صرف میں لانا کچھ ہو اک نہ اک تازہ گرفتار بے ناکچھ ہو	
	میری صحبت میں نہ لیتے تھے کہنے نام شراب یالب لعل سے چٹیا ہے نہیں جام شراب	
سخت ناکام ہو ہو قوف کیا کام کو بے صبح کو بزم سے و جام ہے اور شام کو بے	حرکت و دہے سمجھتے نہیں آرام کو بے اتو بدنامیو ٹکا ڈر بڑا نام کو بے	
	نظر کرم سے سیاب سا اوڑ جاتے تھے بدگاہوں سے نہ ملنے کے قسم کھاتی تھے	
اک مری چاہ سے سو چاہنے والے نکلے بایان کلاؤں کے ٹہنڈی ہوئیں بالی نکلے	مازا ایجاد ہوئے طرز نرا لے نکلے بالے کیسے نہ رخسار کے بالے نکلے	
	نئے وضعین حرکاتیں نئے انداز نئے نئے چمکدیں صلواتیں نئے مہراز نئے	
پیش ازین تہانہ کسے بات پر ایسا انکار اب جو میں بات ہے کرنا ہوں تو سننا	دلبرے کیا ہوئے کیا ہو گئے اگلے اقرا خو یہ آگے سے ہوتے تو نہ بڑھتے تکرار	
	ایک دم درد و ترحم سے ہمارا نہ سنا یو فاجح زما نے میں نہ کیا نہ سنا	

مدون آئینہ سان چلتے دھرت میں رہا	شاوی دغم سے معطل غم فرقت میں رہا
مڑے رست ہوا تلخ نصیبت میں رہا	نہ دقیقہ کوئے انواع ضرورت میں رہا
کیفلم قطع کردن حرف سے رہنے میں رہا	تو نہ کہنے میں رہا دل تو ہے کہنے میں رہا
مین گیا تجھے تو پھر تو بے زانی سی گیا	بزم میں بیٹھنے کی لطف اویٹانی سی گیا
منزلت صحبت دلخواہ میں پانی سے گیا	اور دو قابیٹوں میں تو آنکھ ملائی سی گیا
حسن صورت مزہ ناز فروشے کم ہو	ناک میں قوط خسرید ار سے ترا دم ہو
ہوسو ہو دل پر اب اک سنگ ستم بے دہرا	آنکھ اٹھا کر تجھے دیکھوں نہ کروں غم تیرا
شہر میں تجھے بہت میں صنم ماہ لقا	دل تو اب بس میں ہے ہر طرحی بہلاؤ کا
نقش غم صفحہ خاطر سے مٹا دوں تیرا	نام میں پھیر سکھوں نام جو پیر لون تیرا
دل لگے کو کوئے مہ پارہ نیلار کردن	اپنے عادت سے اوسے پہلے جھڑا کر
مین گرفتار سنون ادسکو گرفتار کردن	وہ مجھے بیار کرے میں سے اسی پیار کو
مجھے وہ خوش رہی میں اوس سکھ صائمہ ہونا	چند ہی اس دیر غم آباد میں خرسند ہونا
جو رخ سے ستم زلف دق ماسی چوٹی	روز فرقت سے شب غم کے جفا چوٹی
خوب ناکردہ گناہی کے نزل سے چوٹی	شکر گیا خیر ہوئی بند بلا سے چوٹی
تو وہ ہے تجھے ملی جو کوئے ناشاد رہے	بندگی میں ترے بیفائدہ آزاد رہے
تمام ہوا	

برق

تخلص ہی جناب فتح الدولہ بخشی الملک مرزا
 محمد رضا خان بہادر مرحوم کا خلف الرشید
 حضرت مرزا کاظم علی صاحب علیہ الرحمۃ عالم
 صالح کے تھے جو ان خوشرو و مہذب با وضع
 لاغر اندام عالم شباب میں بڑی بانگی اور
 خانہ جنگ اور بہادر و جری تھے خلیق اور
 جگت آشنا بھی تھے شاگرد رشید تھے
 شیخ امام بخش ناسخ کے



واسوخت برق

کیا بیان کنجی ای برق گرفتاری دل
بیکسی مین نہیں کرنا کوئی غمخواری دل
و مہم اب تو فزون ہوتی ہی بیماری دل
غم کیا کرتا ہی پر سیر آمد و کاری دل

گلشن دہرین ای کاش نہ سپد اہوتا
سنبل زلف کا پر محب کو نہ سودا ہوتا

دشت دل فی کیا جگہ بیا بانی ہے
مثل آئینی کی ہر دم بھی حیرانی ہے
شہر مین جی نہیں گنتا یہ پریشانی ہے
دل لگانے کی بہت جگہ پشانی ہے

اوس سی الفت جو نہ ہوتی تو نہ حیران ہوتا
استدرا کا ہیکو اب حال پریشان ہوتا

بیٹھی بیٹھی غم فرقت سی چونک آتا ہوں
دل بہلتا نہیں ہر چند کہ بہلتا ہوں
شہر کو چوڑی کی صحرانہ کل جاتا ہوں
یہی پڑہ پڑہ کی مین سر کوہ سی مگر آتا ہوں

تنگ آتی ہی نظر و سست صحرانہ
دیکھو ن لیجائی کہاں جوشن سودا جگہ

میلے جو کبھی یاد مجھے آتا ہے
ہر کوئی آنکھی کیا کہا مجھے سمجھاتا ہے
دل تڑپتا ہی جنت جی مرا گہر آتا ہے
سبکی سنتا ہوں خدا جو بھی سنو آتا ہے

پر کمون کیا کہ جنوں اور فزون ہوتا ہے
اونکی سمجھانی سی دونوں جنوں ہوتا ہے

حال اب دیکھہ کی میرا یہی کتابی طیب	مرض عشق سی صحت نہیں ہونے کی نصیب
دوست روتی ہیں مجھی دیکھہ کہ او خوش تر	تیری ادوی فی کیا ہی مجھی مرینگی قریب
نس جدائی فی تری جان مارا محکو	غم فرقت نہیں والد گوارا محکو
روز کر جاتی ہو آئی کا جو جانان اقرار	منتظر در پہ کھڑا رہتا ہوں چکا لاچار
سچ تو یہ ہی جو نہیں آنا کرو تم انکار	اسی کہہ کہہ کی میں جو ٹہا جو ہوا ہوں ٹٹو
ماتا دل نہیں کتنی ہو جو تم آنے کو	بات ٹھہرائی ہی کچھ اسکی ہی سمجھانے کو
آتش بھر سی ہر گز نہ جلاؤ بھکو	شکل اپنی کسی عنوان دکھاؤ بھکو
ہو کی رو پوش نہ ای بارستاؤ بھکو	آپ گر آنہیں سکتی تو بلاؤ بھکو
یہ تو کتنی نہیں ہم آپ سی آیا کیجے	شکل تو بہر خدا اپنی دکھایا کیجے
باید ایام کہ رہتی تھی یہاں رات اور دن	ہوتی اک آن جدا ہمسی نہا یہ ممکن
سال و مہ ابتو گزرتی ہیں کہیں کیا تم بن	تم بن نہایت کی دل کا ٹی ہیں مہنی گن گن
تمکو امی یا رجو ہمسی ہے ہی ہزار ہی	بھکو ہی اب نہیں منظور ہی ایسی یاری
ہو کی آندہ جواب یہاں سی چلاؤنگا	جتنی جی در پہ تری میر نہ کہی آؤنگا
غم مجھے کھایگا میں غم کو سد اکھاؤنگا	مطلع میر پہ پہرہ پردہ کی میں چلاؤنگا
میر کی تجھی توقع تھی سنگر نکلا	میر کی تجھی شے تری دکھو سو پتھر نکلا
اگلی بات کو مودزا اپنی تو تم مہا کرو	خاک کر کی مجھی اس طرح نہ پیدا کرو
اپنی اس تبتہ تی زربہ نہ پیدا کرو	ہو جو ہزار تم ایسی ہی آزا کرو

۱۱۱	پنج ڈالو نہیں کتنی ہی خریداروں کی سب کو خواہش ہی بجان ہسی خریداروں کی	
۱۱۲	آجگ ہسا کوئی تھی ہی عاشق دیکھا اب تو بیزار ہو صورتے ہماری مانا	تا قیامت پرہی یاد نہ ہوگا پسدا ہم ہی ہسی ولیمین کیا عہد ہی ابکی ایسا
۱۱۳	نادم مرگ نہ منت آکھو داکھلاوینٹے دل کسی اور ہی معشوقے بہلاوینٹے	
۱۱۴	اوس سی اب دل میں لگاؤں جو لانا ہی ہو سرد کو اوس قدر وزنوں سی پشیمانی ہو	عشوہ و غمزہ و انداز کا وہ بانی ہو زلزل کو دیکھ کے سنبھل کو پریشانی ہو
۱۱۵	گل عارض بھی ایسا کہ نہ دیکھا ہو دے آنکھہ سی اوسکی نخل نرگس شہلا ہو دے	
۱۱۶	سرخ لوز ہو اگر مر تو ابرو ہون ہلال وصف تنگی دہن میں نبی بان میری لال	ماہ میں نور نمود کی کمی نہ کر اوسکا جمال آوی ہرگز نہ نظر کیجیے گر لاکھ خیال
۱۱۷	نی نقاب اوسکا اگر چہرہ زیبا ہو دے جو حسین دیکھی اوسی عاشق شیدا ہو دے	
۱۱۸	اوسکی پوچھو نہ کوئی شرم و حیا کا حوال آنکھہ پر دیکھی اوسی کوئی یہی کسی جمال	پہنچی نظروں سی کری سارا زمانہ پامال سرد مہری پہ چو آجائی کسی اوسکا خیال
۱۱۹	جب کو دیکھی گہ گرم سے آفت ہو دے آنکھہ میں ایسی مہری اوسکی شرارت ہو دے	
۱۲۰	ناز و انداز میں ہوش و سنجے بکنا وصف اب اوسکی بیان دوستو کیجی کیا کیا	چال ایسی کہ ہو ہر گام پہ محشر ہر پا ہو ہر اک فن میں غرض مثل نرکتا اپنا
۱۲۱	موسیٰ باریک کمر ہو یہ نرا کت ہو وی نظر آجای وہ قامت تو قیامت ہو وی	

اپنا احوال جو سنس سہنس کی سنایا تھی خیر خاموش ہو کیوں دکھو لگا بات تھی		برق کیا تھی کہیں خوب دلا یا تھی دل لگاتی کا سزا ہے ادھیا یا تھی
	ٹول دیجیے نہیں اب اپنی پریشانی کو مختصر کیجئے اس قصہ طو لانے کو	

تمام ہوا

بح

تخلص ہر شیخ امداد علی صاحب کافل رشید ہیں شیخ
 امام بخش صاحب کے باشندہ لکھنؤ شاگرد رشید ہیں شیخ
 امام بخش ناسخ مغفور کو صاحبِ اوان ہیں طبیعت بہت
 عالی رکھتے ہیں شاعر بنی مثل لاجواب ہیں مشہور ہے
 کہ علم عروض و قافیہ خوب جانتی ہیں بہت لوگ ان کے
 شاگرد ہیں انکی آواز میں غشہ ہمیشہ سوتے اس سبب
 ضعف کو غشہ زیادہ ہو گیا ہے اس سبب شعر
 کم پڑتی ہیں دو واسوخت انکی شامل مجموعہ ہذا کی گئے



<p>بھرجو حال ہمارا ہے نہ پوچھو جسے دلے کس گھاٹ اوتارا ہے نہ پوچھو جسے</p>	<p>کیون زمانے سے کنارہ ہے نہ پوچھو جسے کون بدخواہ تمہارا ہے نہ پوچھو جسے</p>
<p>۱</p>	<p>زندگانی کا مزا عشق میں کھو بیٹھے ہیں * اپنے کشتی اسے دریا میں ڈلو بیٹھے ہیں</p>
<p>۲</p>	<p>طعن و تشنیع کی تیر و لگا جگر ہے آج کل بھی حال ہمارا تھا جو احوال ہے آج</p>
<p>۳</p>	<p>آدمیت کی یہی طور ہیں کس سے پوچھیں ہم وہی ہیں کہ کوئی اور ہیں کس سے پوچھیں</p>
<p>۴</p>	<p>ایک کیا کوں بد اطوار ہمارے خوبے ہم کہاں گم ہوئے کس چاہ میں غیر خوبے</p>
<p>۵</p>	<p>انقلاب ایسا زامانی میں بہت کم دیکھا دیکھتے دیکھتے کچھ اور ہے عالم دیکھا</p>

صورت نخل خندان دیدہ بین بزرگتر ٹھوکر دے کے لیے گلیوں میں ہیں گنگر پتھر	بیم زم سوختنی چوب سناوار تر خس و خاشاک ہوئے سب سے گناار تر
کس ناکس کے ملاقات کے قابل نہ ہے کس کے موند جا کے گھین بات کی قابل نہ ہے	دلو بہلا میں کمان دل ہی نہیں بھر سکتے بہید سے اپنی کسی کو نہیں محرم رکھتے
آفتوں کے لیے دنیا میں ہونے ہم پیدا زخم وہ کما ہی کہ جس کا نہیں مریم پیدا	اپنا دم رکھتے ہیں کوئی نہیں بھرم رکھتے در کی چھڑ سے آنکھیں تو ہرچ نہ رکھتے
نالہ واہ کی خوگر ہیں اشہر ہو کہ نہ ہو اپنی تقدیر سے لڑتے ہیں ظفر ہو کہ نہ ہو	خاک پر لوٹتے ہیں در و جگر ہو کہ نہ ہو کچھ خبر اپنے نہیں تم کو خبر ہو کہ نہ ہو
جب گئی اٹھ کے کاہر اور اودھر رو آئے چین کو ڈھونڈتے پرتے ہیں کدھ کھو آئی	کیا ہو جمعیت مل کیا ہو مزاج اپنا درست نالہ کرنے میں قوی خاک اورانی نیست
غاز حیرت کی نہیں دل میں کھٹکے پاتی تنگ و ناموس نہیں پاس پہنکنے پاتی	دل کی خوش آئے کیا ہے طبیعت میں لگاؤ دل بہتا نہیں بستی نظر آتی ہے او جاڑ
کبھی صحرا کی طرف خاک اوڑا تے نکلے کبھی دریا کی طرف اشک بہاتے نکلے	شکوہ کرنے میں یہ آنکھیں ہیں گریبان تک جان کا ہی یہ گلہ فرق جانان کب تک
ہوش کی ہے یہ شکایت کہ پریشان کب درو کتا ہے کہ بے طر و در مان کب	

	کستی ہی شرم و حیا تن پہ کوئی تار نہیں پہرتی ہونگی کھلی ننگ نہیں عار نہیں	
برطرف ہیں جو مصاحب تھی بڑی ہوشیار خاک سکار میں اور تی ہی کوئی آتش پاس		آج کل انہی ملازم ہیں غم و حسرت و یار اب بھرتی نہیں کچھ مال جو تھی رتبہ شناس
	جسم کی تاب تے تو ان بی ادبی کو تے تھی جان ناشاد بھی رخصت طلبی کرتے تھے	
رہیں آباد وہ جسکے لیے برباد ہوئے دل کے ٹکڑی ہوئے ٹکڑی لب یا ہوئے		دین و دنیا کی بکھیر سی اب آزاد ہوئی ایسے اندوہ اوٹھائی کہ بہت شل ہوئی
	ایسے پھنسیوں میں نیند کھان آتی ہے سانس لیتے ہیں تو آواز فغان آتی ہے	
بدچلن دل غ شرافت کو لکایا تو نے پسے غضب زندہ رہا زہر نکھایا تو نے		کوئی کتا ہی کہ جیسا کیا پایا تو نے کوئی کتا ہے یہ کیا حال بنایا تو نے
	راہ چلوں گے یہ گفتار رہا کرتے تھے طنع و تشیع کی بو چار رہا کرتے سے	
صفت ماتم ہی اب اپنی نیلے بستر اپنا مشغلہ نالہ و فریاد ہی دن بھر اپنا		غم کی گہیر و غم میں گہیر و غم میں آہ جسدن سے دل آیا ہی کسی پر اپنا
	جان گہرائی ہے کیا کیا سب تنہا نے دیوین بن کے ڈراتی ہے شب تنہائی	
گہر میں سب بیٹھ رہی ناز اوٹھائی دالے کچھ قفا دار نہیں ابکی زمانے والے		کبھی آتی نہیں ہر دھڑکی آتی والے ہکو ہستی ہیں جو تھے ہکو ہستی والے
	انکی خلقت میں برائی ہے کوئی بہت نہیں فاتحہ ہی یہ پڑھیں قبر پر امید نہیں	

لوگ اب میری ملاقات سی کیا تھی ہیں
دیکھتے ہیں جو مجھے آنکھ نہ جھرا جائے
یار اگلی سی نوازش نہیں فرمائی ہیں
کون وہ دوست ہیں جو دوست کا کام نہیں

وای افسوس کیسا نہیں دل ملتا ہے
جو گزرتا ہے ادھر ہیر کے منہ چلتا ہے

لکھ گیا آخرا با تو نہیں نام اپنا
طشت از بام زمانے میں ہوا جام نیا
دین باقی نہ با اور نہ اسلام اپنا
کیا بگاڑا ہے مست کرنے کا کام نیا

پوچھنے والے بشر جان حسد میں کی تر ہے
کہو دیا عشق نے افسوس کہیں کے تر ہے

اللہ اللہ ری عشق تری شان مشکوہ
میرا دل کیا تری ہیبت سے ہی شمع نہ کوہ
آفتین تیری سواری میں میں ابنوہ ابنوہ
طرقا ابوتا چلتا ہے نقیب اندوہ

سر جھکا ہے ترے آگے فلک جو دوسرا
ملک الموت ہر اول ہے ترے لشکر کا

تاجدار و نپہ ہے طرہ ہے تری سردار
شہر در شہر ہے تیرا گز و سکہ جاری
قیس و فرہاد سے لاکھوں ہیں تیری مبارک
تیرے چنڈے کے تلے خلق خدا ہمارے

صف عتاق نہ دار کہنے رہتے ہے
تیرے سولے سرا بازار کھڑی رہتے ہے

کوئی طیارہ نہیں تیری طرح خوش اقبال
بال مجھ کی زلفوں کی ہیں تیرے لیے جال
جالین دانہ ہے خسارہ کلفام کا خال
خال بندوق کی گولی سی زیادہ قتال

تیرے ہاتھوں ہے گرفتار بلا ہر کوئی
بے دیکھا نہ ترے حال سے باہر کوئی

مرثہ دایہ و جانان میں ترے تیر و کمان
ترے ناوک کے نشاۃ میں دل شامان
آکھیں پڑی ہیں لہو جان کا سینے میں ملا
کشتہ ہم شری غنیمتی کی ہیں آفت جان

	نکھر چشم بتان تیغ ستم ہے تیرے قتل عشاق کو تلوارِ علم ہے تیرے	
دلغ یوسف کا زینجا کے کلچے کو دیا کسے خون جگر اینا تری ماتوں پیا	تو نے نورِ نظر دیدہ یعقوب کیا بہرِ قیس سلیمان کو میناب کیا	
	زلف سپچ مین ابوب کو او بھار رکھا خاص بند و نکو سے پابند بلا کا رکھا	
تیرے ساغر مین بہرِ شیرہ جانِ عاشق ابرِ رحمت تری بہنے کا دیوانِ عاشق	تو خرابا تو مین پیرِ معان ہی العشق تیری بوتل کا خدیوہ جہان ہے العشق	
	شیشہ سے نغمہ منظر یہاں سنتے مین یہ مین سخنِ نہ کہاں جگری بہنتے مین	
کے موقع پہ حیا اور کہیں شہرے کہیں سخنِ و درشتے کہیں لطیف و زری	تے انداز کی دیکھے تری گرا کرے کہیں انصاف و کرم اور کہیں شہرہ	
	کہیں محبت ہی کہیں مہر ہے الداد کہیں شکر ہے کہیں زہر ہے الداد	
کہیں عصری کی ڈلی ہی کہیں سیر کی کنے کہیں خوش سیر بہنے ہی کہیں خیران بہنے	دلِ رابی کہیں قمری ہی کہیں شبنم ہے کہیں قہقہہ بازی تو کہیں غمرہ زری	
	تیری جلتے مین کہیں عیش کہیں غم دیکھا ساری عالم سے نرا لا ترا عالم دیکھا	
جان بارون سے تو پوچھے کوئی بازیگر جان بچ جابی تو ہے بندہ تلوار تیرے	لوگ چچان کے شعبدہ بازی تیرے پانی کرتے ہے کلچے کو گدازی تیرے	
	تیری کڑوت سے آگاہ مین کربت دالے کلمہ گو مین تحری ہر ملت و مذہب دالے	

<p>گوش زد کر دیے گن غشی کے ساری ہن دین ایمان اسی کیل میں ہار ہن</p>	<p>خطاب اجاب ۲۸۵ مکھو اس نرم میں پایا جو کھاری ہن مہربان کھول دے کان مہتا ہن</p>
	<p>یہ کہانی جو سنائے نہیں ہٹا کر کیا پہر نہکنا ہمیں تو نے نہ جزدار کیا</p>
<p>منہ چھپا بیٹھا گفن سی جوبہت شرایا نخلبدان محبت فی کہے پہل پایا</p>	<p>جسے یہ کام بد انجام کیا پچھتا یا پاؤں توڑی بہت اس اہ میں کیا پاتا یا</p>
	<p>نونا لونکی کہے عمر نہ بڑھتے دیکھے کہے یہ بل مند ہے ہن نہ چڑھتے پکھی</p>
<p>انہن اچھی مین نہ گوری نہ سہل مین کا ہے بوجے کوئے اکو یہ مین کی بھی ہا</p>	<p>خوبرو جسے مین فت کے مین بڑکا لے بڑی بیدید ہن یہ سب بڑی آنکھوں والے</p>
	<p>جس بازار کی محبت تو کھلے رہتے ہے خانگے ہے رسم آنکھوں مین ٹلی رہتی</p>
<p>آتش شینہ ہے جو چاند سا رخسار ہے جوسید زلف ہے وہ بند جگر خار ہے</p>	<p>انکا قد چشہ شمشیر کا فوارہ ہے خال کہتے ہن جسے عقرب جگر آہ ہی</p>
	<p>تین ابرو کی اوڑھانے ہے بشر کے ٹکڑے ہونٹہ پیچھے سے کرتے ہن جگر کے ٹکڑے</p>
<p>صاحب وضع کو لازم ہے کہ او سکھوٹے اپنے حق مین کوئی کسوا سٹے بولی کا</p>	<p>کوئے بد وضع اگر عشق کے فخری ہن نہیں بٹنا یہ غم و درد کیلے بانٹے</p>
	<p>نہ سے تذکرہ ایسا نہ حکایات اسے اونکھیاں کا نوین رکھنے جو سے بات ہے</p>
<p>ڈال دی تودہ ماروت مین کہ خجگر دل یہ داغون کی نظر آئی لگی ہیلوار</p>	<p>جسے یہ بات سنے آئی سنا وکی خجگر آہ پر سوز کی ہونے لگے آتش باری</p>

<p>رفتہ رفتہ یہ ہوا حال یہ بیدا ہوئے مر گئے خاک ہوئے خاک سے برباد ہوئی</p>	<p>بچھے گا تو برا دوست مجھے جانے گا دل دہے خوب نہیں دین یہ ٹھانے گا</p>	<p>۳۲ میں نے کی مع خراش نہ رانے کا کون کہوٹا ہے کمر کون ہے بچانے کا</p>
<p>تم سے جو پردہ ہے اسی بھر اوٹھا دیا ہوں اپنے غارتگر سے کو دکھ دیا ہوں</p>	<p>دیکھ لو سامنے بیٹا ہے جو وہ دشمن بنا کس قدر حسن پہ غریب کیست چیز</p>	<p>۳۳ سب کے آنکھوں کی ضیا حلقہ محفل کا نگین حسن یوسف کا سنہ ذکر تو ہو چین چین</p>
<p>کوئے مقبول طبیعت نہیں اس کے آگے چاند سورج کے حقیقت نہیں اس کے آگے</p>	<p>شیر خجالتے ہیں بیاختہ آنکھوں کی غزال تیغ ابرو سے کرے قحج جو لو نام بلال</p>	<p>۳۴ دیدہ حور کے تعریف سی ہوتا ہے لال دولت حسن کیسے یہ سمجھنا نہیں مال</p>
<p>بچ ہے وہ کیسے بھلا حصور کیو سمجھے اپنے سائے سے جو بہتر نہ ہو کیو سمجھے</p>	<p>آدمیت سے ذرا رسم نہیں راہ نہیں بیوفا اس کے برابر کوئے ماند نہیں</p>	<p>۳۵ اور تو اور مرد سے بیٹے آگاہ نہیں گاہ انداز کرم ساختہ ہے گاہ نہیں</p>
<p>جو مبصر ہیں حسینوں کی وہ پہچانتے ہیں کوئے کیا جانے اسے خوب نہیں جانتے ہیں</p>	<p>شکوہ سنہ پڑ جو کوئے لائے تو کمر اتارے کھاٹ کر مار سہ جیسے پلٹ جانے</p>	<p>۳۶ اپنے تقصیر مطلق نہیں شرارت ہے ظلم کے بات تو اس طرح سے دوہراتا ہے</p>
<p>لاکھ اندوہ ہیں ہمو اسے غم کوئے نہیں ایسا بیگانہ ہوا ہے کہ ہم کوئے نہیں</p>		

وہ ہی دن یاد میں گھر میں مری رو رہا تھا	کہے اگدن ملاقات کو ترسانی سے
چٹکے لیتا تھا کہے میں تو نہ جھنجھلائی تھی	سکے بہر کر مراسنہ دیکھے رنجاتی تھی
میں کرتے بات جو کہتا تھا یہ بہہ لیتے تھے	یہ بے چل دور مجھے پیار سے کہہ لیتی تھی
میں بے گستاخ بہت یہ سے تھی بیاں کلا	میں بے ڈال دیکھنے پہنچا ہوا کلا
نہ کہے جھگو تکر رہ کہے انکو لال	بے چہری آج کیے ڈالتے ہیں جھگو لال
ور غلائے ہوئے غیر دلی ہن کیا ہے تو یہ	آج غصہ ہے یہ مجھ پر کہ اسلے تو یہ
بیٹے تھے مرے زانو سے پھٹ کر زانو	خالے اٹنے کہے رہتا تھا نہ میرا پہلو
کل تک ایسے زارش روستے نہ ایسے بد خو	آج وہ دن ہے کہ ہر بات میں میں میں تو
پان سے ہونٹ بے خونریز کی بیٹھے ہیں	آج تو مجھ پر جہرے نیز کیے بیٹھے ہیں
چمیرتا تھا میں کسیدن جو بیان محفل	یہ گھوری کسے دوگی ہوئی گسٹل
مجھے فرماتے تھے باتیں نکرولا طائل	میرے دشمن مری میرے یہ تھا ڈھل
کھل گیا حال مجھے اس کے گویا کے سے	سابقہ اب جو پڑا ہے کسے ہر حالی سے
روزین نہیں کی سنگار باند کبائی تھی مجھے	پان پر بیان بنا کر یہ کہلاتے تھے مجھے
پہچان لی لے کی سوتی نے جھگڑتی تھی مجھے	کسے جلنے میں نہ اس طرح جلاتی تھی مجھے
آج دکھلائے دیے میں تو یہ سے بیٹھے ہیں	کمان غیروں نے برسے میں جو ہر بیٹھے ہیں
قند سازوں کی سکاسی میں یہ سکا انداز	آگے دم میں نہ مجھے کہ یہ سب چن چن باز
خوبایروں کی ملاحظہ کی جا رہی تھی قار	آج ہم غیر ہوئے غیر ہوئے محسوسم راز

<p>خوش باسو من نہ مل بیٹھے با حال کسیر او نہ کہتری ہو جی لیجائے گہرین لہر</p>	<p>کوئے اس سی کے یہ بات کہ امی ت لہر و نہیہ ویکہ آکھو سہنتے ہن مجھل میں لہر</p>
<p>آرو اپنے بیٹے یہ ہے سیتے ہو تکو کچھ خیر ہے کیا لہر ہے بیٹے ہو</p>	
<p>جیکو یہ روگ لگایا تو بلا سے میری حال انیا یہ نہایا تو بلا سے میری</p>	<p>جھہ دل آپکا آیا تو بلا سے میری لہو آنکو نے بہایا تو بلا سے میری</p>
<p>روینا بھین رہیں ناشاد کہتا میں نے میرے الفت میں ہوں برباد کہتا میں نے</p>	
<p>ذی سہ آکھو سجھے میں منشاں کی دیو ہم تو کہہ دیتے ہیں منہ پر کوئی خوش ہو کہ طو</p>	<p>فصلین اپنے ذرا ہوشیں آہن معقول اپنے درگ میں دنا بھی نہیں لہو کی قبول</p>
<p>کون محفل میں جا کہ دیا ہے دیوانے کو دیکھہ لوشع جلا دیتے ہے پروانے کو</p>	
<p>میری زلفوں کے پریشان بہت ہیں ایک یہ چاک گریبان بہت ہیں</p>	<p>میرے دل کی لہیاں بہت ہیں میری صلت کے پریشان بہت ہیں</p>
<p>سیکڑوں مر کے دم توڑ رہے ہیں کتنے میرے دروازیہ سر پھوڑ رہے ہیں کتنے</p>	
<p>کتنے خوش نصیب ہیں میں سے میں کنسی معقول حسن پرنا ہے جو کچھ وہ کہیں سے قبول</p>	<p>سن چکی شفق میں ایک اذال فصول میں جواب اسکا اونہن دن نہیں لہو</p>
<p>پر ہے انصاف کچھ کہہ کو نہیں پروا میری کیون ہوا راندہ درگاہ خطا کیا میری</p>	
<p>کوئے اتنا کہ بہترین یہ لاف و لہو آئینہ ہم تمہیں دکھلائے تھے نقیر سدا</p>	<p>کیا غضب ہے کوئی نصف نہیں کرتا لہو کلفہ آجا گیا چہرہ زبیکا شفاف</p>

	ایک دن منہ جو آنے کا اوتر جائے گا بات رہ جائی گی یہ وقت گزر جائے گا	
اس قدر تابع فرمان یہ نہ غصہ فرماؤ خیلش خوب نہیں بھر سہی اوٹھ کر مل جاؤ	کئے سنے سی کیے نہ بہت غیظ میں آؤ سراوٹاؤ نہ بہت پاؤن نہ اتے تھیلار	
	دوست کو ڈھونڈتے ہیں لوگ نہیں ملتی ہیں چاہنے والے زمانی میں کہیں ملے نہیں	

تمام ہوا



دوست کھجائے بلاست پیہ آزار نہو کھوئے دامن کوئی یوسف کا حذر نہو	یاخذ عشق صنم کا کوئے بیمار نہو شعلہ حسن کہے گرے بازار نہو
---	--

نر ہے حسن پرستی کا مزا آکنہون میں ماہر و داغ نظر آئین سدا آکنہون میں	
---	--

دامن شست جو اس خار سی و بچی ہو جاگ پڑی دریا میں یہ قطرہ تھا اور آب میں خاک	عشق و یکمین جو دو دواں تو ہو جا میں لاک یہ ہوا بکھو لگجای تو گل ہون خاشاک
---	--

پہٹ پڑی سر پہ فلک عشق جو بریا ہو جائی یہ بلا طور یہ نازل ہو تو سہ ہو جائی	
--	--

یہ کباب نمک آلود ہے صد غمور انگیز یہ بلا خرین جان پر ہے دم تیش زہر	یہ مٹھائی ہے جو انوکھی لے زہر میز کیجیے اس گک سی سیما کے ماتہ گریز
---	---

زندہ ہوتا مین عیسے سی بے مار اسکا اگلے پانے میں لگا ہے شہر اسکا	
--	--

<p>قتل کر کے بے حشر براں ہے عشق رخنہ رستہ میں رگ شراباں ہی عشق</p>	<p>کتنے دل کے ڈوبو دے کو طوفان عیش نہ چٹے جس سے موسیٰ پر بھی نہ ندان عیش</p>
<p>حق تعالیٰ نہ اس آفت میں کسکو دالے نام اسکا جو کوئے لے تو زبان دہو دالے</p>	
<p>عشق کا نام لے انسان غیا د آبا سہ میس فریاد ہوئی ٹوکرین کہا کہا کی تباہ</p>	<p>اڈر کے بے کوہ کی منزل کو نہ ہو چکی یاد قافلے لٹ گئے لاکھوں ہو گھر خالی سیاہ</p>
<p>دل حلا کر یہ اور آتا ہے دہوین دنیا میں یہ فرشتہ کو جہنکا تا ہے کنوین مینا میں</p>	
<p>عشق وہ ابر ہے جس دل پر امنڈ آتا صاعقہ آہ شر بار کا حیکا تا ہے</p>	<p>اشک خون دیدہ مشتاق سہی سا آتا تنگ و ناموس جیت کو ڈوبو جاتا ہے</p>
<p>اگلے بار میں ہو جان سبزہ و مان خاک نہو گل و سنبل کے چمن میں خس خاشاک نہو</p>	
<p>عشق وہ فضل بہاری ہے جو نکل بند کما نومنا لو کا بدن پھول سا کاشا بنجای</p>	<p>لاکھ داعون سے تن زار کو گلزار بنا تیغ جلا د کا پھل شاح نگو سی ہاتھ آئے</p>
<p>پہچ و پہچ طبیعت رہے سنبل کے طرح میرغ دل نالہ و شیون کرے میل کی طرح</p>	
<p>عشق وہ ساز ہے جس سے ہو طبیعت ناساز اسکا نغمہ جگر سنگ کو کرتا ہے گداز</p>	<p>ہوش پر یونگی اور ادیتی ہے اسکی آواز اسکے مارے ہوئی مین اہل عراق اہل حجاز</p>
<p>دل عشاق کو راگ اسکا جلا دیتا ہے بے دیک کی طرح آگ لگا دیتا ہے</p>	
<p>دوب کر اس میں کسکو نہ او چلتے دیکھا مثل بربادہ دل اس آگ میں جلتے دیکھا</p>	<p>دربان کو صدف تن سے نکلتی دیکھا حسم کو تیغ کے مانند گھیلنے دیکھا</p>

	گرد آلود بہت جامہ تن دیکھے کیرٹے بارون نے جو بدلے تو کفن دیکھے	
غیر	دماغ وہ دل جو کس سیل کے گور پر وہ زبان لال جسے ورد ہونا مالدہ	کوروہ چشم سے دید ہو منظور نظر گر ہوں وہ کان جو سنتے رہیں جانا کی خبر
علا	قطع وہ ہاتھ جو ہیلین کسے دامانکے طر ٹوٹیں وہ پاؤں جو دوڑیں درجائانی طر	
علا	کسکے چال یہ ہولے نکوئی اپنی چال جان کا مال کا دشمن ہی جیلو نکا چال	دیکھ کر کبری ہو بال نہ لی سر پڑ بال چاہے خواہیں بے آئی کیسا نہ خیال
علا	جامہ زیو بکا کبش طالب دیدار نہو بانے وضوئے تغیر ہوسد و کار نہو	
علا	آئی آفت جو کسے تھے یہ طبیعت اُبرو کھوئی کسے جا کہیں نفلت پائے	بہت اقلیم میں مشہور ہوئی سودائی پیار کرنا ہے زانی میں ہے کیا رسوائی
	تا بقدر محبت نکرے بہتر ہے زہر کہا جاے کہیں ڈوب رہے بہتر ہے	
علا	چاہ کیسے کہے محبوب کی بڑا مگڑی اپنے ہاتھوں کوئی شخص آکھڑا مگڑا	جو رہے آئے ارم سے تو نظار مگڑی خاندان حسن جو قبیلہ ہو تو سجدہ مگڑے
علا	صند بنوئے ہی تھا باطن و ظاہر ہوئیں بخدا یہ جو مسلمان ہوں تو کافر ہوئیں	
علا	نور سجھے نکوئی حسن صنم کو وہ ہے نار قد دلار کو ششاد بخا نوہ ہے دا	ماہ نواہر و رخسہ نہیں وہ ہے توار کل نہیں گال ٹسکے وہ حقیقت میں نہیں
	مروم دیدہ میگون نہیں قافل میں وہ لب نہیں قند مکر کہ ہلا ہل میں وہ	

میرھی تقریر یہ بجا نہیں اسی جان	و مکیہ نے حال مرا تو کہ عیان چاہا
تجسار کا لہ آتش جو ہوا دشمن جان	اگل تلوو لئے گئے ارٹنے لگا سو ہوا
نہیں سمجھتے یہ گئے خلق حذار و تے ہے	
پنک رہا ہے مرا تن جان سے ہوتی ہے	
زندگی موت ہے ایراحت جان شیر بغیر	مید خانہ نظر آتا ہے مکان شیر بغیر
جان بیاب کو ہلاؤں کہاں نیری بغیر	ساری دنیا سے ہے دلو خفقاں نیری
اب خوش آتی نہیں یار و مکی صحبت محکو	
کچھ عجب طرح کے ازوروز ہے وحشت بکو	
کیا کہوں میں تیری دیو بخشی میں کیا دیکھا	دیکھے وہ سچ کو سو گڑھے کیلچا دیکھا
داغ پرداغ سے صد پہ صد نہ دیکھا	دل لگانے کا مریجان ناسا دیکھا
نہ نہ برسی سے سو اشک فشانے دیکھے	
گنگا جمن کے ان آنکھوں سے روانے دیکھے	
پیلے کپڑی کہے تن پر مین کہے جاہر گڑ	سرخ آنسو کہے جاہر مین کہی جہر گڑ
تب کی شدت ہے کہے اور کہے سنی بڑ	دیکھ کر حال مرا کہتے ہیں اکثر زن مرد
کے غم میں ہوئی استیض یہ حالت تیرے	
روا آتا ہے ہمیں دیکھے صلیوت تیرے	
کوئی کتاب ہے کہ کس گلے کیا تیرا رنگ	کوئی شمع کے الفت میں بنا تو رنگ
کوئی کتاب ہے کہ تا چند یہ رول کی گنگ	ایسے جیسے سی تو مرنا ہی ہلا کی گنگ
کوئی کتاب ہے محب حال پریشان ہے ترا	
کیون تو معنوم ہے کیون چاک گریبان ترا	
ای گل گلشن جان بوی وفا تجھ میں نہیں	ای دوائی دل بیمار شفا تجھ میں نہیں
ای نہ بوج کرم مہر ذرا تجھ میں نہیں	بجلاوت ہے ترے چاہ مرا تجھ میں نہیں

تو وہ ہی غم مین کیسے نہ کہے آہ کرے ایڑیاں بنے جو مین رگڑوں تو کھڑا وہ کی	
کہ انڑکے ہین کوئی نصیحت تجھ کو اپنے عاشق ہے کس مرتبہ نفرت تجھ کو	حق تعالیٰ نے عجب دی ہے طبیعت تجھ کو نہ محبت نہ مروت نہ حمیت تجھ کو
منصفے شرط ہے کب تک ترا غم کھائی کوئی یا راسیا تو نکر ظلم کہ مر جاے کوئے	
نظر آتی ہین اکٹھو نکو کہے صوٹ خواہ زندگی اتو میر بجان کو ہی سخت غذا	چین دم بہر ہین ہر دم ہی مرادل بیتا کم غذا سو گئے طاقت دیا تن کو خواہ
خاک یرلیٹ کے ہر شام محسوس کیا مردی کی شکل اگر زلت بسر کے تو کیا	
شہنڈی سانسین دل سنوارنے پر آہ شب کو اوڑھ اوڑھ کے مین فریاد بجا کر آہ	دم بہم یا رنجے یاد کیا کرنا ہوں دکھو روتے ہوئے لوگوں نے جیا کر آہ
گھر مین اکٹھو نکے تلے پر ہے ہی صوٹ سیر دور و دیوار سے کرتا ہوں شکایت سیر	
نہ خوش آتا ہے کوئے سوانگ نہ سلا جھکو بجدا تیرے سوا کچھ ہین بہا تا مجھ کو	سیر بہائی ہے نہ مطلق نہ تماشا مجھ کو دشت کا شوق نہ دریا کے تماشا مجھ کو
یہ حسرت خدا دن و دہکائے مجھ کو جس طرف دیکھوں تو ہے تو نظر آئی مجھ کو	
نہ ملاقات کے سے نہ کسی کا دربار گردش بخت نے دکھ لای عجب بیل ہنار	خلل و فاق مین ہے بندہ میں سلا دیا ہٹ پڑا ہے مری سر پر فلک نا ہنار
حال یہی کہ جرات آئی تو آفت آئے دکھو دیکھا تو یہ جانا کہ قیامت آئے	

نرگھسی چشم نے ترے مجھے پیار کیا
سینے زلف آفت میں گرفتار کیا
گل رخ زہر زنگین نے دل انگار کیا
سرو قامت نی مجھے بیعت زار کیا

تخم الفت نے شکوہ یہ دکھایا مجھ کو
دشت پر خار کے کانٹوں پہ لٹایا مجھ کو

حیف ہی غم مری جیکو ہی تجھی عشرت ہے
میری ابد میں گزرتی ہی تجھے رحمت ہے
جھکو تنائی ہے غیر وں سی تجھے صحبت ہے
میری بد شکل نے ہی تری اہمیت ہے

اپنے ہمراہ لیے پہلے میں سب غیر تجھے
میلے ٹھیلے کے مبارک رہے اب سیر تجھے

چاہنے والی برا اپنے یہ ستم اور یہ جور
یہ فضیحت کی چلن میں یہ ملاست کے میں طر
یوفا میری سلو کو نہ تجھے کچھ ہے ہی عجز
اور کچھ تھامری صحبت میں ہو تو کچھ اور

جانکی طرح سے پھڑپھڑ مری سانس سے تو
اور گمانکے پر زار دے ہاتھ سے تو

جے میں سوچ ہو کے سبب تو ممتاز
شوخیان کہنے یہ سکھائیں تجھے اور مٹانے
بہر دے کہنے تری کیسے تین دن راز
کل تک بیٹھنے اور مٹنے کا نہ یہ تھا انداز

ہاتھ ٹوٹ سی سے رہتا تھا ترا کسکس دن
یقین بل کہا کے تو اوٹھتا تھا بھلا کسکس دن

چین مٹیاں یہ ہر دم نہ پڑی رہتے تھے
آٹنے سے نہ کہے آگندہ لڑتے رہتے تھے
کب تری ہاتھ میں ہو لو کی پہر رہتے تھے
نہ یہ کاجل نہ یہ سی کے دھڑکتے تھے

سحر کب انکھروں میں تھانہ فسون باتوں میں
دل تہ لب تہا کہے مہندی لگی ہاتھوں میں

بیٹھے بیٹھے یہ جھکنے کے نہ عاوت تھی کہے
وسیدم زانو بندے کے یہ ترکیب نہ تھے
بہول کے چوٹ پہ کس زہری ہتی
کب اس اغاز سے چوٹتے ہو دھڑکتے

	شعلہ حسن میں ایسی نہ بھڑکتے آگے راؤنکے چھیلو نہیں کہ یہ بھڑکتے آگے	۳۲
دودو جوڑی تو نہ اک دینین بدلتا کبھی پاچھے تھام کے چٹکے مین نہ چلتا کبھی	آگے اس طرح نہ بن ٹھن کی نکلتا کبھی کوئی یون چٹکے ملن پر نہ ہلتا کبھی	
	ایک رہ گھیر نہ دیدار طلب ہونا تھا بند رستار سے رفتار یہ کب ہوتا تھا	۳۳
گرد رہتا تھا نہ اک چاہے والا اس طرح دوش پر سر یہ نہ رہتا تھا دوش لا اس طرح	بجھے ہر دو پہ کمان خلق تھے بالا اس طرح بندا دکھلا کے تاتا تھا نہ بالا اس طرح	
	یون کسی سے تو نہ ملتا تھا گاٹ سی کبھی یون نہ مالتو نہیں بگڑتا تھا ناٹ سی کبھی	۳۴
یہ نراکت تھے نہ بھین نہ بھون بھون اتو کچھ اور ہے سچ وچ کلب عالم دلبر	نہ تو گردین تھا ڈورا نہ بچتے تھے کمر کسے سینے پہ نظر ہے کبے شانے پہ نظر	
	کبے حنا روپے سے چپا لیتا ہے بازو دھکی کبھی تعویذ دکھا دیتا ہے	۳۵
آج دیکھے ترا جو بن تو ہو لیے بھون کے شیرین کتری سانی میں ہسکی ہو	میر ہیر کے کئے کما کے کرے اپنا خون لاکھ دل سے تری عارض یہ ہو غدر غفلت	
	کشور حسن میں رہتا ہے یہ جانے تیرا نام مستور ہوا یوسف شانے تیرا	۳۶
نکے خورشید نمانے میں ہوا تو شہو خبر جھکوتے ملاقات نہیں اب منظور	لے اور شے چرخ چارم پہ بچے باد غو دکو پیر و نگار تری سمت سے آغوش	
	میر اخلق تری بے شکل نہ دکھلائی گئے خواب سی چونک دھنوں تو جو نظر آئی گئے	

<p>مجھے بیزار ہے تو میں بے ہون تجھی بزار یر نہ بجانا مجھ نہ ملے گا دلدار</p>	<p>مجھے نفرت ہی تجھے مجھکو بھی تجھے انگار تجھے دنیا کے مرقع میں بہت نقش و نگار</p>
<p>گل جولالی سے تو شب سے سمن بہتر ہے ایک سی ایک بیان رشک چین بہتر ہے</p>	<p>خضر کرنے میں مری چاہ کا دنیا میں حسین عشق بزمین وہ تاثیر ہے اوما جبین</p>
<p>سنگ سی آئینے کے جلوہ گرے پیدا ہو اپنے سائے کو جو دیکھوں تو یہ پیدا ہو</p>	<p>آؤ کو تو قدر ہے گو تجھ کو مری قد نہیں آنکھ نہ ڈالوں جو خد پر تو نبی درشتین</p>
<p>خانہ عشق بے حد نے دی ہے تاثیر رنگ تبدیل ہو نقشہ ترا ہو جای تغیر</p>	<p>چاہوں تو کینچ کی کھلاؤں تجھے تصویر شکل تصویر گلے سے نہ تو تیری تو قبر</p>
<p>درق خاک پہ صورت وہ دکھا دوں تجھ کو نقش باطل کے طرح آج شادوں تجھ کو</p>	<p>سیت ابرو کی ہو طغرای در غر و قار منقے نور کی معلوم ہوں گوری رخسار</p>
<p>موتیا دانت ہوں لب برگ گل خوبے ہوں کان دونوں صدق گو ہر مجھونی ہوں</p>	<p>سنہ میں بانی بہر دیکھے جو کوئی چاند قن شیخ پر نور جو بامین ہوں تو کا خود بدن</p>
<p>سینہ اوہرا ہوا سمور لولا ہو دے ناف گرداب شکم نور کا دریا ہو دے</p>	<p>جام ہو طوق گلو اور صراحی گردن یہ بیٹا کے طرح پتھر زنگین روشن</p>
<p>لال نیلے پہ جو لکے وہ کمرے سے دوسرے جی ہوں سرخ خیمین میں حسن ہے</p>	<p>لال بادل میں نظرای جلتی بجلی دم پڑک جای اگر ان کی دیکھی بجلی</p>

	کول ساقین مہن زگمت مین بھہو کا ہودین ناخن الماس ہون آئینہ کف پا ہودین	
میری نزدیک یہ آسان ہی کچھ دور نہیں پر جو بہن اہل وفا و نگاہیں یہ آئین	جاہون تو دہونڈہ کی ایسا نکالو مین سین اپنے تقدیر کا لکھنا تری چین چین	
	صبح اوٹھ کر کی ہوس ہے ترا چہرا دیکھون دیکھ کر پاؤں ترا منہ نہ کھینکا دیکھون	
جو وفادار ہیں وہ سبکی ہوئی و سبکی ہوئے بات پر اپنے اوٹھاتی ہیں ہزار دن صدے	اپنا دل دیکھ کی کی کو دہنیں پہریتے پر لب خشک کو تر کرتے نہیں شکوی سی	
	مین بے ہون راہ پر او کی جو تو رہن ہی تو ہو مین تو ہون دست ترا تو مراد دشمن ہے تو ہو	
پر صدافسوس کہ او جرمی مرا بستر ایدست ایسے جینے سے تو پرموت ہی بہ بلیست	زلف غیر پہ دیکھو نین ترا سر ایدست پہر دی آکے چہری میرے گلے ملیدست	
	چار کے کا ندھے جوازہ تو اوٹھا دے میرا آگ دی گھر کو اور سباب ٹٹا دی میرا	
غصہ کوتاہ بیل بٹا بکا طول کلام بکھرے لوگ خداوند مین ہلوگ غلام	پٹو دی دلی تو پہ پہولی کروا سخت تمام سر کٹے انکا چین عجبہ ہمارا ہے کام	
	انکے برو نہ یہ قسیر نہ یہ بات رہے چاہتے ہو اگر ایسے نے ملاقات رہے	
تمام ہوا		

جرات

تخلص ہتی بھی مان عرف میان قلندر بخش
مرحوم کا خلف ارشید تھے حافظ مان
صاحب کے باشندہ دہلی مقیم لکھنؤ تھے
صاحب دیوان تھے علم نجوم میں بھی طاق
شعر گوئی میں استاد عدیم المثال شہرہ آفاق
روشن دل بظاہر نابینا تھے شاگرد تھے
مرزا جعفر علی حسرت کے الحق طبیعت عاشقانہ
نئی کلام درد آمیز ہے

واسوخت جرات

یار بے ندوہ جدائی سے تو مرنا بہتر	گذری غم جی پہ تو بس جی سے گزنا بہتر
بحر الفت میں قدم کا نہیں دینا بہتر	بے کنارا ہی اب اس چال سے گزنا بہتر
رفقہ رفقہ وہ ہوا	لجھ آفت میں عزت
سوچ زن دل میں ہوا جسکی یہ دریا میق	
قیس فریاد سے اس بحر میں لاکھوں کیرا	آہ کیا جانیں کدہ ہر گئے کئے شکل خاشاک
آشنا مثل صدف کوئی ہو اس سے کیا خاک	حاصل ربطی ہی ہے کہ جگر ہو دی پاک
اس سے جو ان سوچ روان جسکو پڑا ہو	
نظارہ نما اوسکا کہیں تہل سیٹھا	
دلکو ہر چند میں سمجھایا کائے خانہ خزا	جان اس ہستی سوہوم کو تو نقش بزا
جی لگا کر کسی بر جسم سے مت ہو بیٹھا	اب جو دیکھو تو دم آنکھوں میں مانند حباب
کوئی دم کا جو یہ مہمان نظر آتا ہے	
ایک دریا میری آنکھوں سے بہا جاتا ہے	
جس شکر گنی کیا یہ حال دل زار	جہیں آتا ہے کہ روکش جو نہیں وس سحر
یہ کون صاف کہ تک سچ اب ہی ظلم تھا	واقف اس بات کہ میں ایک سے لے تکتا ہر
محو نظارہ ترا یا کہ یہ دل تھا نہ مرا	
باز کی یہ گل رخسار کب الیسا تھا ترا	

۵۵	آنہ دیدہ گریان نے دکھایا تجھ کو اپنی دشت نے پریزا دہنایا تجھ کو	۵۴	جس سے آگاہ نہ تھا سو وہ جتایا تجھ کو دل کے بتیابی نے کیا کیا نہ سکھایا تجھ کو
	آنکھ ورنہ تری ہر ایک سی شرماتی تھی کل کی ہو بات تجھے بات نہ کراتی تھی		
۵۳	تجھ میں یہ خوبی کے گفتار کہاں تھی تو بہ طبع عالم کے گرفتار کہاں تھے تو بہ	۵۲	ایسی آنکھیلے کے گرفتار کہاں تھے تو بہ اس قدر گرمی بازار کہاں سے تھے تو بہ
۵۱	اپنی ہی چاہنے سے تو یہ نمودار ہوا کہ ترے حسن کا ہر ایک خریدار ہوا		
	آشنا آنکھ نہ غمزے سے دراتے وہ تہانہ یہ ناز و کرشمہ نہ یہ شوخی نگاہ		دہرے کے نہ کچھ انداز سے تو تھا آگاہ میں تو حیران ہوں تجھی دیکھ کے سجان آ
	بی وفا ایسی ہی ہوئی چربا نہیں محبوب اپنی خوبی یہ یہ معذور ہوا تو کیا خوب		
۴۹	جامہ زیبی کو کہاں بیٹن تھا یہ لباس پاس ان سب کا ہوا بیٹھنے سے لے پناہ پر	۴۸	آتی مغل سی بدھنیں تھے یہ کب گللی پاس گفتگو غیر محل تھی تری جیتوں تھے اوداس
	اب جو کہے اور بنا تو ہیں سمجھا غم کہ یہی بات تری دل میں ساتی ہی تو خیر		
۴۷	مل نہ مل پاس مریٹہ نہ بیٹہ آ کہ نہ آ مری ملنے سے اوٹا بات او نہیں پاس بٹھا	۴۶	تجھ کو بھکایا جنہوں نے او نہیں پاس آ پر یہ نو دیکھو کیا اس کا مزہ دیکھ گے گا
۴۵	ایسے محبوب سے دل اپنا لگاؤ نہیں کہ جو کہے تو نے دکھایا ہو دکھاؤں میں بچے		
	چشم پوشی نی تری مجھ کو تھا باس بے پی چار سو دہم ہو خوبان جہاں میں جلی		کہ لگاؤنگا کسی ایسی ہی محبوب بے پی ناز ہی سے جواز وہ کرے دل نہ کہ پی

	قد قیامت ہو رخ آفت ہو بلذلف سیاہ جتونون میں یہ شرارت ہو کہ اشد شد	
سے لے پاؤں تلک لئی نہ ایسی ہو جا جو وہ اک حسن کے تصویر کچے ستا	حسن و خوبی کے مہر نہ کہیں حکو ترا جای دل حبید کہ نقاش از گل گیسے کجا	
	جبکہ منس بول کے وہ تجھے مقابل ہو دلین کچھ سوچ کے تو اپنے لکھو دو	
بال بھری ہوئی پردے کیے جو کھڑا اوسکا اور نظر آتے جو اوس ماہ جین کا مانتا	جی بکھر نے لکے ہو حال پر نشان ترا عقل و دین کہو کے تو سردی وہیں پہنچتا	
	تج ابرو کی جو دریافت کرے بڑانی پڑی ایسا ہی تو مارا کہہ مانگے پاسنے	۳۱
چشم وہ جادو بھری ہو کہ جو ٹک آئے نظر کان وہ کان ملاحت ہوں کہ دیکھے تو اگر	شکل نر گس نہ بے آنکھو نہیں کچھ زوہر صورت گل نہ تے کچھ نہ بے انہی خبر	
	ہو بہن بالی کی ایسے کہ اگر دیکھے تو غم خدا جانے لگے کیا ترے بالو کی	۳۲
بہنی ایسی ہی کہ دیکھے تو چہ حال ترا تہ نہنوں کی پڑک سے ہو آفت بر پا	لوگ کیا جانتے لالا کے سونگھائیں کیا کہ نچو آتے پہی جای نہ دل کا دہر کا	
	اوسکی ہو باس میں کو اور وہ بدن سونگھو تھکاو کہلاؤں میں اور ناک میں مہلاؤں تا	۳۳
رنگ ہو یہ ہو کا سا کہ تو دیکھے اگر ہو دین رخسار برے ایسے کہ مانند سحر	سکوت نہ آتے ترا جوں گل مردہ نظر جان دی دیکھ جنیں سانس تو ٹھنڈی بہر	
	تیری اور اوس کے کوئی سلسلے گرا تھکا ہو دے رو پوشش تو ایسا ہی کہ بہر نہ تھکا	

پازہ لعل ہون لب سک گرم ہون دندان
مطلقاً جاب سخن ہونہ بہ سیکے دہان
تسہ پستہ بواس انداز سے وہ آفت جان
کہ چمک داتوئی تو دیکھے تو چون برق طیان

۱۷

غرق بتیابی ہواوقات ہمیشہ کائے
یاد جب آئین وہ لب ہونٹ ہی اپنی جائے

ہووی وہ چاہ زرخندان کہ نظر تجھ کو جو آئے
غوطے تو بحر فکر میں پڑی لاکھوں کیا
گردن ایسی ہو کہ خوبی کوی کیا او سکی تباہ
دیکھ کر جسکی صفای صبح کی چھاتی پست جا

۱۸

حق تو یہ ہے وہ کلا تجھ کو دکھا وہ دیکو
خون ناحق کوی گردن پہ جو اپنے لیوے

باز وہ ساعد نازک بھی ہون ایسی تاوست
شاخ گل جہومی سدا جلی ہوا میں ن
ہووی آگشت نگارین کا یہ عالم یکدست
خوبی پنہ مرجان ہون جنس دیکھ کئی

۱۹

سیرتب ہو کہ جو گلشن میں وہ دست گرو
ہاتہ میں اپنے ہواور ہاتہ ملے بیٹھا تو

سخت اور اوہری ہو تین ایسی کافر تپا
تکلیں جس شکل بہم ہون دونامہ صفای
ہو تنج چمن حسن پہ بھی اون پر حیران
دیکھ کر دست بدل ہون جنہیں خج بان جان

۲۰

پہر کے ہاتہ فرس او سنے جو بندہ کوٹے
یاد کچھ کر کے تو بیٹھا ہوا چھاتی کوٹے

شکم ایک مسک کی لوتی سامو الی شفاف
لوح سین کوئی جیسے کہ بنا لاو صاف
غور کر دیکھے گراو سکو تو بچشم انصاف
صورت چشم نی دیکھنے کو او سکی تباہ

۲۱

گورا گورا وہ شکم دیکھے جو متاب تاتو
پست کیرٹی ہووی دور اوہری تباہ تاتو

وہ کر جس سے کہ والبتہ سہنے تافرس
ہون سرین گول برائین چن لے بچہ
دیدہ حسن کو ہی دید کے ہو جکے ہو س
ساق پا ہو یہ لورین کہ چلاو سپہ ہوا

	بہیکر دست محبت سو دباؤن کیا کیا نچکوجون شمع میں اس غمسی جلاؤن کیا کیا	
پاؤن پاؤن ہلدلار کے جب دنگو پاؤن اوجھاؤن میں اوٹھاؤن تعجب لطف اوٹھاؤن	کبھی سہلاؤن کف پا کبھی چھاتی سو لگاؤن ہر جو وہ لطف اوٹھانا تجھی بھلاؤن دکھاؤن	۲۲
	حسرت وصل دکھا دی تجھوں ایسی کر کر خکے تھانام سو ننگ اوٹھو تو جاباؤن ٹپ	۲۳
گفتگو ایسی کہ ہر بات ہو او سکے اعجاز گدگدی دیکھ سو ہو دلمین بدن ہو یہ گد نہ	گرمی و عشوۃ و انداز و اداس ہوا ورنار ہو یہ تصویر طلسم ایسی ہی اک خوش آواز	
	گالی وہ مست می حسن جو بد بوش کر کر اسے انداز کو تو صاف فراموش کر کر	۲۴
اوس سو ہو گرم سخن نچکوجلاؤن ظالم اپنا دل شاد کرون نچکوکڑاؤن ظالم	ظلم جو تو نے دکھایا سو دکھاؤن ظالم چاہیے اب تجھی ایسا ہی بھلاؤن ظالم	
	کہ مری یاد میں درات تو فریاد کرے ایسی یاد اپنی لگاؤن کہ بہت یاد کرے	۲۵
ساری عالم سے ترے واسطے سنہ سوتا ہاوی جز تری تھانہ کسی اور سے گنہ جوڑا ہاوی	رشتہ ربط پر ایک شخص سو تھاتا ہاوی تو نے ناحق کانکالاجوینہ نکوڑا ہاوی	
	کیا کہوں دلی مری کو فت اوٹھائی کیسی ای تری نفر قہ بردار و نکلی ایسی قہی	
جہیں تھالون سوا ترے کسی اوتھ کا نام جلد خوبان جہاں جسے میں مشتاق کا نام	تو نے مجھ کو بڑا جسی اب اس شخص کو کام ہو فانی کا اس آغاز کی بد سے انجام	۲۶
	ایلا ہر باب و کیسوں میں جبریل شہید ہو چاہیے چاہیے والاند کوئی چاہیے ہو	

دل سے سب کچھ کہی تو فی جوتی قول فرما
 ہو لے اسے عہد شکن نیکو وہ سب ار و مدار
 اب ہمیں تیری جو نظر و غمیں لغو و قمار
 تو غم درد جدا ستے سے ہو گونا بار و نزار

نر کون پر نر کون تجھ ہی محبت میں ہے
 تو ہی مغرور تو ہوں نام کو جرات میں ہے

تمام ہوا

عہر

تخلص ہر نشی جو ہر سنگ صاحب کا فرزند شد
 بین نجا و رشک راقم کے باشندہ لکنو صاحب
 دیوان اردو و فارسی و ہندی میں شاگردین کل مجموعہ
 ناطق کمرانی کے اور اردو میں شاگردین
 خواجہ وزیر صاحب مرحوم وزیر تخلص کے
 شاعر کیت صاحب طبع رسا ہیں
 یہ واسوخت جو شامل اس مجموعہ کے ہوا ہے
 انھیں کا نتیجہ فخر آسمان پایا ہے فقط



لالہ سان داغ دیے خوب جلا یا محکو
صورت شانہ دل انگار بنایا محکو

ای کیون چرخ ستارستا یا محکو
پہنچ مین گیسو پیچ کے لایا محکو

مہ و خورشید ترے داغ جگر ہو جائین
چلے ایسا کہ ستارے ہی شرم ہو جائین

تیری گردش سجدہ برگشتہ ہوا یا منہ
تو ہی اک سفلہ بس اب تجسے کروں کیا

تیرنچی مری ہوا چرخ تری ہر تقصیر
نوجوانی بین دیا داغ مجھے اوبے پیر

اوس پری سے کمون تم ایسے بڑا طوار ہو
عارف جسے زمانیکو وہ اب یار ہو

لائق حلقہ بگوشی نہ سے جو بد گوہر
صورت نقش قدم رہتی تھی پاپاں اکثر

باتین وہ کرنے لگے کا نوین اب آ کر
منہ تھا اوکا جو چرتی کبھی سیر منہ پر

سہ خیرانی سے وہ بل کرتی ہیں کیو کی طرح
مجھ کو کھلاتی ہیں تیغ و دم ابرو کی طرح

متسی ظاہر میں گرتو میں بنا ہر مجھے
گر بیان کر کر شرات ہی حلائی من مجھے

پہنچتی ہیں تین کیا چہرے آتی ہیں مجھے
آتش افروز بان کرتی ہیں ستائیں مجھے

پاس میرا میں کچھ پاس بہا ہوا دین
یہ ہٹائی کہ مری آگے بلانی آ دین

دیکھنا میٹھی نگاہوں کا دیکھنا کھانے کا مہرا دیکھ لینا کہ کوئی تازہ شکوہ سپو لا	اڑکھی بھلا نہ تے اوٹھے کاکسین فتنہ بہنسنا اسی غنچہ دہن اونہ نہیں ہے اچھا
لگ گئی اور ہوا ایسے تم اب بھول گئے مثل گل حسن دہر نہ پر عبث بھول گئے	
خود نمائی یہ مری رویہ اب کہ اپنے صاف سنبلیلیں لٹول میں کلیونکا یہ کب تھا مہربا	قلعی کھوٹوں کرو نہیں آئینہ سار اوصاف رشتاک گلہرک دوپٹو کی کمان تھی سنبھال
دھری سسی کی جی تھی یہ کمان ہو ٹون پر سرخی پان تھی نیون آفت جان ہو ٹون پر	
صاف باتوں کی طبیعت تو او بوجھاتی تھی یہ کمر بال سے طرح نہیل کھاتی تھے	عشو آتے تھے نہ عنائی تھیں آتی تھی زلزل ناگن کہ طرح رخ پہ نہ لہراتی تھے
چال ڈال آپکی سیدی تھی یہ اندازہ تھے ترجی کب تیغ نگہ رستی تھی دم باز تھے	
گوری اندام پہ بٹنا نہ ملا جاتا تھا مسی کیا دانتوں میں کولانہ ملا جاتا تھا	رخ گلھام پہ غار نہ ملا جاتا تھا عطر پوشاک میں ایسا نہ ملا جاتا تھا
لطف دنیا سے خبر ہی نہ تھی کیا ہوتا ہے کیا ملاقات میں آپس کے مڑا ہوتا ہے	
باتیں عیاری کی ترمیوں نہ بنا تھی کہی شرم سی سانس تو اکھیں نہ اوڑھاتی تھی کہی	غیر در تک بھی ہنسکتی نہیں پاتے کہی ڈھنگ محبوبی کو ایجان نہ آتی تھی کہی
اک نقطہ حسن خداداد تھا دلدار نہ تھے سیدی ساد ہی تھی تو کھی یہ طرہ دار نہ تھے	
سوز تقریر میں زلفا زین اکھیلی نہ تھے زلزل کو کھتی تھی بغیر کمری جیلی نہ تھے	زرق برق ایسی تھی وضع یہ اکیلی نہ تھی طوق منت کا گلہ میں تا پڑی سیلی نہ تھی

	<p>جھوٹی ناحق کے اولہتی نہ کہی آتی تے راست یہ ہو کہ ہر اک بائین چپ جاتی تے</p>	۱۱
<p>یہ تو کہو کہ کیا لب کو میجا کس نے چشم جادو کو کیا دیکھو ستم زاکس نے</p>	<p>نہار و انداز کا انداز بتایا کس نے دل ہو پامال کیا یا چلن ایسا کس نے</p>	۱۲
	<p>ترک و طرار بنائی ہوئی آپ اپنے ہین سب طرح دار بنائی ہوئی آپ اپنے ہین</p>	۱۳
<p>تین منصف ہو یہ تقریر جفا کسی نہی قد قیامت تا کمان زلف بلا کسی نہی</p>	<p>وضع پہلی کمویوں ہوش رہا کسی نہی ترجہی چنوں نہی کمان بانگی اد کسی نہی</p>	۱۴
	<p>مندی کب ہاتھ نہن چنی تھی یہ سچ کس دن تھی ایسی کس دن زکمرتی تھی یہ دینج کس دن تھی</p>	۱۵
<p>باتین شوخیسی چپا کر نہ سدا کرتی تھی مردم آسامری آنگھوین رہا کرتی تے</p>	<p>یون گوری کہی کما کر نہ ہنسا کرتی تھی چشم اغیار سی تم پردہ کیا کرتی تے</p>	۱۶
	<p>خود بخود گل کی روش یون نہ کھل جاتی تے نسر انہیں شرارت کی ڈھنگ آتی تے</p>	۱۷
<p>آکھ نہ کس سی ملائی ہوئی شراتی تھی بیل و فاختہ کو ذکر سو کہہ رہے تے</p>	<p>برگشت اگر باغین تم جاتے تے سرو قد غنچہ دہن کا ہیکو کھلاتی تے</p>	۱۸
	<p>تھی ہمیں عاشق شیدا نہ کوئی مفتون تھا لیلیٰ حسن کا کب غیر کوئی مجنون تھا</p>	۱۹
<p>ایسوک سر محو کا دہنا لہ جاکر تا تھا گرد دامن حیا سر نہ رہا کرتا تھا</p>	<p>قل عاشق نہ منظور ہوا کرتا تھا دم بدم خون یہ خنجر نہ کیا کرتا تھا</p>	۲۰
	<p>چونہ سکتی تھی کو کسی باد صباد امن کو یون اوٹا کرتی نہ چلتی تھی سدا امن کو</p>	۲۱

ذوق کب تھا یہ مدام اچکوی نوشی کا
نشہ حسن سے عالم نہ تھا بیوشی کا
مہ لیتے تھے بہک کر نہ ہم آغوشی کا
ستے یہ کم گو کہ دہن بیم تھا خاموشی کا

چپ رہو چپ رہو فقر سے نہ بناؤ صاحب
بت بنی رہتے تھے باتیں نہ بناؤ صاحب

۱۲

رخ و گیسو کا نہ حیران و پریشان تھا کوئی
نوحہ گرا توں کو کب ہر سر سامان تھا کوئی
صورت صبح نہ یوں چاک گریبان تھا کوئی
منہستی غیر و نس نہ تھی آپ نہ گریبان تھا کوئی

مشتری جمع نہ تھے گرم یہ بازار نہ تھا
ماہ مصر آپ تھے پر کوئی خریدار نہ تھا

۱۳

جالی گرتی کی ہوئی دامن بلا اپنی سبب
بڑھ گئی حسن صفا کی صفا اپنی سبب
آئینہ پیش نظر رہنے لگا اپنی سبب
ذوق اور تسکین تکو ہوا اپنی سبب

اپنی صحبت میں سلیقے مری جان سیکے ہو
جوٹ کہتا ہوں تو سچ کہدو کہاں سیکے ہو

۱۴

چشم کو آپ کی آشوب نظر رہنے کیا
پری ہوتا نہیں انسان کوئی پرہیز کیا
شوخ دیدہ نہ تھے آپ اتنی مگر رہنے کیا
اجی کرتا نہیں جو کوئی بھر رہنے کیا

اب تو باتو نہیں اور ان کے ہر آن ہمیں
امی پری لگی سمجھتے تھے سلیمان ہمیں

۱۵

میں وہ بلبل تھا گل جھپٹا کھاتی تھے
ہم بلبل میں جو ہوتا تھا تو گھبراتے تھے
جانکر فاختہ قد سرو ساد گھلاتے تھے
ایسی شیریں تھی کہ فراد نظر آتے تھے

کہتے تھے آپ ہیں یوسف تو لہجہ امین ہوں
گل اگر آپ میری بلبل شیدا میں ہوں

۱۶

اک گھڑی پاش آتا تھا تو تم روتے تھے
جاگتے رہتے تو شب بھر نہ کیسی کوئی تھے
آئین کر کہہ کر مری داسی جی کوئی تھے
جی سو بیز را جی میرے لیے ہوتے تھے

	<p>زہر وافیون ہی شگافی تھی سد کمانی کو زندگی جانتی تھی یاد ہے مرجانی کو</p>	۵۲۱
<p>دل بُہانی کو دکھاتی تھی محبت مجھ کو سچ کمرے دیا کرتے تھے راحت مجھ کو</p>	<p>گھر سے بلواتی تھی سو طرح بہت مجھ کو بوسہ کس پیچھے کرتے تھے عنایت مجھ کو</p>	۵۲۲
	<p>ایک دم مجھے جدائی کے روادار نہ تھے یار دلجو تھے مری جان دل آزار نہ تھے</p>	۵۲۳
<p>دور ہی دور پہرے بند نہ کیا دیکھا جانتا ہوگا اجی دل ہر جو کچھ تھے کیسے</p>	<p>پاس الفت کا ہمیں ہی بگڑا تھا ایسا جان وراسہ رہے ہر خط تمہیں پرشیدا</p>	۵۲۴
	<p>اب جو یہ اور بنا سینگے وہ دیکھینگے نہ ہم اس طرح اچھو چاہیں گے وہ دیکھینگے نہ ہم</p>	۵۲۵
<p>مہوئی پامال مگر رنگ اپنا بدلا بواہوس سب یہ شیا طین میں لا حول لا</p>	<p>تھے ہمیں عاشق صادق کہ پسو مثل حنا خیر اب غیور نہ ہو پھوگے نہ ہم ایسی وفا</p>	۵۲۶
	<p>لوٹ کر حسن کی دولت کو جدا ہو دینگے کر کے برباد تمہیں آپ ہوا ہو دینگے</p>	۵۲۷
<p>آنکھ اوٹھا کر بھی نہ دیکھا کسی بیت کا نشا آنکھ اوٹھو نہیں سدا پتلی کی صورت رکھا</p>	<p>خواب میں تھی کہیں جو کئے ہم بگڑا عین الفت میں تمہیں آنکھ کا سمجھتا رارا</p>	۵۲۸
	<p>ہمیں اس طرح سی چاہا کہ خدا جانتا ہے عہد الفت یہ نباہا کہ خدا جانتا ہے</p>	۵۲۹
<p>پاس بی آئی پہ بھر ہی نہیں رہے ہمیں مہوش ہیں آؤ نہ کہنا تا سوا ب کہتے ہیں</p>	<p>ایسی الفت ہی کہ ہر روز ستم ستم ہیں اشک خون آنسوئی فرقت میں خدا تھے میسر</p>	۵۳۰
	<p>اپنی بزمی سی اسی ماہ لغار دے گا دل اوٹھا لینگے جو ہم بیٹھے سدا روئے گا</p>	۵۳۱

پہر گر گئیے گا مری روبرو ناک پ آکر
میں نمازون کا تو پہر روئی گا چلا کر
ستنتین کیجیے گا سیکر ڈن قسین کما کر
چلی پہر منبر و منین باندہ سے گا جا کر

پہر جو کچھ خوفِ خدا آئیگا تو بولیں گے
دل میں رحم ایسا ہی آجائیگا تو بولیں گے

ای صنم توڑوں اگر عہد وفا میں واللہ
جھنڈ پر یون کے مری گرد میں شامِ بگاہ
وہ اوڑاؤں مری حسرت کے درخت کی عمر آہ
لطف یہ آئین نظر جس سے بڑ نورنگاہ

سر پہ بٹلا میں بلا کر جسے خوابانِ جہان
باندہ کرنا تہ گرین قدموں پر ایسا جہان

خوبرو ایسی کہ تم چاند ہو وہ میں خوشید
لب جان بخش سی دین مرد کو عمر جاوید
تم جو اک چھوٹی ستاری ہو تو وہ میں ہمید
روبرو اونکو ہے ہر سرچشمین صورتِ مید

نور رخسار و نکا اونکے جو عیان ہو جائے
شعلہ آتشِ مرزد و دہو ان ہو جائے

دیکھیں تو وہ ہے فتنہ روزِ محشر
دیکھ لے زلفِ گلی او گلی کوئی شکو اگر
تیر آہ دل عشاق کے ہر جس سے حذر
نازل اک کالی بلا جس کو ہو وہی سر پر

عکس انداز جو اوسکا کہی اک مو ہو جاوی
چاک چاک آئینہ شائد گیسو ہو جاوے

چین گیسو کو اگر چین کہوں تو ہے خطا
آتشِ رنج کے دہون کا بھی گمان ہی بجا
مشک سی دون آؤ تشبیہ تو یہ سودا
گر کہوں صریح یہ چیدہ نہیں ہو سکتا

رنج کلرنگ پر نیا د ہے یہ سایا ہے
باغ پر ابر سیاہ آکے مگر چایا ہے

دیکھ کر فوج میں داغِ مہ تابان ہے
دل عاشقِ کھنجرِ مرغلکِ تریبان ہے
چشم حیران سی ہی آئینہ سوا حیران ہے
حسنِ کشتی میں جی جہنم ہی وہ بہ جان ہے

	سروشت دل غمیدہ ہی اسپر تحریر جو کہ پیش آنی ہے اسپر سر سر تحریر	۳۳
چہرہ گل ہو نور گل ہو یہ ای رشک بہا ہی رگ گل ہو یہ تاز نگہ لب لب زار	چین بوجہ چین پر نین ای گل خسار اس سی شرمندہ ہین اسواج نسیم گزار	
	چین پیشانی پہ کیا لطف دکھاتی ہی کہ وہ جو ہر اس آئینہ میں وہ ہی کہ سبحان اللہ	۳۴
اک اشار میں کرین قتل یہ دنوں عالم انکی ہی قبضہ قدرت میں اجل ای ہدم	وہ ہو میں بند ہو جس دم ہمیشہ دوم کمانی جلاؤ فلک انکی دم قہر قسم	
	جنش انکی ہے غضب قہر اشار انکا ہلکے پانی ہی نین مانگتا مارا انکا	۳۵
برگ بادام میں یاد ام میں پلکین انکی جی نہ چوٹو وہ بلادام میں پلکین انکی	پردہ دیدہ بادام میں پلکین انکی دل ہنسی دیکھو کیا دام میں پلکین انکی	
	دل تڑپتا ہو اجمی ہرین مرگان کرتے روز گردن سپہی یہاں خنجر بران کرتے	۳۶
صورت مردم دیدہ ہو سیہ ست اکبا نشہ خجری آگے کری ہوش فرار	انکسین وہ سا غمی ہین کہ جوانی چوڑ ایسا دہوش ہو راحت رہی دلین ش قرار	
	سحر ہی قہر ہے آفت ہے نظارہ اونکا غضب آشوب قیامت ہے نظارہ اونکا	۳۷
حور جنت کی بھی ہو نیکنہ عارض ایسی حلق ابرو میں یا آئینہ گدستی کے	پیاری پیاری وہ پری چاہے دور خساری شاخ ہی گردن نازک پین پھول کسلے	
	ہنق کس رح انور لب لباب گرے سوج کیلے جسے بجلی دین بیتاب گرے	

۵۱	بہنی دہی ٹوڑا تو کی تو حیران ہو جای ناک میں آنی دم اسدرجہ پر نشان ہو جا	ہو یہ دم بند کہ سکتا تجھے ایجان ہو جای اپنی خود بینوں دل میں پشیمان ہو جا
۵۲	آفتاب رخ روشن کا الف ہے بینی چشمہ مہر کا پل یا ہے بطمی نسبتے	
۵۳	دہن تنکاس ہی ایسا کہ کوئی غچہ ہے تنگ شکریہ کوئی قند کا یا کوزا ہے	صدن گوہر ہر رخفی ہے کیا ہے رخ ہی آئینہ دہن طوطی شکر خا ہے
۵۴	بات اسدرجہ ہے شیریں کہ نبات ایسی نہیں سنی شیریں سے بھی خسرو نبات ایسی نہیں	
۵۵	لب جان بخش ہو جائیں سیاح قریان اونکی بوسی کا اگر دلیں ہو اپنے اران	چشمہ خضر بنے دیکھ کے چشم گریان شیرہ قند مکر ہو دہن شیرہ جان
۵۶	کیا کو نہیں کہ شکر پاری ہن یا غری ہن رو برو اونکی تو حنظل سی سوا غری ہن	
۵۷	مکری سیری کی ہن کا سطح کون گوہر ہن ابرین سی کر چٹکے ہو یہ اختر ہن	در شہو اسی ہی بلکہ کمین بستر ہن صاف یا تیغ بسم کی عیان جوہر ہن
۵۸	دانت پیس جو کہی جو رہن دہن دیکھتین ہیری کمالیون اگر خواہین پران دیکھتین	
۵۹	سیب جنت سی کمین سیف قن بہتر ہے زنگ سو انکے کمان زنگ من بہتر ہے	نریغ سی ای رشک چمن بہتر ہے ہر گل تر سے وہ ای غچہ دہن بہتر ہے
۶۰	گر لہ چاہ ذقن اپنا د کما میں مت کو چشمہ مہر یہ عیسیٰ لطف آئین مت کو	
۶۱	شیشہ می کہون گردن کو کہ شمع کا نور درستہ آئینہ ہے یہ کہ مرا حے بلور	کوئی روشن ہی کنول یا کوئی نور کا نور ہاتھ اگر وہ میں جامل ہو تو ہول مستور

	صدفِ گوش کی ایمان تب و صاف کری آب گوہر سے اگر دہو کی زبان صاف کری	۳۱۷
گوری گوری مین وہ ایسی کہ قمر ہو صدقے سینے میں ماہی بی آب کہ صوٹ تیرو پچے	شانِ مین شانِ خدانور کی سانچو مین ڈٹے دل پھرک جائے نظر آئین جواز و اونکے	۳۱۸
	استینو مین چمکتی وہ نہیں مین باہین شمعین کا نور کی دو جلتی مین فانوسوں مین	۳۱۹
کبھی دیکھی نہیں ایسی تو کلائی والدہ سر پر اک برق بلا آج کل آئے والدہ	دیکھی جبا دیکھی کلائی نہ کل آئے والدہ استین ہی جو چمک کر نکل آئے والدہ	۳۲۰
	بیچی کو پیچہ خورشید درختان کہنے بی خاصخ یہ ہے پیچہ مر جان کہنے	۳۲۱
اثر شوخی رفتار دکھاو مین وہ تمام سحر کیا بلکہ کرامت ہی اسی چال کا نام	چال وہ جس سے دل خلق کرینچ آرام زیگ ماہی ہو ہر اک نقش قدم وقت فرا	۳۲۲
	روشن ناز سے باد سحری پیدا ہو گھنگر و سے قہقہہ کباب در پی پیدا ہو	۳۲۳
منتو نسے جو بلاؤ تو نہ آؤن مین ہی حب قدر مین ستایا ہی ستاؤن مین	الغرض مین جلا یا تو جلاؤن مین ہی بی بلاؤ ہو گھر غیر و مکی جاؤن مین ہی	۳۲۴
	خیر اب ایسی ہی مین ہی تمہیں ایذا دوں گا دل جلا نیکا مراد کہنا د کہلا دوں گا	۳۲۵
جو مون مین گال تو تم غصی مین پیو نہ کو یہ ہنسی دل لگی ہو دل مین کو تو تم رو دو	تو سی آؤر دو کو مین پیار کروں تم دیکھو ہاتھ مین ہاتھ مین لون تم کہن فوس کو	۳۲۶
	جام ہو می ہو صراحی ہو بیت موش ہو دیکھ کر نیم طرب تم یہ جلو آتش ہو	۳۲۷

<p>پیری اگمہ اور چپک سی ستاؤن تمکو دم اگر اگمہو نین آئی نہ بلاؤن تمکو</p>	<p>مڑہ سان اگمہون یہ ٹھلاؤن دکھاؤن تمکو صورت اشک بہ نظر و نشی گراؤن تمکو</p>
<p>عاریب تہسے کرین جان سی تم عاری ہو ہو سبک ایسے کہ جینا ہی تمہیں بہاری ہو</p>	
<p>کیون نہ کشتی تھی کہ پھر روپیگا رو نہ لگے ٹنڈی سانہیں لگی یوں بھر کیا رو نہ لگے</p>	<p>اتہہ سی ننھا کلیجا نہ تہا رو نہ لگے واہ دامن کی تلے منہ کو چہا رو نہ لگے</p>
<p>صاحب فائدہ ان باتون برا جانی سے یوہین بہر کچھ گاہر ونکے بڑکائی سے</p>	
<p>خیر ہی خیر ہی کچھ ہوشمین آؤ صاحب ٹنڈی سانہیں بہر و بیہ کہ جاؤ صاحب</p>	<p>اگ اس بلی لگاؤٹ کو لگاؤ صاحب دیکھی دلسوزی بس اب جی بھلاؤ صاحب</p>
<p>گر میان غیرو نشے ہون میرا کلیجا سلگے جب کہیو دلمین تہا یہی دل ایسا سلگے</p>	
<p>جائی جائی سب جوٹی محبت دیکھے چاہ کی باتیں ہی ہوتی ہیں چاہت دیکھے</p>	<p>یہی پابند ہماری تھی بس الفت دیکھے خوب کی ہمسے وفا واہ مروت دیکھے</p>
<p>اؤہ جی ایسی ہی دنیا میں اگر الفت ہے گذری ہم غنی سی اس غنی پہی لعنت ہے</p>	
<p>تمکو غیرو نشے ملاقات مبارک ہو دی ہنسنا اور بولنا ہر بات مبارک ہو دی</p>	<p>اگن او نشے تہیں نرات مبارک ہو دی دسم دم لطف و عنایات مبارک ہو دی</p>
<p>گر نہین تمکو غرض ہی توہین کیا پروا تم بڑا سمجھے ہیں ہی نہین اچھا پروا</p>	
<p>سکے یہ باتیں میری اور ہی بتیاب ہوئی رعد کی طرحی کرتے گئے سجدہ نامے</p>	<p>ٹہڑی بھلی کی طرح ابر کی صورت روئی ہکیان بننے لگی آہیں گے وہ بہرے</p>

۵۵	پیٹ کران کو اک حشر بپا کرنے لگے عذریوں کر کی فو فریاد و بکا کرنے لگے	
۵۶	بات کی غیر سی کیوں گونگی زبان ہونہ لگی آئی کیوں اس لب خاموش پہ بخت پستی	لگ لگی کیوں نہ عوض ہستی کے چپکے گر ٹہری موج تبسم سی نہ ہی ہی سنبھلے
۵۷	جانب غیر جو دیکھا تو بہ افت دیکھے اک نظر سے مین یہ فتنہ بہ قیامت دیکھے	
۵۸	دل جلی مین بہت اتنا نہ جلاؤ جوہر بیٹھے بھٹلائے تو ناحق نہ رولاؤ جوہر	تمہیں والقدیس اب نہ ستاؤ جوہر ماتے اتنی تور و کسائی نہ بتاؤ جوہر
۵۹	قسمین دیتے مین خدا کی لیے بولو ہمسے رشتہ مین کرتے مین اتنا نہ خفا ہو ہمسے	
۶۰	غیر کے فقرے مین ہم آگے تقصیر ہوئی دن بڑی رنج یہ دکھلائے تقصیر ہوئی	اپنی شامت تہی کہ گل کما گئے تقصیر ہوئی ہاں اس درجہ کو پہنچا گئے تقصیر ہوئی
۶۱	اب کبھی ایسی ہو تقصیر تو جو چاہو کرو نہ ملو سپر کبھی تعزیر دو جو چاہو کرو	
۶۲	اب جو اقرار سی اپنی ہو کوئی بی اقرار کر بلا چہرہ کو کماؤن مین ابی قسمین نہ رار	اوس پہ ہو حضرت عباس علمدار کی مار لو خدا کی لیے اسپر ہی ہی مجھے انکار
۶۳	موت آئی مری آسان یہ وقت ہو جای کسین لگیاؤن ٹسکالے تو فراغت ہو جای	
۶۴	کسین ورنہ لگی کاہیکو اب بولو گے پہر گیا مجھے دل اوکٹا گے اب چٹو و گے	اب تو بہ بات پہ بگڑو گی خفا تم ہو گے اور دلبر بہ کوئی دل قلم و سی اب دو گے
۶۵	زہر دی دو مجھے گر ایسے ہی بیزار ہو تم مارڈا جو یو مین قتل پہ طیار ہو تم	

عذر کرتا ہی وہ دلجو اب اتنا ہے کچلا ہر دل زار کنارا ہم سے	لاکھ تھامین نہیں تھتا ہی کھلچا ہے اب تو واسندہ او تھے گایہ صد ماہیت
۵۶۱	خبط کیونکر کرین آنسو کو نہیں رکتا ہے اشک اُسدا ہوا رو کے سر نہیں رکتا ہے
۵۶۲	لو ہم اب صاف ہیں تہی بجا چپ ہی رہو ہم ہی رو دینگے تو پر فائدہ کیا چپ ہی رہو
۵۶۳	برے شکوے کے ہوا بے تذکرہ الفت دل آنسو سینے سے لپٹ جاؤ مے صورت دل
۵۶۴	ہو وی بی کام زبان بولیں اگر غیر دانشی ہاتھ ٹل ہوں کہی کیسے جو چوری اورونکی
۵۶۵	جوئی باتیں نہیں سب ٹکو جلائی کے لینے چھیر کرتے تھے مری جان سناٹے کے لیے
۵۶۶	اب اگر اشک بہاؤ تو مجھی کو پیٹو منہ سے دامن جو ہٹاؤ تو مجھی کو پیٹو
۵۶۷	ہنسکے جو منہ نہ ہلا دے مرا مردہ دیکھے گر کلیجے سے نہ لپٹے تو جانا دیکھے
۵۶۸	لو چلو آؤ مسمری میں لپٹ کر سوئیں جاگ اوشیں بخت قیونکی مقدسوں میں
۵۶۹	رخشنیں دور ہوں بشارت ابی دل چاہوں آنروئیں جو دلونکی ہیں دہ حاصل چاہوں
۵۷۰	وصل دلدرا کی امید برآئی صد شکر ہوئی اوس آئندہ طلفت سی صفائی صد شکر
۵۷۱	ہم بغل ہی وہ ہر جی پیش میں جو ہرین ہم عہد کی اپنی سلیمان ہیں کندرین ہم

جذب

تخلص ہے سید علی حسین صاحب کا شاعر اچھوٹا
 صاحب طبع رسا بہن ملازم اور شاگرد نواب مرزا محمد
 مدد بیچان بہادر تخلص فسون کہیں اور وہ شاگرد
 بین جناب شیخ امداد علی صاحب پھر تخلص کے
 سوا اس واسوخت کے جو شامل اس مجموعہ کے
 کیا گیا ہے اور کچھ کلام ان کا نہیں ہے
 نقیب بنین جو صاحب یو ان ہی ہوں اس کے زیادہ حال کا
 دریافت نہیں ہوا باقی العلم عند المسقط



واسوخت جذب

یاد کسی ہے تراد ہیان کمان رہتا ہے	لے حبیب کیون تجھے ایدل خفقان رہتا ہے
کیلے راتوں کو سرگرم فغان رہتا ہے	ویرم کیون طرف دزدگران رہتا ہے
کس پر زیادہ مرتا ہے جو دیوانہ ہے	کیون جلا کرتا ہے کس شمع کا پروانہ ہے
یون تشنہ ہی طیان رہتا ہے جیسے بسمل	پتہ اری کبھی ایسی نہ تھی تج کو ایدل
تو تو نادان بنا جاتا ہے ہو کر عاقل	نہ پر سرخ او مٹاتا ہے بہلا کیا حاصل
کون سی بات کا کس چیز کا خواہان ہو تو	ایسی باتوں سی تو ثابت ہو کہ نادان ہی تو
ایسی باتوں میں بڑی ذلت و رہوائی ہے	کیسوں کا جو تصور ہے تو سودائی ہو
اری نادان مگر تیری اجل آئی ہے	تیری قسمت میں مگر بادیہ پیمائی ہے
وزد سر مول نہ لے دیکھ یہ نادانی ہے	عشق میں کا کل بھی انکی پریشانی ہے
عشق کا کل کبھی ہو گا نہ سزاوار تجھے	فرقت زلف دکھائیے شب تائیے
غل وزنجیر میں کرو لگا کر قتلہ تجھے	دیکھ کر دیکھ کر سو اسد بازار تجھے
شب کیسوی تری سرب بلا لائیے	ظلمت کو رقصین ہے تجھے دکھ لائیے

یاد پیشانی جانان ہے تو حیرانی ہے
 زلت اک روز ترے واسطے پیشانی ہے

ایسی باتوں کا قصہ ہے تو نادانی ہے
 زنگی کرتا ہی بر باد ہونا دان اپنی
 باز رہ ایسے خیالوں سی نہ وی جان

گوشت محبوب کے لازم ہے تجھی کو نہ لگا
 ہو گا مشہور فسانہ ترے رسوائی کا
 کچھ عجز زلت و خواہ کیے نہ حاصل ہوگا
 یہ برادران نہ سیکو کہی و کلامے خدا

تینکے ہر کو چہ و بازار کی ہنسی ہو گئے
 طعنے غیر و نکتے تجھے کانٹے سننے ہو گئے

یا داروین یقین ہے کہ چلین کے خنجر
 نوک شرکان کی تصویر میں چہرین گشت
 غم خاندہ میں گزیری گی تجھے آئینہ
 زندگی بھی تجھے ہو جائیگی ایدل و سیر

فرقت چشم سیر تجھے ہو ہو جائی گی
 اجمل آنکھیں تجھے پیر و یکساں دکھلاو

چشم سیکو کا کہی گجو جو دیہاں آئیگا
 جام لب ز ترے عمر کا ہو جائے گا
 خواب میں ہی کہی آرام نہ تو پاوے گا
 آسمان حسرت دیدار میں ترسائے گا

آنکھیں چہرہ میں کی پیر و یکساں بنو جائی گی
 دم کللی آئیگا آخر ترا بیتابی سے

بہی صاف کی یاد آئے تو حیران ہوگا
 و جب حیرت کی یقین ہے روح جانان ہوگا
 لب جان بخش جو یاد آئی تو ہی جان ہوگا
 و یکساں بھاتا ہوں ناحق کو پشیمان ہوگا

لات
 تلخے مرگ کا ہو نہ شو نہ خرا آئے گا
 چمکے نہ جتنا ہوگا نہ جتنا ہوگا جتنا ہوگا

او کللی دان تو کی صفائی تجھے یاد آئیگی
 خرم صبر پر اک برق چمک جائیگی
 یاد ہستی کے تجھے خاک پر پڑ جائیگی
 آبر و خاک میں ایدل تری بل جائیگی

کبھی حیران کبھی انگشت بدندان ہوگا گاہ گریبان کبھی خندان کبھی نالان ہوگا	
لاہی اوسکی لب رنگین کے جو یاد آئیگی خون دل آنکھوں سی ہر دم تجھے رلو آئیگی چاہ اوس چاہ زخندان کی بلا لائیگی غرق بحر غم و اندوہ میں کر جائیگی	
زہر کھولے گا وہ سبز زرخار تجھے کوئی مونس نظر آئیگا نہ غمخوار تجھے	
ہوگا آسیب تری واسطے وہ سبقت خار دیگا تجھے فرقت کا جو وہ غمخوار دہن یاد آئے گا تجھے جب وہ گلوں روٹن خود بخود کانکے مرجائیگا اپنے گردن	
سینہ او بیزا ہوا دل سیر کا جو یاد آئیگا کہتے افسوس یقین ہے تجھے ملو آئیگا	
چمچے بازو کی جو یاد آئیگی جھکناؤں ریگ ماہی کی طرح خاک پہ تو ہو گا طیان نہ گل آئیگی کلائی سے تجھے تیر بیان دست رنگین کی تصویریں ہبل چین کسان	
مرض ہر سے دشوار سنبھلنا ہوگا کہتے افسوس یقین ہے تجھے ملنا ہوگا	
خسک صاف کی تجھ کو جو محبت ہو گئی ہر گہری آئینہ سان دیکھنا حیرت ہو گئی دیکھ لینا تجھے ہر ایک سی خوشیت ہو گئی مردنی چہرہ پہ چائے کے یہ صورت ہو گئی	
ناف ختمین ترے بن جائیگی بس ایک بہنو راہ محدود و کسائیگی وہ سو ہو مکر	
ماہن آئینہ دکھائیگی تجھے حیرت کا ہر گہری سانسنا تجھ کو بھیگا آفت کا پاس باقی نہ رہیگا تجھے کھیرت کا کوہ گردیکی سواد میان کسان دلت کا	
ناؤ کی چال کر لی کبھی مفتون تجھ کو دار دکھائیگا ہر دم قند موزوں تجھ کو	

دیکھ کر کتابوں کچھ اسمیں نہیں حاصل یل	ابر و نسی نہوا دس شوغلی بسبل ایدل
نہ دیکھ بھر خدا کو چہ قاتل اسے دل	دیکھ کیا کرتا ہے کیا کرتا ہے لیل ایدل
دام گیسو میں نہیں جان کے آنا اچھا	
جان آفت میں نہیں مفت ہسانا اچھا	
جو کہ سمجھانیکا حق تہا وہ نتجے سمجھایا	آتش پند و نصیحت کا نتجے دیکھلایا
راسۂ بچکو خرابے کا بہت بتلایا	پر وہ سمجھا تارے ذہن میں تیرا کب آیا
خنجر ناز کا بسبل سے خدا خیر کرے	
ایک بیدر وہ مائل ہی خدا خیر کرے	
تپش غم سے ہراک لختہ پہکا کرتا ہے	نالہ و آہ یہ ہر وقت کیا کرتا ہے
دہیا نہیں چشم سیہ کے جو بکا کرتا ہے	دیکھ اسی دشمن جان دیکھ نہ کیا کرتا ہے
دہیان اسکو نہیں کچھ ذلت و رسوائی کا	
حال میں کس سر کون اسنل شو کا	
سنیے آگے کبھی الفت سے میں گاہ نہ	غم و اندوہ نہ تہا نالہ جان گاہ نہ
راہ میں عشق کے اسطر حصے گرا نہ تہا	ایسی باتوں سر میں واقف کبھی اند نہ
شمع عارض کا کسیکے نہ میں پروا نہ تہا	
کبھی پر یونکی محبت میں نہ دیوانہ تہا	
زلف شگونی سے کسیکے نہ پریشانی تہی	آشنے سے نہ رخ صاف کی حیرانی تہی
غم و اندوہ کے ولین نہیں نہانے تہی	کو کبھو خاک نہیں میں نے کبھی چھانی تہی
مائل کا کل بچان یہ دل زار نہ تہا	
اسکے سود سے کسی محکوم کا نہ تہا	
نرگس چشم دل آزار سے بیمار نہ تہا	کسی گلرو کی محبت کا منہ خار نہ تہا
مائل ابر و خدا دل زار نہ تہا	وہی دن خوب تہی جب عشق کا آزار نہ تہا

	ہیکلی کچھ بھی نہ تھی گل کی روشن شاد تھا میر سرو کی طرح مجلس باغین آزاد تھا میر	
دوستوں سے بیوئی قصہ بیکایک صحبت سیلے سیلے میں بھی جانیکی ہوئی پھر عادت بڑھ گئی اون سے روابط ہوئی باہم افقت ایسی ہی چالو نہیں بس لگتی مجھ پر فٹ		
	گردش بخت نے کیا کیا نہ ستا یا مجھ کو در بدر خاک بس رہا ہے پیرایا مجھ کو	
سیلے کے واسطے اب چاہیے چلنا باہم آفت آنیکی ہی اب حال کو کرتا ہوں تم	سیلا اٹھو نکا جو آیا تو یہ بولے ہم دم متفق ہو کے چلے سیر کو سب یار اس دم	
	بہ طرف سیلے میں برپا تھا حسنینو کا چوم خوشی اس طرح تھی جیسی کہ شاد و بہوم	
غول کی غول حسنینو کی نظر آتے تھے جو بن اپنے وہ پر نژاد جو دکھلاتے تھے خوب عشاق کو لبیل سا وہ تڑپاتی دل بے راک کام یہ لوگوں کو پس جاتے تھے		
	کوئی ملبوس ری پہنے ہوئے آتا تھا سیا و می پو شاک ہی میں کوئی حسینا تھا	
تھانپس پر کوئی گھر کو کوئی گھبی پر سوار کیا کون جیسی حسنینو کی تھی سیلے میں کھنسا آمد فصل بہار کی بوجہ طرح بہار ساقین کھنسی تھیں اک ایک سے ہر طرف		
	پجاری جاتے ہو کھان لکھ جلائی وائے آؤ اکدم تو لگا لو میان جانے وائے	
خوابی والی کہیں پر کہیں گائے وائے تیرے نبشتی جو دہان پانی پلانے وائے حقے والے کہیں یرد کے گلے جلائے وائے تہی گرد کے گلے کے وہ بھانے وائے		
	گل فروشوں کی دکان پر یہ تھی گلے بہار بلبل دل تھا ہر اک شخص کا اس بجا بہار	

ماہر و کوئی تھی ساقن کوئی خورشید جمال
دلکی لے لینے کا ہر دم میں وہ کرتی تھیں حال
دیکھ ابرو جو کسی اونکی تو شرمی پلال
چاند سی مکھڑیہ غرہ تھا او نہیں اپنے کمال

برق رخسار و نسبی اونکی جو چمکاتی تھی
آنکھ خورشید درختاں کی جھک جاتی تھی

۲۹

الغرض سب سے جب پاروں کو فرصت پائی
چاندنی زینونپہ تالاب کے اک بھپوئی
دوست سب بیٹھے مگر مجھ پہ آفت آئی
گردش نجات نی یہ راہ مجھے دکھلاتے

چپ کے سب یار و نسبی اس طرح کو وہ بیٹھا
اک طرف میں نے بنا ایک تماشا دیکھا

۳۰

ہے ہجوم ایک جگہ لوگوں کی یہ کثرت ہے
پاؤں رکھنے کی بھی اوسجا یہ بہت قلت ہے
دلین میں اپنی یہ سمجھا کہ کوئی آفت ہے
جمع اس واسطے بس ایک جگہ خلقت ہے

پر کہا لوگوں کو یہ ایک حسین بیٹھا ہی
آگے اس غول میں وہ زیر چہن بیٹھا

۳۱

جاکی اوس غول میں میں نے یہ تماشا دیکھا
اک پریزا کو اوس غول میں بیٹھا دیکھا
ہر طرف حسن خدا داد کا جلوہ دیکھا
کیا کہوں دیدہ مشتاق نے سے کیا دیکھا

سیکڑوں طالب بیدار تھی اوس پرست
لاکھوں ہی دلسی خریدار تھی اوس شوق کو

۳۲

سر سے پاک تھا وہ منہ نور کے سانچے میں
بس گئے لاکھوں ہی دل ناز سے جسد مہ چلا
دیکھ کر زلف سیہ آتی مرے سر پہ بلا
جج کر میں نے بچارا کہ مراد م نکلا

عش غیش آنی لگی جان سو بیزار ہوا
دلین پیدا وہیں بس عشق کا آزار ہوا

۳۳


مانگ نکلی ہوئی اوس کے جو نظر آتی تھی
راہ سید ہی شب نایک میں نکلا تھی
چمک فشاں کی اوس اور بھی چمکاتی تھی
آنکھ پر شیشہ تھی اونکی جھک جاتی تھی

	زلف شگونہ وہ افشان جو کبھی یاد آئے تاری گنتے ہوئی وہ رات بسر ہو جائے	
جو ش سودا یہ ہوا جینی سی میں سیر ہوا ایک دم میں دل مضطر ز بروزیر ہوا	دیکھ کر زلف سیہ آنکھوں میں اندھیر ہوا کہتے تھے لوگ کہ آسیب کا کچھ ہیر ہوا	۳۳
	زلف شگون نکا میں وس شوخ کی دیوانہ دل صد جاں مرا گیسو و نکاشانہ بنا	
برش ایسی نہ کسی ترک کو تلوار میں تھے جان باقی نہیں مجھ تازہ گرفتار میں تھے	بارہ کچھ ایسی خم ابرو خدایں تھو خجھر نرسے دہشت بہ تن زار میں تھو	۳۴
	تیغ بران پسل و سس کی تامل ہو کر مثل نسل میں ترشہ لگا بسمل ہو کر	۳۵
چشم بیمار سی بیمار دل زار ہوا آنکھیں تیرا گیتن جہان مجھ دشوار ہوا	نوک تر گانسی مری سینو میں اک خار ہوا تانیو کا جو میر سمجھ دیدار ہوا	
	کر دیا دیدنے اون آنکھوں کی اندھا محلو رخ کی آیت سے حسرت ہوئی یاد محلو	۳۶
لوہو جسطرح دہکتی ہوئی انگار و نیر سبز و رخ نے گسیٹا مجھی بس خار و نیر	روشنی ایسی تھی اوں مہر کو رخسار و نیر جک دن دانتوں نے چوڑی نہ تھی کچھ نیر	
	رنگ چہر لیے اور اصبر کیا سینے کا لب شیریں سی ہوا تلخ خرا جینے کا	
پہر یقین ہے نہ کبھی گوہر و مر جان دیکھے دو نے پوسف ہی جو وہ چاہ زرخدان دیکھے	جو ہیر می کوئی ہوا اسکے لب و دندان دیکھے ہو کے آیتہ رخ صاف کو حیران دیکھے	
	کو لکھ اپنا گریبان جو وہ بکھلے گھر سے سیکھوں کاٹے مرا تین گلے خنجر سے	

قدرت حق کے بنائے ہوئے وہ شادی تھی شمع بازو کے گر سیکڑوں پر رونے تھی	گول شائے نہ تھے وہ نویسے پیانے تھے دم نظارہ پر بزا دستہ دیوانے تھے
۱۱۳	پاتی تھی نور کی اوس گل نی کلائی تھی شمع نے بھی نہیں دیکھی ہر صفائی تھی
۱۱۴	مہ نو دیکھ اگر صاف کلائی اوسکی یاد آتی تھی ہتھیلے جو خنائے اوسکے
۱۱۵	چور منہد یکا وہ دکھلائی اگر موسیٰ کو محو ایسے ہوں کہ بولین وہ یہ بیضا کو
۱۱۶	شکم صاف سی آئینے کو ایک حیرت تھی ناز کی مین کر یار کے یہ نوبت تھی
۱۱۷	اوس گل حسن کی جوانف نظر آتی تھی دیکھ کر بلب گلزار ہڑک جاتی تھی
۱۱۸	کالستہ زانو روشن جو دکھا دیتا تھا شمع ساقین پہ پروانہ بنا دیتا تھا
۱۱۹	ہر قدم ناز سے اک حشر محال تھی کبک طاووس رفتار بھلائے تھا وہ
۱۲۰	تھی سراپا شجر حسن پہ اوس گلکی ہوا شوخی اس مرتبہ تیر میں تھا وہ عیاں
۱۲۱	دکھو زلفوں کا کہی شانہ بنا دیتا تھا شمع رخ کا کہی پروانہ بنا دیتا تھا
۱۲۲	الغرض جانیکا اوس شوخ سلمان ہوا فرقت یار نے ایسا مجھے بتایا کیا

	ننگ ناموس کا سب پاس فراموش ہوا نالے اس طرح کیے مین نے کہ بیوہ بڑا	۵۴
بیوگیا جامے سے بیباختہ اپنے باہر اتفاق ہوا اک دوست کا اوسجا پہ گزر	ہوش کچھ سرکانہ تھا مچھو نہ باتوں کی خبر گر پڑا خاک پہ بس تھام کے ہاتھوں نے سطر	۵۵
	غیر حالت پر مری چپکے نظر کی اوسنے اور سب دستوں سی جا کی خبر کی اوسنے	۵۶
مجھ میں دکھا جو نہ اون یاروں کی بیوہ بڑا دلین کرنے لگے احباب ہ کیا کیا و سوا کر	ہنو کے بیتاب چلے گئے وہ سب میرا کوئی تو رہتا مری حال پہ کوئی تھا اودا	۵۷
	عطر مٹی کا دھین لاکے سنگھایا مچھو بستر خاک سی اون سب نے اوٹھایا مچھو	۵۸
پوچھتا تھا کوئی دامن سے مرے اگر گرد اسکے سینے میں کسی جہ سے اوٹھایا	کوئی بہر تھا مری واسطے اوس دم دم دیکھ کر کوئی یہ کہتا تھا مری زلفت زرد	۵۹
	کوئی کہتا تھا کہ اب سپہ عشق طاری ہے خوب ہم سمجھ اسی عشق کی بیماری ہے	۶۰
الغرض مشورے آپس میں یہی ہونے لگے ساتھ ہی مری سواری کے وہ احباب	کہ بہر طور بیان سے انہیں اب چلیے ساتھ ہی مری سواری کے وہ احباب	۶۱
	اک نیس پر وہ اوٹھا کر مجھ لایا کہ مین ساتھ ہی ساتھ وہ سب بست بھی تو کہ مین	۶۲
جان رو رو کے مری واسطے وہ کہتی تھیں میری خاطر وہ شب روز نہیں سوچتی تھیں	اقرار دیکھ کے حالت مری سب ورتی تھیں سہو کے بیتاب بہت اشکونی منہ و بیونہ	۶۳
	لے لے لکھو اکے طبعی بونسی کوئی لانا تھا گنڈے تو نیکو تھے دوست لے لے لکھو	۶۴

دیر کے بعد غرض ہوش جو آیا مجھ کو	دل بتیاب نے بسا و رستایا مجھ کو
یاد دلدار نے دیوانہ بنایا مجھ کو	ایسا بتیاب جو ب لوگوں نے پایا مجھ کو
مری تسکین کر لیے مجھ کو وہ سمجھا نہ لگے	آتش دلو مری اور بھی بھڑکانے لگے
مضطرب حد سے سوا بس کو جو پایا میں نے	صنٹ کر کے وہ غم و رنج بھلا یا میں نے
اونکی تسکین کو کھانا تو منگا یا میں نے	پر جب نہ غم کے ذرا کچھ نہ ہے نہ کہا یا میں نے
ساتھ صحت کے میسر چرمی دیدہ ہوئے	یہ خمر نشی او کو سو بونی جیسی کہ اک عیندہ
ہوئے احباب ذرا حال تو کیسے اپنا	کیسے آئے اپنے اپنا یہ بُرا حال کیا
کس قی مائل ہوئے اور کس پہ چھو بیٹھیا	جلدی کیسے کہیں بتاب ہے دل بھڑا
حال دل اپنا غرض او کو بتایا میں نے	رو کی سیٹ سکا تیا او کو بتایا میں نے
شک وہ ہوئے ایسا واسطے بس نے تیرے	نالہ و آہ اسی واسطے تم کرتے تیرے
بس ایسا واسطے یہ سر و نفس بکرتے تیرے	موت سو ہی نہیں تم اپنی ذرا ڈرتے تیرے
جستجو میں ابھی اوس شوخ رسم جاری ہیں	دھونڈتے کہ اوس رسم بجا کو بجا کو آتی ہیں
وہ گئے اوسط اور اوسط اپنا تھا چل	غم و اندوہ سوا ہوتا تھا اور رنج و ملال
اک گھڑی ایسی گذرتی تھی کہ جیسے اک سال	موت کا کرتا تھا خالق سے ہر اک لحظہ سوال
کیا خرابی سے مری عمر بسر ہوتی ہے	شب تر تپے ہوئے وقت میں سحر ہوتی ہے
آتش ہجر سے ہر لحظہ جگر جلتا تھا	برگڑی کوئی کھینچے کو مے ملتا تھا
دل مجروح پر اک خنجر غم جلتا تھا	وقت یا رکھ دے نہ مجھے کیا کھلتا تھا

	<p>تبع کا حال تھا ہر وقت مراقت میں وٹکی غم میں رہتا تھا گہرا فرقت میں</p>	۵۵
<p>تن بدن آتش فرقت سے پک جاتا تھا منہ کو آتا تھا کھینچا جو میں گسرتا تھا</p>	<p>بھر دندار کا صدمہ مجھے ترپاتا تھا آئیے آپ در اول ہی بھرتا تھا</p>	
		۵۶
<p>مردہ وصل صنم سینہ نہ نایا محبو شادی وصل سو اس گل کو ہنسایا محبو</p>	<p>رستے میں دوستوں کو آگے اوٹھایا محبو اوسے گھر کا جو پتا تھا وہ بتایا محبو</p>	
	<p>پیسے کہنے کہ پیغام نہیں لایا نوسارک ہو کہ ہم اونکو ہی لے آئی ہیں</p>	۵۷
<p>محبو اوس عیسیٰ دورانِ جلایا حال میں دل مضطر کا سنایا آخر</p>	<p>لا کے پہلو میں مرے اور کو بیٹھایا آخر گل خندان نے مری دلکو ہنسایا آخر</p>	
	<p>شکوی ایامِ جدا کے ہم ہونے لگو گلے مل سکے بہت درد ہو ہم ہونے لگو</p>	۵۸
<p>دل مضطر نے سرخ سحر اٹھایا اسیے گہرا نیکی اون یاروں نہلت پائی</p>	<p>رونے دہونے سو غرض ہم جو فرصت پہر تو احباب نے میرے ہی فراغت پائی</p>	
	<p>ہوئے گلے وہ غم و رنج کیا دلکا لال ہنسی ہنسی میں لبیر ہو تو سر پہین دکال</p>	۵۹
<p>تبع رخسارِ روشن مرا گہر رہتا ہی سامنا عیش کا اب آٹھ پہر رہتا ہی</p>	<p>میری پہلو میں جو وہ رشکِ قمر رہتا ہی درد پہلو نہ کہے درد جگر رہتا ہی</p>	
	<p>سب بڑا انو پہ کبھی و کبھی بوس لگا لونا کہتے ہیں خروصل ہم لیل نہا</p>	

اب دعاتے ہی خالق ہی مرگام و تحریر
 زندگی جذب کی اک لطف سے ہو جا کبیر
 میری مالک کی رہے مجھ غایت کے نظر
 غم و اندوہ کی اصلا انوار مجھ کو سب

مثل بسمل دن مضطر نہ بسمل ہو
 فرقت یار کا صدمہ نہ مجھے حاصل ہو

تمام ہوا

جوش

تخلص ہے نواب احمد حسن خان عرف
 اچھی صاحب کا خلف الرشید بن نواب
 محمد مقیم خان مرحوم کے ابن نواب محبت خان
 مغفور ابن نواب حافظ الملک رحمت خان
 بہادر میر وروالی ملک کٹیر ساکن شہر لکھنؤ
 محلہ رستم نگر متصل درگاہ جناب حضرت
 عباس علیہ السلام اندرون کٹرہ نواب
 محبت خان مرحوم شاعر خوش فکر عمدہ کلام فنی



یاد ایام کہ کچھ غمی سر و کار نہ تھا | عشقی نام سی دل اپنا خبردار تھا
آنکھ سی جوش روان آنسو و لکا تار نہ تھا | کاہش ہجرتی کا ہیدہ تن زار نہ تھا

کیا ہی عشرت میں شب روز بسر ہوتی
دین کا ہوش نہ دنیا کی خبر ہوتی تھی

شمع رویون پہ دل زار کا آنا کیسا | جان کو صورت پر وانہ جلا نا کیسا
داغ پر داغ نیار وزیہ کمانا کیسا | جی عبت آتش فرقت میں کہنا کیسا

ایک دن عیش کا برسو کی مصیبت کسی
سحر وصل کمان کی شب فرقت کسی

عشق ہی باعث اندوہ و غم و رسوا ہے | گرد اسکی جو پھر او سنی اذیت پائے
رابطہ گرچہ بڑھایا تو یہ آفت آئے | کہ رہی دل پہ کٹنا رنج و الم کی چٹائی

اسکی سود میں اگر سود ہو سود انکرے
اسطرف کعبہ ہو ای قبلہ تو مسجد انکرے

عشق دریا ہی وہ آفت کا عیاں آہند | جسکے ڈوبی نہیں اچلی کین خالق گویا
صورت موج ہوئی سیکڑون تیرا کرتا | ہاتھ آئی نہ کسی کو بھی کہی اسکی تنہا

حضرت خضر فی پایا نہ کنار اسکا
دہا رہی خنجر خوش آب کی دہا اسکا

۱۴	یہ کہیں صورت معشوق عیان ہو گیا	کہیں عشاق کے سینے میں نہ ہو گیا
	بکرا افسانہ کہیں زیب بیان ہو گیا	کہیں دسوز کی آہوں کا دہوان ہو گیا
	اسکی سایہ سی اوڑھی ہوش پر نہاد گئے	مطلب دل نہ برائی کبھی ناشاد و گئے
۱۵	گیسو و رنچہ کیسے جو طبیعت آئے	سر پہ اک ٹیپی بٹھا لے نئی آفت آئے
	پنس گیا چچین سو طرح کے شامت آئے	صبح عشرت تو گئی شام مصیبت آئے
	لا دو ابھی یہ مرض اسکی دو مشکل ہے	ملک الموت ہی آئے تو شفا مشکل ہے
۱۶	دل کا آجانا حقیقت میں ہی اک قہر خا	کچھ بشر کو نہیں آنکھوں سے دکھائی دیتا
	اوسکے نزدیک برابر ہی برا اور سیلا	سچ ہی یہ بات بلا ریب نہیں جھوٹا
	سین احباب بدل چمہ میں بیان کرتا ہوں	ہیں جو اسرار نہان اونکو عیان کرتا ہوں
۱۷	تھی کبھی ایک پریزا دسی الفت مجکو	اپنی تاثیر دکھائی تے محبت مجکو
	جانتا تھا بخدا رونق محبت مجکو	ہاں سلیمان زمان کستی تھی خلقت مجکو
	میری پہلو میں وہ گل صبح و مسار بہتا تھا	میں ہی بلبل کی روشنی او سپہ دار بہتا تھا
۱۸	جام می بہر کے پلاتا تھا وہ مجکو بہر با	نشی کی دہن میں ہی کیفیت بوسہ کنا
	رنج کا نام نہ آتا تھا زبان پر نہ رنا	میری فرقت میں کسی وقت نہ تھا او کو فدا
	لب ہی لب سینی سی سینی جو ملی رہتی تھی	دور محفلی جدائی کی گلے رہتی تھی
۱۹	پنچتنبہ کو جو درگاہ میں وہ آتا تھا	اپنی ہمراہ بھی گرچہ سین پاتا تھا
	صد نہ بائی الم و رنج سی گہرا تھا	غصی ہو کی سیہ میساختہ فرماتا تھا

	جوشش فی اب مجی صورت دکانا چوڑا اجسی مینی نو درگاه کا آنا چوڑا	
درد ہوتا تھا اگر سر میں ہماری پیدا دم بدم مصحف رخسار کی دیتا تھا ہوا	اگسی صندل کو لگانا تھا وہ ہر صبح ہر گھڑی پہونکتا تھا پڑھ کی عالمی چٹا	
	بار غم سی دل نازک کو طلق رہتا تھا رنگ رخسارہ گل رنگ کا فاق رہتا تھا	
بار ہا پیار میں ازراہ محبت یہ کہا بلکہ ہر بار خدا سی بھی میری ہی دعا	زندگی تنگ کہی دم بہر نہ ہونگا میں جدا تیری ہی سامنی ہو سوی عدم کوچ مرا	
	سوگ میں تیری نہ اندھنہا فی محبو گور کی شکل ان آنکھوں سے دکھانی محبو	
اوسکی باتیں تہین محبت کی جو منظور نیر حسن چکتا رہے ہر شام و شہر	جوش الفت سی میں کہتا تھا کہ ای شکر مجسی سولا کہ تصدق ہوں ابی قدوس	
	غیر کے سمت اگر دیکھوں انڈیا ہوجاؤں بولوں جو تیری سوا اور سی گونگا ہوجاؤں	
سیننی پرداغ محبت کو عیان کتا ہوں سر میں سودا ہی جنون خیر نہاں کتا ہوں	تیری رہنی کی لمبی دل سا مکان کتا ہوں شعربہ اگہر پرورد زبان کتا ہوں	
	کوچہ زلف مسلسل میں گرفتار رہوں مردم چشم فسوں ساز کا سیار رہوں	
دگلوب جوش کی ہی صاف سراپا منظور دیکھلی کوی جوش غاف جین پر نور	حسن کہ پیچی نہ جسی عارض حور شام غم سربت نظر آئی سحر جلوہ طور	
	زلفین بھری ہوئی عارض کی قریب آتی ہیز ناگنین گلشن فردوس میں لہرائی ہین	

لب جان بخش سی شرمندہ عقیق بنی	ہی بجا کبھی اگر دانتو کو میر کی کنے
شوخیاں چشم کی دیکھیں جغزال خضی	ہوش اورین کماٹیں ہینہ مرگا کالیانی
قاتل خلق ہے شیربہم کے چمک	
ناک کی کیل کی ہیر و نمین ہی انجم کی چمک	
کیا ڈہلی نور کی سا بچھیں ہو گوری گردن	سمیر عید کی جلو سی زیادہ روشن
قمر ہی چالکا انداز قیامت کی چلن	رہگذ نقش قدم سی زمین گلشن
چاند ہی دیکھ کی سینی کی صفحہ کٹ جائے	
قرص خورشید مقابل ہو نور تب گہٹ جائے	
ساعہ و بازوی ہمیش میں نازک ہے	شاخ گل جسکے تراکت کو نہ اصل بچھی
غیب انکو ہی مضمون کر رہا تہ آئے	صرف ہین تا نظر دام میں اس عشقا کی
سب حسینان جہان گرد ہین نایاب ہی وہ	
ناف ہی یا کہ ہم حسن کا گرد اب ہے وہ	
چہاتیاں سخت جو سینی پہ ہین او سکی موجود	تھر تھل جوانی نے یہ کپڑی ہے نمود
دسترس اپنا ہی او سکی ہو کہیں ہو	دیکھ کی قد کو ملک پرستی ہین ہر بار درود
ساق کی وصف کی ہے شمع گواہ کامل	
ہاں کف پاسے خجالت زدہ ماہ کامل	
مسح آئینہ و سرمہ پالشی نہیں فوق	تنگ پوشاک سی مطلب ہے نہ خود بینی کا فوق
سادگی نام خدایا رکی ہے سب فوق	رات دن زیب گلور رہتی ہین منت کی طوق
کبھی ثانی سے نہیں زلف کو سلجھاتا ہی	
دل عشاق ہر ایک سچ میں او لجاتا ہے	
غیر ترین وید کی معشوق بنایا او کو	ناز کا طرز نہ آتا تھا کسما یا او کو
دلبری کا جو طریقہ تھا بتایا او کو	واقفیت جس سے نہ تھی سب جتایا او کو

	غمر و عشوہ و انداز میں کیا طاق ہے یہ دلفریب و خود آرائی میں مشاق ہے اب	
۳۲۱	اب تو سرمد اوسنی منظور نظر رہتا ہے شغل آرائش تن آنہ پر رہتا ہے	سوق خوہنی کا ہر شام و سحر رہتا ہے اک اکی و ہان و زہی مر رہتا ہے
۳۲۲	دیکھ کچھ اور ہے اطوار میں ایدل اوسکی رات دن رہتا ہی آئینہ مقابل اوسکے	
۳۲۳	ہر جگہ وہ نہ نوا ابو ہر کرتا ہے رات ہر شب ماہ کیا کرتا ہے	شعبہ میں جن کو انگشت بنا کرتا ہے ہاں رقیبان جہنم کا کما کرتا ہے
۳۲۴	مجھے بوجہ بناؤ شے بگڑ جاتا ہے صلح کی بات جو کتا ہوں تو لڑ جاتا ہے	
۳۲۵	شخصہ حسن ہی اب تو سر بازار اوسکا شکل سی ہے ہر اک طالب یار اوسکا	یوسف مصر ہے سو جانی خریدار اوسکا اک نامہ ہے بدل آج طلبکار اوسکا
۳۲۶	اپنی انداز پس طرح اوسے ناز نہو دل میں مغرور رہلا کیوں بت طناز نہو	
۳۲۷	طمس یون ہی کوئی لیچو فدی کا سلام بیچتا ہی کوئی نادیدہ زبانی یہ پیام	کوئی کتابی کہ اسی شاہ حسین میں غلام لی خبر جلد کہ اب عمر دور روزہ ہی تمام
۳۲۸	طالب دید میں ایسا ہی کسی عاشق کا جان دید بھی منشا ہے کسی عاشق کا	
۳۲۹	کینچتا ہی کوئی دلوختہ جلے دم سڑ کوئی چپ بیٹا ہی اک سمت کو باچہ زرد	کہ رہا ہی کوئی بیمار کہ سینہ میں ہی درد کوئی پڑھتا ہی باوا از ملائم فیصد
۳۳۰	ای نسیم سحر آرام کہ یار کج است مترل آن مہ عاشق کش عیار کج است	

دیکھا جب اوسنی کہ دم بہرتی ہن اخیار مرا
ایک عالم ہی دل جانی حسد یدار مرا
انبو پوسف کی طرح گرم ہی بازار مرا
سرکشی پر ہی بہت شعلہ رخسار مرا

امتحان کا جو ذرا دین خیال اوسنی کیا
یہ جواب و سکون ملا جس سے سوان اوسنی کیا

نیلیم و نقرہ و الماس و طلا سے اجبر
سب یہ کیا مال ہن ای غیرت خوشنظر
نقد دل و دولت دین پارہ یا قوت جگر
کیسے جسم مین سے گوہر جان منظر

رونمائی مین اسے دوں جو کماؤ رخسار
یردہ شرم و حیا سی نہ چہاؤ رخسار

سکے ان باتون کو پھولا وہ گل شک بہار
ہمرو باغی بد خواہ رہا بوس و کنار
ایک میری سنی سنن کین لاکھ ہزار
بلبل خاطر غمگین کو نہایت ہوا خار

حیف در چشم زدن صحبت بار آخر شد
روی گل سیر نہ بدیم و بہار آخر شد

اوس پر زاد کی غم سے مین بنا دیو آ
قتیں و فریاد کا سب بھول گئی افسانہ
دل نا شاد کو مرغوب ہوا ویرانہ
ذکر بلبل نہ کہین تذکرہ پروانہ

شور ہے چار طرف اب مری رسوائی کا
شغل ہے آئندہ ہر باد یہ پیارے کا

یاد آئے جو کبھی وہ گل خسار مجھی
وحشی آبلہ پا جانتی ہن خار مجھی
شوق دیدارنی اس طرح کیا زار مجھے
اس صعوبات پہ لاتی ہی یہ آزار مجھے

شکل بلبل کے ٹکٹنی لگی نالی دل سے
اشک حسرت صفت شمع نکالی دل سے

ہی بہان لخت جگر ہونٹی کی تیاری
ورد اپنا ہے بہان نالہ و تہ و زاری
گرم رہنا ہے وہاں جلسہ بادہ خواہ
ہن وہاں قفسے ہر وقت ہن ہی جاہ

	لب پہی شور و فغان دلمین نہان حسرت ہے شعر خوانی کی وہاں آٹھ ہر صحت ہے	
صورت مردہ صد سالہ ہی صورت ہے ز غفران زار خزان دیدہ ہی رنگت ہے	است پغم نی بناوی ہی ہ حالت ہے ہوش کا کوچ ہو اسات ہے طاقت ہے	۳۳۲
	وقت آنست کزین دار فنادر گذریم * کاروان رفتہ و مانتر براہ سفریم **	۳۳۳
ورنہ اس درد غم اندوزنی گہرا ہی برا جان جاگی تری یار کا کیا جانی گا	دیگر حال زبون مجھسی شفیقون نی کہا تو ہی اپنی دل محزون کو کسی سی بہلا	۳۳۴
	اس سی وصل بت یگرنگ رہے مد نظر لشکر ہجر سی یان جنگ رہی مد نظر *	۳۳۵
دہونڈا اپنی لی معشوق حسین نیک خصال جسکی آنکھوں سی خیالت زدہ چٹان ال	اونکی سچا نیسی کچہ آیا مری دلمین خیال ناخن فکری کولی گرہ رنج و ملال *	۳۳۶
	اباوسی شمع پہ دہرات مین پروانہ ہون ہاں اوسی رشک پریزاد کا دیوانہ ہون	۳۳۷
ایک دم بہرہ نہیں دیکھتا صورت میرے درود یو ارسی رہتی شکایت میرے	وہی ہی اوس بت کو خدائی وہ محبت میرے نہیں منظور نظر بخش فرقت میرے	۳۳۸
	لکے حضرت کمین گر لمحہ کو مین جانا ہون پہر جو آتا ہون تو یحییٰ اوسی پاتا ہون	۳۳۹
پیش چشم اوسکی زمانہ شب بچو ہوا سکے آزر دہ نہایت بت مغرور ہوا	راز مستور مرا جبکہ یہ مشہور ہوا نشہ کبر جو سر میں تباہ سب دور ہوا	۳۴۰
	میری لینے کے لمبی اومی اپنا بیجا * مندرج جسمین یہ مطلب تباہ کیا بیجا	۳۴۱

آج اسی جوش اگر تو نہ بیان آئیگا	دیکھ پچتائی گا پچتائی گا پچتائی گا
لاکھ دھوڑ ہی گا بھانجین نہ بھی پائی گا	سیر ہو جائیگا جینی سی یہ عمر کھائیگا
جو آنا ترا اسی عنایت مجھوں ہوگا	جان جانی رسیکے تجھ پر اخون ہوگا
دل بر خوف میں یہ سنکے بہت آئی بڑا	رابطہ سابق کا جو تھا مد نظر توڑا پاں
خود قدم اوٹنگئے باقی نہ رہی جوش و خروش	پلی گئے حسرت دیدار بھی بی وسواس
شادمان کیستی ہی وہ بت پی پیر ہوا	ہاتھ کس ناز میں پیلا کے لنگھ کر ہوا
یہ کہا ہنسکے کہ یہ خلق تمہاری کب سے	دور از حال کبھی پاس نہ آئی میرے
گل تازہ کوئی ثابت ہی کھلایا مجھے	مثل بلبیل اوس سے لطف اوٹھائی ہوا
جلوی مرد کیے قسم ہاں نہیں دیتا ہوگا	سیکڑوں فول نہ آئیکے وہ لیتا ہوگا
کیونجی تھا میرے تمہاری توفیق و قرا	بنگنی اور پر بزاؤ کے جو عاشق زار
تم تو کہتی تے اگر حور بھی آئی اکبار	بی تری انگہ اوٹھا کرنے میں دیکھوں نہ
اب کمان بولی وہ عہد وہ پیمان کس	جو حقیقت تھی تمہاری میں اوسی جان گیا
تھا کی دگو یہ سید ہا سا جواب ایک دیا	واہ جی شاہ اسے کتنی میں ٹھکوا اولٹا
پہلے کسنی مری گردن پہ چڑھ کر پیرا	اب تو میں جانتا ہوں یاد نہ ہوگا اصلا
توئی وہ خار و دیہی میں بھی اوچھ دھن	دل میں داند و من دانم و داند دل میں
ایک جہان آگي بھلا حسن کا خواہاں کب نہا	آگي مرتا یوں کوئی گبر و سلمان کب نہا
آگي تو غیرت یقین و سلیمان کب نہا	آگي ہرج و مرج و بشر تاج فرمان کب نہا

	جان من ہمیں ہے معشوق بنا یا تجھ کو عشوہ و غمزدہ و انداز سکھایا تجھ کو	
میری الفت سی زما نہیں ہوا تو مشہور جن ہی یا آدم خاک کی ہی پری ہی یا حور	ور نہ اتنا کلوئی جانتا تھا او مغرور پہو نکلتا اب تو ہی بڑھ بڑھکی ہر اک سورور	
	اگلی یوں اوج پہ جس کا تار اکب تھا اگلی خون دل عشاق گوار اکب تھا	
اگلی ایسی تو بہت تھانہ انگیا بھاری زینت پائی حنائی تھانہ جوتا بھاری	اوڑھتا تھانہ کبھی ایسا دوپٹا بھاری زیب سدر ہتا تھانہ اس طرح نہ چھپکا بھاری	
	کب لب لعل پہ سی کی دھڑی رہتی تھی شائق دید نہ مخلوق کٹری رہتے تھے	
اگلی سایہ سی چمکانہ تجھی آتا تھا صورت برق چمکانہ تجھی آتا تھا	بہی بیہی یہ سکنا نہ تجھی آتا تھا مثل شعلہ کے ہڑکنا نہ تجھی آتا تھا	
	اگلی رنگینی کا یہ شوق کمان تھا تجھ کو اگلی خود بینی کا یہ ذوق کمان تھا تجھ کو	
جبکہ اس طور کے اطوار نظر آئی مجھ رند و بد وضع طلبگار نظر آئی مجھ	ہاں تھی روز خریدار نظر آئی مجھ سبکدوش طالب دیدار نظر آئی مجھ	
	جنگے مجھ کو کیا تجھی کفر اس میں ڈھونڈا اپنی لیے ایک اور پیار اس میں	
پہول گرتی ہیں ہن سے جو ہو گر گھٹا ایسا طرار ہی اسی غیرت گل رشک بہا	طرز رفتار پہ مفتون نذر و کار تو کہی اک اگر او سک تو سنائی وہ ہزار	
	قد قیامت ہی بلا زلف ہی رخ لالہ ہے اور تو کیا کمون آفت کا وہ پر کالہ ہے	

استحسان سر محفل جو لطیفے بوسے
دست ترابند بواک بات نہ منہ سی لکھی

مثل تصویر گلے شرم سی بت بنجائی
ٹپٹی ٹپٹی بچی کہہ بن نہ پڑے اوٹہ بھا

کسکی یہ مینی کھا امی بت خورشید لقب
لی خدا حافظ جان تیرا بن کر جاتا ہوں

ادسکے حق میں یہ خدا امی ہی مری غضب
گذری ہو گئی دل ناز کہ بہت رنج و غم

راستہ ٹپٹا ہوا دیر سے ٹکتا ہو گا
جانی کیا غصی میں اوٹہ اوٹہ کی وہ بکتا ہو گا

بعد ازین قصد کیا مینی چلے جانیکا
نازی سی کچھ دامن کو مری یوں لولا

کیا قصور ایسا بہلا مجھی ہوا تھا تیرا
بی سبب آج سنائیں ہر جہ باتیں جدا

غیر کے ملنے کی نیت تھی یہ میرے اوپر
میں تو سو جالے قربان چون تیرے اوپر

اب تو جس طرح کہے او سکویا لاؤ نہیں
تہ یقین آئی تو قرآن اوٹا لاؤ نہیں

جھکی درگاہ میں یہ آج قسم کھاؤں میں
جو خلاف ہمیں فرما سابی ہو مر جاؤ نہیں

جھوٹے میرا خدا اسکو دکھا دینا تو
ورنہ اس کا فریضہ کو سزا دینا تو

پہرنا وٹسی بلکہ گریہ جواب او سکودیا
میں وہی ہوں تو سمجھتا تھا جسی دل میں

بہول کے بھی نہ کہی ہا ہی غضب یاد کیا
آج کیا ایسی عنایت ہوئے لہذا بتا

خوب میں جانتا ہوں امی بت سفاک تجھے
اور کوئی بھی نہ سمجھا بخدا کس تجھے

صد نہ ہجرا دٹھاتا ہی ابھی یاد مجھے
دل میں وز کے پانا ہی ابھی یاد مجھے

ابھی تیرا سنا تا ہی ابھی یاد مجھے
آہن کر نیکاز ملتا ہے ابھی یاد مجھے

	اب میں کافر ہوں اگر مجھے لگاؤں دلو	
	شیعہ کی طرح سی کیوں مفت جلاؤں دلو	۵۵۵
	دل مرا پھر گیا ہے اوبت نرما تجھے	
	خدا اب نہ ملوں گا نہ ملوں گا تجھے	۵۵۶
	سکے باتوں کو مری اگ بگولوں	
	تو ہے کیا مال کہ ہو گی مجھی جسکی پروا	
	ہو کی خود یوسف تانی تری رکھوں میں جاہ	۵۵۷
	اجی لاحول ولا قوۃ الا باللہ	
	مجھ کو نہی مد نظر دے خوشامد میرے	
	ہاں جو ہو گستاخاں دیکھا دیکھی ہو	
	پس دیوار پہنکنے نہ تجھے دیتا تھا	
	ہاتھ سے تیرے گلوے بھی نہیں لیتا تھا	
	منہ لگا بھی ملے مجھ کو یہ اپنے تقریر	۵۵۸
	جاہو اکما کہ بہت کی مرے غرت قہر	
	ایسی بیباک جو آجاتی ہی ہر دم تقریر	
	اور ہوتا تو سزا دیتا نکرتا ناخیر	
	خیر اچھا ہوا جو کچھ ہوا وہ خوب ہوا	
	مجھ کو اب جان یہ تو دلین کہیں ڈوب ہوا	۵۵۹
	ادس کو ہی ہی کری بولی جو کبھی پھر	
	جو مری آرزو رکھی اوسے مردہ بھی	
	میری گو چیکے طرف سے نہ ٹکنا زخما	
	اک قدم دیکھ نہ اسراہ میں چلنا زہرا	

<p>بس وہی نام ہی ورد زبان بچان یاد رکھ بھول کی آٹا نہ یہاں جان بچ</p>	<p>جاخدا کی انی جی چاہی جہاں جان بچے جان اوس حسی چشم و چراغ دل و جان جان بچے</p>
<p>شجاکو پروا اگر اکسار نہ میرے ہو گے کبھی سو بار نہ خواہش تھی تیرے ہو گے</p>	<p>۵۶۱</p>
<p>ایک اسی فقر میں یہ دشمنوں کا حال ورنہ معشوق کہاں بیان کد بہر تہا</p>	<p>ہنسے اوس کا فریبی پرسی پر عینی کہا بجدا تیری ہی ملنی کا تہا سارا جہ گڑا</p>
<p>تیرے جلنی کی لٹی چرب بانی سب نے بان اسی واسطے کتا ہوں کہانی سب نے</p>	<p>۵۶۲</p>
<p>تو بھی امی شخص بڑا جلیب ہے فرمایا یہ بکھیرا تھا فقط میرے لئی آج کہا</p>	<p>پروہ نکل رگ جان لگی گلے سے لپٹا ایسے بی پرکے اوڑائی نہ ہی ہوش بجا</p>
<p>دل عکین میں اب آرام ذرا آئی دیکے رنج کا نام نہ لے بہر خدا جانے دیکے</p>	<p>۵۶۳</p>
<p>بہر بیان وصل کے سامان بہتو ہو جو کلام آواز زبانیر اوسی منظور ہو</p>	<p>قصہ کو تاہ غم و درد و الم دور ہو گے ہم بہت شاد ہوئی خوش ہو بی مسرت ہو</p>
<p>اب نہ ہی ہم میں وہی وہی وہی صحبت ہے وہی جلسہ ہی وہی دن میں وہی عشرت ہے</p>	<p>۵۶۴</p>
<p>طالب اوس بات کا ہی جو کہ ہی مطلوب ہے آپ عاشق ہی بنا سمجھا ہی محبوب ہے</p>	<p>راغب اوس سمت کو ہی جو کہ ہی مرغوب مجھ اوس ہی سیکھا ہی پسند آیا جو اسلوب ہے</p>
<p>اب تو بہر وقت مری پاس رہا کرتا ہے گوش دلسی جو میں کتا ہوں سنا کرتا ہے</p>	<p>۵۶۵</p>
<p>رشتہ مہر و مروت کو نہیں توڑتا ہے ہی پشیمان بہت بددھنی چھوڑتا ہے</p>	<p>ہاتھ بھی جوش تری سامنی وہ جوڑتا ہے طنے سے حاسد غماز کے منہ موڑتا ہے</p>

جولان

ان کا نام معلوم نہیں مگر تذکرۂ سراپا سخن سے
 اس قدر معلوم ہوا کہ شاگرد خواجہ حیدر علی آتش
 مرحوم کے ہیں یہ واسوخت انکا جو شامل محبوب ہوا
 ہوا ہے اسکے طرز اور مضمون سے دریافت ہوتا ہے
 کہ شاعر خوش فکر میں طبیعت بھی اچھی ہے
 سوا اس واسوخت کے اور کوئی کلام
 ان کا نظر سے نہیں گذرا مولد اور مسکن
 بھی انکا معلوم نہیں فقط



واسخت جولان

یا تو وہ چن کہ بے فصل بہار آئی تھی دشت دل سوی گلزار جو بجائی تھی	سیر گلشن کو طبیعت مری لہرائی تھی نذر کوڈ الیان پہو لوگی صبالائی تھی
ساتہ احباب بنی اور زفر مہ پر داری تھی توقہ گاہ تہہ باہم گئے گلکاری تھی	
باغ عالم میں نیچے کی طرح تہا دل تنگ رات دن جوش پر بہتا نال غیش کا رنگ	واشر دلی تہا ہر گل صفت آئینہ رنگ اوٹتی فہرست طبیعت سی تھی اک تازہ رنگ
گلہ خوشے چین دہر میں چہ کام نہ تھا کیکاشیفتہ عارض گل فام نہ تھا	
جاتا کاہیکو تہا صراندہ کا نام بادہ نوشی سی سر و کار تہا ہر اہم	آئی پاتانہ تہا لب پر کسبی فہرہ کلام روزہ بی سچ بسر موئی تھی صبر سچ شام
سیر گلشن تھی ہم دوست می نوشی تھی یاد گلگشت تھی اور غم سے فراموشی تھی	
آواز نہاں تہا دامن خاطر پر غم شاہد غیش سی حاصل تھی سدا بوسہ کناں	رو برو آنکھ کی تہا تہا کھلا باغ و بہار یا تو د کھلائی تھی جھنجھل اپیل و ہمار
میر صفت نی پر شیفہ جابلے ڈالی شعبہ دل کی جد امہ گئی ڈالے ڈالی	

دفعۃ زرد ہوا برگ خزانگی صورت اوٹھ گئی پہلو سے اکبا عروس جہت	گل عشرت سے ہوئی باد باری نصرت چرخ نی او سکو عوض بے بختی صحبت
گل تیر مردہ کے مانند جھکانی سہ ہون شکل نر گس کے میں حیران نہ تندر ہون	
ہو گئی لال زبان صورت برگ سوسن چھبے بہو لے نہ کچھ یاد رہی سیر چمن	خود بخود چاک ہوا صوت گل پیراہن صورت طائر پرستہ ہون ڈال کر ہون
ہجگو حلقہ غم صورت شرمی وارم وہ کہ کردست بمن کار مراد شوارم	
بحر خون چشم سی ہر وقت پڑا بہتا ہی قصر تن اشک کھلونا نہیں پڑا بہتا ہی	ہاتھ حیرت سی ازخندان کا ستون ہوتا دل ہی واقف ہی جو کچھ روٹا الم ستا ہوتا
طاقت ضبط نماندست خدا یا چہ کنم درد دل با کہ بگویم وداوا چہ کنم	
سیل دریای تالم میں گہرا ہون لیا موج ہر ایک ہی اک سلسلہ سرخ و بلا	نظر آتا کسی جانب نہیں ساحل حبا دیکھی خوبی تقدیر دکھائے کیا کیا
آشنا کوئی نہ غمخوار ہے اسوقت مرا کون خبر ذات خدا یا رہے اسوقت مرا	
کیا کروں کس کی ہون بہت لہو آہن میں سائنس کے ساتھ نکلتا ہی دہن سے شلا	آتش عشق میں و نرات میں جلتا ہون پڑا ضبط اس سوز نہائی کو کروں تا بجا
شرح این آتش جان سوز نگفتن ہا کے سو ختم سو ختم امین سوز نہفتن ہا کے	
ضبط اب اسکا ہی دشوار خدا ہی آگاہ جسنی اکدم میں کیسی سیکڑوں گہر خاک سیاہ	آتش عشق ہے یہ آگ عیاؤ ابالاند گر پڑا میں ہی اسی آگ میں قصہ کوتاہ

	جلوہ حسن جہان سوز دکھا کر مارا ایک پر کا لہ آتش لئے جلا کر مارا	۱۱
چل رہا جوڑ ہی وہاں منفسدہ پرواز نکلا آج کل تیز تر افترہ ہے دم باز نکلا	گہر میں اوس شوخ کی ہی دخل در انداز نکلا منہ لگے ہیں وہ بہت دور بنے غماز نکلا	
	آتش فروزی کی باتیں اوس سکہلاتی ہیں مدعی میر بطرف سے اوسے ہکا تے ہیں	۱۲
کر چکا ضبط بہت قصد یہی ہے اہنو جا کی گہراو سکے کہوں سن تو بھلائی جہز	دلمین ہر بار یہ آتا ہے جو ہونا ہو سو ہو جو جلاتا ہی مجھے میں ہی جلاؤں اوسکو	
	پیشتر میری سوا اکسوتری پروا تھے شہرت حسن نری کا ہیکو یوں ہر جاتے	۱۳
بی حجابانہ سخن لب پہ نہ لاتا تھا غمرہ و ناز و کنایہ نہ تجھی آتا تھا	مغفل عام میں زہنا تو جاتا تھا بات کر مٹی کس دنا کس سے تو شرماتا تھا	
	وضع دارون کی سخن لاکھ تو لاوی لب پر تو وہی ہی کہ ترا حال عیان ہی سب پر	۱۴
سیر بازار یہ تن تنکے نکلن کب تھا تجگو معشوقو نین عالم کوئی گنتا کب تھا	اکی یہ نازیہ انداز یہ خسرو کب تھا منزل خورشید و رخشان ترا پھر کب تھا	
	گرچہ کوئی تو گل اندام گلستانی بود خود بفرما کہ کسے بیل نالاسنے بود	۱۵
ساوگی حسن خدا وادی زیبا لیش تھی ہم بغل تھی دل بتیاب کو آسائش تھی	اسقدر لگی نہ مدھنہ آرایش تھی غیر کی میر سے سوا دلمین نہ بجا لیش تھی	
	رہنے گھر ہی نہ جاتا کوئی کرتی سرچھ دل دار فتنہ گدیا ہوں پڑی پرتی تے	

آب بہلائی تھی تم زلف مسلسل کو دکھا گل رخسار کا ہوتا تھا وہیں رنگ ہوا	۱۹	حال میرا جو کسی رات پریشان ہوتا دیکھتے غنچہ ہر چہ مرا پشمرده
متبہ ہم مرنی تھی اور جیسی محبت نہی نہیں چین صاحب سی تھا اور بند سی جت تھی تھیں	۲۰	
سوی غازہ نہ کیا کرنی تھی بہو سی نگاہ نیک بد کچھ نہ سمجھتی تھے جہانکا والد		نہ مہی سی لب کلفام کہی تھے آگاہ سنبلیں لہف میں کس شرمی شانی کوراہ
بہولی بہولی تھی لڑکین تاعیان چہرے شوخیان تھیں یہ نمودار کہاں چہرے	۲۱	
جوش بگونہ شب قدر کہاں تھی قربان اس طرح جھتی تھی کب مہی جہین برفشان		منفعل مانگ سی ایماہ تھی کجا بکشان مار پیچ ایسے تھی گیسوی مسلسل کمان
تیغ ابروی تری تانہیں لبیل کوئی دالت آئینہ تھا تجھ پہ ای قابل کوئی	۲۲	
چہرے چلتی تھیں اس طرح دل عاشق پر عشوہ اور غم زبانی رہنا رشتی تجھ کو خبر		مکری تھا خنجر مرگان سی کیا نہ جگر شوخیان آگے نہ تھیل تھی مد نظر
چشم فتان تری یون مفسدہ پردار تھی گردش مردک چشم صنون ساز تھی	۲۳	
ناکسین دم گل شبو کا تھائی سی کہاں شوکت حسن نہ اسد بھتی چہرے سی عیان		رنگ خسار پہ شوخی نہی یہ کب ایر بجان خال عارض تھا صد دیدہ مردم سی نہان
دین تنگ سی غنچہ کو خجالت کب تھے لب نازکی کی یہ گلبرگ سی رنگ کب تھے	۲۴	
ایق کسے دنا کی چکا		تھا شیب ذوق آل ساغر و انون ولسد
بادہ حسن کو نہ تھی جس سی راہ		

	سیب جنت سی ہی نایاب تر اغضب تھا دسترس خامو نکو اسطر حسای وس ملک تھا	۵۲
کب تہی شد منہ بیاض سحری گرو بنے سعد و دست نگارین کی کمان تہی چرچے	غرقہ چاہ زرخندان دل عشاق منتے جی جبا نہ تہی کب سینہ او ٹھاکر چلتے	
	سینہ و دوش و کمر مین یہ کمان خوبی تہی کان مین بات نہ تہی نہ خوش سلو بی نہی	۵۳
نور آئینہ را نو نمین صفائی تہی یہ کب فندق پای نگارین کا تہارنگ غصب	ساغر حسن نہاناف کا سابق مین لقب ساق سیمن مین نہی پچ جیسا کہ ہباب	
	چاکلی یون تری رفتار مین کب پیدا تہی تجھہ اسطر حسای کب خلق خدا شیدا تہی	۵۴
راہ رو تہی نہ کبھی نہ نسل زیبائی کے نہ کردہ ہوتی نہ تہی آپ کی رعنائی کے	یاد انداز تہی کب نہ کو خود آرائی کے نتی نہ غارت گر تسکین و شکیبائی کے	
	عشق اپنا ہوا اس نشو و نما کا باعث میرا مٹ جانا ہوا تیری صفا کا باعث	۵۵
قطع دار و نمین جو مشہور ہو خوش اسلوب کہ ملاقات سمجھتی ہو ہماری معیوب	جائفتائی فی مری بھگو بنا یا محبوب ہوئی بد و ضحونی اکبار یہ محبت مزعوب	
	دن مین چین آپ کو جز بزم خرابات مین بادہ نوشی نہ کرو ایسی کوئی رات نمین	۵۶
شغل ہے بادہ پرستی سی شہ روز مدام نیکنامی سی نہ مطلب ہے نہ بدنامی ہی کام	کوچہ گرد آپ کی اب رہتی ہین جملہ تمام بزم زنداغین تہین صبح سی پرتا شام	
	ایک دم راہ نال کو نمین دیتے ہو دل مین جو آتا ہے فوراً اوسی کر لیتے ہو	

بیوفانی کو نہ مطلق تھی طبیعت میں راہ پاس رکھتی تھی مراد نظر خاطر خواہ	اگلی زہن سار تھی رسم جفا سے آگاہ بات کا اپنی تمہیں کہ تھا ملحوظ نباہ
	۵۲۸ آگاہ میں مردم بد وضع سمانی کب تھی قدحی کا ہی کو اسطر حسی زیر لب تھے
ایک قلم ترک ملاقات صنم کی ہم سی ایسی بہولی ہمیں گویا کہ کہی یاد تھی	۵۲۹ ہوئی آگاہ جواب رسم سی معشوقی کی کہتی جوابات ہیں اغیار وہی ہو کر تھی
	۵۳۰ واہ امی شوخ یہی شرط وفا داری ہی یا تو وہ لطف تھا یا اب یہ جفا کاری ہی
کہ مری نام کا لینا بھی سمجھتے ہو گناہ آفرین آفرین صد آفرین ای غیرت ماہ	۵۳۱ ہمسی برعکس ہوئی ایسی عیاذ باللہ اپنی وعدوں کی کہی آپنی کیا خوب نباہ
	۵۳۲ نہیں کہتا کہ بُرا آپ نے محبوب کیا اپنی اپنی ہی خوشی خوب کیا خوب کیا
ہمسی بدلی جو محبت کی نظر بہتر ہے اب حذر انسی تمہیں دیدہ تر بہتر ہے	۵۳۳ گر کیا کوئی مروت سی سفر بہتر ہے رنج میرا ہی خوشی آپنی گر بہتر ہے
	۵۳۴ تنگ بد وضعی سی ایسا ہوں سنگنا تری اب نہ کہوں نگا میں صورت کچھ زہن سار تری
کو کب برج صفا ہی تو نہیں مطلب ہی سبب دفع بلا ہی تو نہیں مطلب ہے	۵۳۵ تو اگر ماہ لقاب ہے تو نہیں مطلب ہی مرض دل کی دوا ہی تو نہیں مطلب ہے
	۵۳۶ وضع اپنی کہی اسی یار ندین ہاتھ سی ہم جان دین بات پر زہن سار ندین ہاتھ سی ہم
کشتور حسن میں میرا نہیں ہر کوئی قدرت الد کی ہی جانتا ہی ہر کوئی	۵۳۷ گر یہ سمجھ ہو کہ مجھ نہیں دلبر کوئی یہ غلط فہمی ہی کیونکر کری باور کوئی

	خاتمہ حسن واداکا نہیں کچھ تمہارے ایک سی نہیں نہ میں حسین بہتر ہے	۳۳
خوبصورت سی جہان خالی ہو گیا ممکن ہے چاشنی عشق کی بہو لو نہیں یہ کیا ممکن ہے	تو تو کیا تجھی پر نیا دسوا ممکن ہے میں نہ اور چاہوں کیسویہ بہلا ممکن ہے	
	دل لگانا ہوں میں اب ایسی کسی گلہ سے چمن دہر معطر رہی حبیبی بو سے	۳۴
دیکھ کر کوئی بشر اسکو کوئی حور کے ہو کی بیتاب کوئی صاعقہ طور کے	کوئی خورشید اوسے بھی کوئی نور کے قدرت حق کوئی کوئی بت مغرور کے	
	سامنا تیرا اور اسکا ہو کسی محفل میں عقل زائل ہو تیری سوچ کی کچھ کہہ دل میں	۳۵
زلف ایسی ہوسیدہ نام بلانی مبرم بدر کی روبرو پیشانی کی ہوشنی کم	سانی میں جبکہ نہ پہر کی کوئی ماری دم رہی مشتاق جسی دیکھنے کا اک عالم	
	اگر نظر اسکی تجھے ابروی خمدار پڑے ریشک کی دل پہ دوسری تری تلوار پڑے	۳۶
چشم فغانی تری انگہ سدا شرمائی سبز خط پہ اگر تیری نظر پڑ جائے	تیر غم ناوک فرگان سی جگر پر کھائی شوق تو یہ تجبی خیال نہیں پہنچوائے	
	سرمہ و اچشم فنون ساز کا تو مفتون ہو خال شہزنگ جو دیکھی تو تراد دل خون ہو	۳۷
راست بینی کا الف ایسا میر جان ہودی لب مگلو نشی خجل لعل بدخشان ہووے	دیکھی یا قوت رقم خان ہی توحیران ہوئی یا نکلی لالی سی خون دل مرجان ہووے	
	لب پان خوردہ او در لخت چن آید آن قدر ریشک خوری کر جگر ت خون آید	

بڑی رخسار وہ گراہی دکھا دی تجکو	آتش رشک سی کیا کیا نہ جلا دی تجکو
شوق سرگوشی اگر لاکھ بکھا دی تجکو	کان تک بارگراو سکی نہ آوی تجکو
۵۳۰	دُرگوش اپنا تہ زلف دگر چمکا دے اور ایک داغ نیا دل بہتری نمکا دے
لب شیریں کا مزا تجکو چکھا دی ہر دم	تلخ کامیکا تجھی جام پلا دی ہر دم
نور دندان تجھی منہں ہنکے دکھا دی ہر دم	لب تو دندان تاسف سی چا دی ہر دم
۵۳۱	حسن رفتار سی وہ ہوش تر کو کوہو دے اسطرحی وہ ہنسی تجھی کہ نور و رو دے
نظر آجادی تجھی اوسکا اگر حسن گلو	شرم کی ماری سدا سر گریبان رہی تو
شانی گول اور بہری اوسکی جو کھی بلزو	سجھی تو اذکونجی حسن کا دینا و سبو
۵۳۲	دسترس ہونہ ترا شرم سی بہوش رہی ہم بفل مجھے سدا وہ بت سینوش رہی
ہو وی سینی کی صفائی سی محل نور سحر	داغ حسرت تو اوسی دیکھ کی کہا جو دلبر
ہو نشان عدی اوس بت کافر کی کمر	رہی کوتاہ سدا جسکی طرف دست نظر
۵۳۳	چشمہ ناف وہ اوس بت کا دکھاؤن تجکو چاہین سنج و الم کی جوڑو باؤن تجکو
دیکھ لی تو اگر آئینہ نہ انا اوسکا	رہی زانوی نہامت پہ سدا سر تیرا
نظر آجای اگر ساق بلورین کی صفا	شعلہ رشک تجھی شمع صفت دیوی جلا
۵۳۴	دیکھ کر پاپی خانی کو تو بسمل ہو دے منہ نہ اداو سکی نہ تلو و نسی مقابل ہو دے
ہو وی اک شور قیامت کا نہ وہ قامت	ہر روش مین جو بہری جسکی سرا پا آفت
تیر غز کیا ندی طائر جا بگو قیامت	پر نہ لاوی وہ کہی تجھی کلام فرقت

	<p>شبیفتہ اوسکار ہون میں وہ رہی یار مرا میں ہون پروانہ وہ ہو شمع شب تار مرا</p>	۳۵۹
<p>باتہ چومی مری اور میں ہوں اوسکا پاؤں دیکھ یہ رابطہ ہم تو ملے دست افسوں</p>	<p>اختلا اوس سی ہی مجھ کو وہ مجھی پاؤں ہو نعل میں نہ تری طرح لباس پاؤں</p>	
	<p>نب دریا بھی ہوا اور وہ مری آغوش میں ہو قلم اشک ترا سیل صفت جو سن میں ہو</p>	۳۶۰
<p>بزم عشرت ہوئی ناب ہوا ی طالع شمار باتہ گردن میں گہبی ہو دی گہبی بوس کنار</p>	<p>شب متاب ہو گلزار ہوا و فصل بہار میں پلاؤں اوس دو مجھ کو پلاوی ہر بار</p>	
	<p>دو تو جانب سی یہ ہو جوش می الفت کا کہ جسی دیکھ کی پتلا تو بنی حسرت کا</p>	۳۶۱
<p>سر و آئین تو بہرے رنج و الم سی ہر دم کہ فرا سوش کرمی رسم خوشی ایک قلم</p>	<p>یاد کر کر کے وفا دار گو میری اظلم ہو جدائی کا مری دلہ تری آپسی غم</p>	
	<p>چاہی کوئی نہ ہو مونس ہمہراز ترا ہاں مگر گوشہ تنہائی ہو دمساز ترا</p>	۳۶۲
<p>ایک مٹی کی یہ پتلی ہیں سب سے بے خبر دور اس قوم منوں گری ہی لازم ہوتا</p>	<p>ہوش میں آؤ کہ ہر پیمان ہی جولان تیرا نہیں ان خانہ بر انداز و منی ملنا اچھا</p>	
	<p>مل نہ تو انسی کما مان لی نادان باز آ بات و کمی ملاقات سی جولان باز آ</p>	
<p>تمام ہوا</p>		

جانصاحب

تخلص میرا علی صد کا ابتدا شعر گوئی سرِ رنجی تو کا

میں اور محلاتِ علی کی محاورے اور او کی زبان کو

خوب جانتے ہیں ان کی رنجی میں غزل کا لطف

مسا ہے پڑھنا بھی رنجی کا نہیں پر ختم ہے

شاگردِ شید ہیں نوابِ عاشور علیا صاحبِ محرم کے

فی الحال رامپور میں تشریف رکھتے ہیں علامہ

میں نواب صاحب رامپور کے یہ واسوختی نہیں

کی طبع اور داخل مجموعہ ہذا کی گئی فقط :-



رواسوختی جانصاحب

عشق کی نام سے میں تو کہی اگاہ تھے	کچھ خبر میرے فرشتوں کو بھی والہ تھی
دائی بند کی تو گمشدہ میں پڑی چاہ تھے	نیک تجھ توں میں رہا کرتی تھے بدراہ تھی
پاؤں پیلا کے سدا شام سے میں سو تی تھی	مچکو معلوم تھا صبح کدھر ہوتے تھے
جھوٹے کتے بنیں سچی پر قسم کھاتی ہوں	اگ میں غصہ کی اری لوگوں جان تی
کس مصیبت میں پہنسی اوہی میں گہری	کیا کون کھول کے اس حال کو شرابی ہوں
چین ایک دم بنیں آتا ہے خدا خیر کرے	دل کا کچھ اور ہی نقش ہے خدا خیر کرے
بیگلی سے جو مجھے چین بنیں ہے دم	کچھ کچھ ہونے لگا گل دل ہی دیتا ہی خبر
چاہ اس بات کی رہتی ہے مجھے آہ پر	مجھ زلیخا کو وہ یوسف کہیں آجائے نظر
دوبدو مجھے کہیں آ کے وہ اب بات کرے	آرزو تھکے مری دل کی ملاقات کرے
اتنی سے اتنی ہوئی ہوش سنبھال کر	مردو آج تک ایسا بنیں دیکھا میں نے
مچکو اس سر کی قسم کہ پگیا دلیر کرے	اوسکی تعریف میں کرتی ہوں تمہاری
سر سے لی پاؤں تک حسن کا اوسکے خانم	فوراً دعا کا تھا اور کون کیا عا لم

مین فرشتہ کمون یا حور کمون یا غلام	جن کمون یا مین پر بزا کمون یا انسان
کیا کمون او سکومرے عقل ہی سب جائز	اپنی دلین کہی لیجاتی ہوں یہ بھی مین گمان
جن تو عاشق اجی ہوئی ہن پری جلتی ہی	
پرفرشتوں کی یہاں دال نہیں گلتی ہے	
چاند سا عکس نظر آیا ہے او سکاماتا	سر نکلتی ہوں دزا چین نہیں دلو پڑا
اور اون بالوں کا جسد نشی ہوا سو دا	پہنس گئی جان بلامین یہ تماشا دیکھا
دم او جھٹا ہے سرا جیسے نظر آئی وہ بال	
میری جندری کا پری چاہ گورزی پہ وبال	
مجھ کو معلوم ہوے بال وہ گونگہ ولے	رات برسات کی ہے چھی ہن اکجا کا
جی جی وہ ہوین دیدے عجب عالی	گر ہن دیکھے پرن جا کئی اُسکو لالے
سو توان ناک بھی وہ دلو مری بہاتی ہے	
او سکی نتھنوں کی پڑک ناک مین دم لاتی ہے	
عقل نے کان مری کو لی کیا مجھے	بہری کیا میٹھی ہی سن بات مری ونا
حور کی کان کڑی ہوین اگر دیکھی کان	مینا بازار گاحسن کے یہ ہے دکان
تو ہی دل بیچ خسہ دیدار تر آیا ہے	
حسن تو دیکھو او س کھڑی نی کیا پایا ہی	
اوشتی کو پل وہ جوانی کا نیا ہی انداز	ہونٹہ پتلے ہن مسین پہ گنتی سبزہ آغا
گل سے گالوں پہ بنین پہو لاسما ہی	چشم بد دور رہے نام خدا خوش آواز
اوسکے بوسو نگئے کا کیون مین ارمان کروں	
سیب جنت کا بھی اوس شوڑی پہ قربان مژن	
مونی اون دانتوں کی تعریف اگر سن پیا	دائی مینان کو نہ منہ اپنا کہئے دکھلاتی
سیب میا ہی کے وہ پیٹ میں جانی	پوٹی نظروں نہ کسی جو ہر کیو پر بہلتے

<p>رضی بی باپ سدا چنیاں در در کرتین بالیان کواریونکی لولو سبجہ کرورتین</p>	
<p>جان آجاسی مری منہ میں چم وہ آئی کیا بیٹی باتون پہ لولا او سکی جوتا جاتی بان</p>	<p>کیا کون تہسی اجی کیسی ہی وہ ہای زبان ہینا شہرین نہ بات آئی یہ ہکلاے زبان</p>
<p>زہر کو قد کے قد سے بھر ہو جائے نام بیٹی کا اگر ہو وے تو شکر ہو جائی</p>	
<p>کام تالو سے کیا کوئی سی تانا توڑا ساتہ واتون نے مسوڑہ وکانہ ہر گڑھ</p>	<p>کبھی پروار سے بی پرکا لگا ہے جوڑا لاکھ پی مامسی نے کیا آنر کوڑا</p>
<p>پانکی سرخی جو رنجون میں نظر آتے ہی شان اسد کی وہ سرخی دکھا جاتی ہی</p>	
<p>مونڈ ہے خوش ڈول کنبہ ہونکی آئی دنگر گئی دیکھو وہ پیروں کا دم ہی</p>	<p>کنشہ نکلا نہیں ہے صاف صراحی سا گلا دانی بند کی نہ کیونٹنٹلی یہ ہو جان فدا</p>
<p>آئی چھاتی سے وہ سینہ کہ دم رکنا ہے یاد اوس کوڑکی ہی اب سینن غم رکنا ہے</p>	
<p>اون بہرے بارفون میں نور کا عالم مچھلی بازو کی او دہر ہڑکی ادھر کی</p>	<p>شان خالق کی ہے شانوں کی کھونٹا دلکی پتائی سے رہتا ہی یہ اب حال</p>
<p>کج آدائی نی ہی اون کھینونکے مارا ہے آب ستم سننے کا بند کو سینن یارا ہے</p>	
<p>آج کل آئی کلائی سے نہ کل آئی کی او گلیان اوسکی بہری خون میں بولا</p>	<p>چاہ اون پہنچو کی اب گورین پہنچائی کی سندی اون ہاتھونکی اب نگ نیلائی کی</p>
<p>چور پسندی کی بہتان دہرین گی لوگو خون نہریکا وہ ناحق ہی کرین گی لوگو</p>	

دہم او سکی بغل کو جو یہ دل کرتا راتن کرتی ہوں درگاہ میں او سکی فرا	بغلی کہو نہا ہی میری جان کا میری ناشاد اپنی مندی کی کہیں جلد خدا دے دے
رات جاڑے کی کہیں اکی بغل گرم کرے اوس سے کھل کیلون میں اور محبتی وہ شرم کرے	
گدگداری سا وہ پیلا ملائم شفاف دل گراو سین تو یوسف کی طرح چہرے	اور اوس ناف کی کیا تمسکی کرو نہیں وصا مچکو وہ اندھ بنی کہیں سی ہی موا ہو گئی نا
جیسے یعقوب کو یوسف کی پری ہی لالے اس طرح دل مرا اب اوسکے پر اب بے پالے	
پہر نہ آیا مرے گھر میں کہی اگر جو گیا ہاں سلائی گا وہی مچکو چکا اگر جو گیا	مر لکی کر وٹ بھی نہ لی مٹیہ دکھا کر جو گیا نیز وہ لی گیا دل مجھسی لگا کر جو گیا
اب لگی باتہ تو مضبوط مگر پڑو ان گے لون کی کلوں کی بلانین نہ ہیں جانی دنگی	
شرم کی بات ہی کیا مردوں کی لون چکا کام لیتا سین وہ ہوتا ہے یہاں کام	جیسے تابع میں بہ رستی میں حلال اور حرام دورو کا غدین اسی سوچ میں گستی ہوں ملام
رانوں سی رانین ملین پیڑوسی پرو لجا میں جیسے چھڑی میں ملین ایسے کہہ دو چلچا میں	
اس سی توی کی چہری کوئی کری مچکو پیار سی بیاسی میں عجب پندریان کی حال	غم سی دم گستا ہی آتا ہی جو گشتوں کا خیال روندا اون پر وٹ دل مجھیں نہیں انا ہی حال
میں تو بولا کہی کس کس کی ادب اور کرون چینی بہر بانی میں اس جینے سے اب ڈوب رو	
مجبیاں گشتوں کی لون ایتراں انکھوں شو کو پیر کا ناخون ہی او سکی نہ کا	ملو سی دھو دھو کی میوں او گلہاں و سکی چکا بھاتی کی بیٹھو نہی گما یاں و سکی سہلاو

۳۳

ایک دم پہلو سے اپنے نہ جدا او سکو کروں
انگلی کی تیلی سے میں پیار سوا او سکو کروں

شاد ہو جاؤں جو دل کی مری آج ہی مرا
نامرادوں میں ہوں خلق کبھی دلوامی
چلے باندہ آج جو درگاہ میں تو آجی مراد
صدقی عباس علی کی مری دلوامی

۳۵

دل سے غم دور رہے عیش کا سامان ملے
جبکہ ملنی کا ہے ارمان سو وہ آن ملے

کیا کھوں تھے عجب داغ دکھایا مجھ کو
دل لگانا تو ذرا اس نہ آیا مجھ کو
گرمیاں اور ونسی کین اور جلا یا مجھ کو
جب قدر تمنی ہنسایا تہا رو لایا مجھ کو

۳۶

غم کے لشکر نے مجھے آن کے پر گہرا ہے
آج کل اگلا سا یہ حال وہ ہے میرے

اوس سی یہ میری زبانی کوئی کہتا نہیں
اپنی بیگانی تو اس حال سے ہی آگاہ
میری چاہت کا بہت خوب کیا تمنی بنا
رحمت اللہ کی ہی ٹکویوں میں چاہیو

۳۷

تم بہ میں مرنے ہوں تم اور کا دم بھرتی ہو
اس کا شاہد ہے خدا جس کے شر کرتے ہو

سچ صاحب نے جدا کیا دیا مجھ کو کمال
اب ملاقات کا گدڑا ہی نہیں پورا سال
پانوں گہرے جو نکالی تو چلی بندھی چال
گہر میں رنڈی کے گئی میرا کیا دل پال

۳۸

پیٹ سی پاؤں اگر ایسی ٹکالوں میں ہے
ایک کیا دیکھنا گہرے سیکڑوں گالوں میں ہے

پہرہ اب وہی ہوں اور اکی تہنا نہیں
پانوں گہرے جو نکالی تو چلی بندھی چال
پہرہ اب وہی ہوں اور اکی تہنا نہیں
پانوں گہرے جو نکالی تو چلی بندھی چال

تو سی ٹکویوں میں نہ کہناؤں میں ہے
اگلی ان انگلیوں کی بان یا ربلاؤں میں ہے

تم چوڑو گی اوسے میں فی بھی نکو چوڑو	مینی بھی ڈھونڈہ نکالا اجی اپنا جوڑا
سوت کارنڈ کی حق میں نہیں ہی غم ہو	کر دیا دلکو جلا کی مرے پکا چوڑا
میں	میں
میں	میں
منہ تھو تھایا مرے گرا کی ہوئی آپا ودا	جانی رنڈ کی گریں بھی چلی بار کے پاس
سوسے ملو اچکی تم ایک سی کر آئی مسال	نوج مٹی کی تمہاری ہو مرے دلکو ہر
تم ہو ہر جالی تو اپنا بھی یہی طور سے	تم نہیں اور سے اور نہیں اور سے
جو مرے دل پہ مصیبت ہی خدا ہی محرم	کیا کون اگلی محبت کا تمہارے عالم
اپنی بالونین مری لگنی تھی کرتی جسم	چار قل پڑے کی تم اوس لگنی پہ کر لیتی تھم
میرے اور آپ کے اخلاص کی بہ صورت ہو	بغض سی ڈرتی تھی مجھی نہ تمہیں نفرت تھی
۳۲	۳۲
ابو میں دیکھ کے صاحب کو بہت ہون	ایک ادنی یہ محبت کا تمہارے بیان
چھیاں لی لیکسی سہلا تی تھی تم بند کی	دلسی میں آپکی لوٹدی تھی مر آپ تھو جان
آپ کے زانو پہ سر رکھ کے میں سو جاتی تھی	مجھے کرتی تھے مساس ایسا کہ ہو جاتی
۳۳	۳۳
تم پہ میں مرتی تھی اور تم مجھی کرتی ہو پار	میں تھی محبوبہ تمہاری مگر تم تھی دلدار
آپ کے دلسی نہ آتا تمہارے دل پہ غبار	صاف دل آئینہ سی رہتی تھی دونوں ہزار
میں تو اوباش تھی آپ بھی عیاش تھے	میں میں میں کرتی تھی مارے تم ہاش تھے
۳۴	۳۴
چوڑو رنڈی کو ان باتوں سی ہی کیا کر	روز کی ابھی نہیں ہوتی جو اننا کل کل
آپکا مجھے پہرا میرا پہرا ہے دل	ہوٹ میں کتنی ہوں تو کیسی جس کو مال

	چون کی سوت پر ہی ساجی کاہنی کا مہا اے کا آغاز میرا اوسکا ہے ساجا مہا	۳۵
تم تو جو مجھے گڑھی میں گرو گئے تری میری گڑھی گڑھی گڑھی گڑھی گڑھی	اپنی باتوں میں ہوا قائل گرو گئے تری پس کی آگ میں ہوتی نہیں ایسی گڑھی	
	دیکھتا ہاں پر اپنی اگر آ جاؤں گی کیسا گنگنی کا نہیں ناچ میں نچو اؤنگی	۳۶
یہ امانی نے نگالے ہیں مراے انداز گھر میں نم سوک جاتی ہو مری کو کی گانا	اپنے بد ذاتیوں کے ایک مہر تو نہیں مجھے اوشنی کی نہیں اپنی یہ بیجا ناز	
	اوسکی چاہت ہے تو گھر میں مرے ایا نکرہ جوئی باتیں مرے آگے یہ بنایا نکرہ	۳۷
مفت دنیا کی فریبیں گرو دین نہ سہا دل جلا کر مہر ابھونی کا نہیں ٹکو ثواب	اسی بی جھن تو ذرا دیکھ نہ سہا ہی بڑی روئی میں آیا موسیٰ ظالم پڑا	
	مجھے دیوانی سے کم اوہی یہ کیا کرتی ہو دو میاؤں میں ایک چہری دہرتی ہو	۳۸
غصہ اب سوک و جو کچھ کیا وہ خوب کیا کیا خطا تھی مری جس کا یہ عوض تم نے لیا	میں تو ہر طرح سے لونڈی تھی تھیں دن سچ ہی وہ ہو ویسا گن کہ جسے طبعی	
	زور معشوق پہ عاشق کا نہیں چلتا ہے ہاں مگر چاہنے والی ہی کا دل چلتا ہے	۳۹
کل موہا کل کا تھا دن آجکی پر گوری شام دل بھی کچھ صبح کو تیا تھا خوشی کی پٹیا	چاندنی رات و عاچی جو ہو دکھو آرا میں نہاتی ہوں کر میں آپ ہی بیکر عام	
	شکر اللہ کا یہ دور ہوئے دکنی بچ پہر مری حسن کا آباد ہواد ولایت گنج	

میرے چوٹی کا کسینی نہیں دیکھا ہو یا	میں نے جو کچھ کنا واسٹر ہی سچے مٹاؤں
جو کہ ہوتا تھا ہوا کیجے تقصیر معاف	رہنچ جب ہوتا ہی دل دلوں نہیں ہو کرین

آپ کے ملنی کی پر دہوم سے ہو و شادی
جہان نصاب دی مجھے آ کے مبارکباد

تمام ہوا

حکیم

تخلص ہے سید غضنفر علی صاحب کا
 خلف الرشید بن تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علی خان
 بہادر بہادر جنگ اسیر تخلص شہدہ لکھنؤ کو اور شاگرد
 رشید بین بیان صحیح صاحب مروجہ کی بزرگ انکی ہمیشہ شہدہ
 قصہ امینی منہضات لکھنؤ منشی صاحب موصوف شاہ
 اساتذہ لکھنؤ بن محمد حضرت امجد علی شاہ جنت مکان
 مین منشی تھی محکمہ وزارت کو نواب مین الدولہ بہادر
 ذوالفقار جنگ مروجہ کی سرکار مین نہایت سوخ
 رکھتی تھی فقط



۷۱

کارخانی عجب اس عشق فسون سازی ہیں
پردی اس ساز میں سو طرح کی آواز کی ہیں
کوی آگاہ نہیں ہی یہ سخن راز کی ہیں
وہی واقف ہیں جو شتی نگہ ناز کی ہیں

۷۲

کوی چاک جگر سیکڑوں شان کی طرح
رنگ پر دم بہ بدلتا ہی زمانی کی طرح
بعد مدت کی دکھائی ہی اگر صبح صال
بی چہری عاشق مہر کو کتنا ہی حلال

۷۳

کون کشتہ نہ ہو اتنی سخن سازی کا
جو رگس پرنہ پڑا فقرہ پردازی کا
کو بہن کوہ پہ سر گشتہ محل میں شیریں
نل کہیں اور دم نہ گزشتہ سی کہیں

۷۴

خلق پر قصہ محمود و اباباز آئینہ ہے
نازیوسف کا زلیخا کا ناز آئینہ ہے
دام صبا و میں بلبل ہی تو گل زیب چین
کبھی پروائی کی پریشان ہوئی شمع لکھن

۷۵

کر نظر نور اگر دیدہ انصاف میں ہے
قید زندان میں ہی دیوانہ پری قاف میں ہے
فرہ بالائی زمین مہر فلک پر روشن
لشہ اس بادہ پر زور کا ہی عین چار

روز رہتی ہیں بیان دست و پیران حل
یہ وہ ہی باغ کہ توام ہی خزان اور ہمار

	تغزیت خانہ حقیقت میں ہی بیہ بل نہیں گلن بچن ازہین لائے سید انج نہیں	۵۹
یہ جو تمہیدی اس سی ہی بیہ حاصل مجھو دل مرا مجھسی لیا اینا دیادل مجھو	مل گیا ایک جو رشک بہ کامل مجھو دستا نی میں کیا اینی مقابل مجھو	
	بعد چندی کی جو دیکھا تو کوی بات نہتی پہر گیا یہ کہ کبھی گویا ملاقات نہتھے	۶۰
اے اوس شوخ کا قسمت نی کیا عاشق نزار آئی جب گرم مزاجی پہ وہ دھڑلے عذار	ایک جا جسکو نہیں برق کی مانند قرار پہونک دی پتہ افلاک کو بھی ہنک قرار	
	نہیں ممکن کہ سکون اوسکو ہواک ان کہیں دل کھینچ بیان کھینچ آنکھ کھینچ کان کھینچ	۶۱
کام اس دل کو پڑا طرف بہت مہوش سی شعلہ طور کو نسبت نہیں اوس کش سی	برق سی تیز کمین گرم کھین آتش سی دیکھیں بوسی جو اوس کی آنکھ نہکھیں بخش سی	
	دل کو کیا اوس سی نظر اسی تسلی کی طرح پہونک دی طور کو جو برق تجلی کی طرح	۶۲
کو بیان کرتا ہوں وہ قصہ عبرت آمیز ایک زن سی ہوی صحبت کہ وہ تہی آفت خیز	نارہ افسون سی پیدا فائدہ شورش انگیز گرم صحبت جو ہوی شوق کی آتش ہوی تیز	
	دلین سکی کی طرح بسکہ نظر بیٹھ گئے بڑھ گئی ایسی ملاقات کہ گھر بیٹھ گئے	۶۳
بینی دلدار اوس جانکی دلدار سی کی بزم پر نور ہوی جشن کی طیاری کی	رسم جو مہر و محبت کی تہی جاری کی شمع آئی تو شبستان سی گئی تاریکی	
	قلب صافی میں کدورت کا کوئی ڈھنگ کیا صاف صیقل سی جو آئینہ ہو بہر رنگ کیا	

۳۷۴
 واسطی او کی مہیا کئی سامان کیا کیا
 فرش و اسباب سی آراستہ ایوان کیا کیا
 گھر ہوا باغ ہوا زیب گلستان کیا کیا
 چاندی سوئی قفس مرغ خوش الحان کیا کیا

۱۲
 خوش نواد و مہینان ساسنی گانی کی لیے
 ساز سب طرح کی موجود بچانی کی لیے

استقدر جائزہ زیباکہ نہیں جبکہ حساب
 پیر نیان حد سی زیادہ خرد و بیاباب
 اطلس ایسی کہ نہ ہو اطلس سپر آو سکا جو آ
 خواب اوڑی دیدہ انجم سی حضور کج خواب

۱۳
 گوٹا پتہا بنبت انمول کنار می بہارے
 جوڑی طیار کی سیکڑن بہائی ہارے

جو ندیکی ہوں فلک فی وہ مرض زلیور
 رشک ہو عقد شیریا کو وہ سلک گوہر
 ماند فیروزہ سی فہر و زہ جہر انفسہ
 نعل دیا قوت کی انبارا دہر اور او دھر

۱۴
 شلخ مرجان کی طرح دست ہوس کاٹ دیا
 مجتمع اتنی جواہر کی گھریاٹ دیا

نرم کردین تل مرغ وہ پر زیب کڑے
 جو لگائیں دل زمرہ کو بھی چہر یان چہرے
 آگے وہ ماہ دو ہفتہ بین جو زہنی سہی بڑا
 دیکھی یا زیب تو خورشید فلک یا تو بڑی

۱۵
 ڈھنگ بالون سی عیان دائرہ نور کی تھی
 پتی وہ برق کہ پتی شجر طور کی تھی

وہ خواہیں کہ جو آراستہ زلیور سی تمام
 وہ جلیسین کہ می حسن سی رست ملام
 جنکی دیوانی بین علمان ہر پچہرہ علام
 وہ کیتیزین کہ میسر جنین جو رو کی مقام

۱۶
 لاین جنت سی شرابین جو طلب جام کیا
 پاون چپی کو وہ میٹھین اگر آرام کیا

بادہ نوشی کا فرا بز من ہنگام
 ساسنی جتنی پرستار وہ سب بادہ پرست
 کف بکف ساغر می اور سب دوست بہت
 طاق میں شیشہ کہ ابرو کی تلی نگرست

	مرغ عشرت کو اگر خواہش پرواز ہو بطمی اوڑکی اوی چنگ شہباز ہو	۱۸
رقص کا شغل کسی شہب جو سواد نظر اس اداسی دم رفتار لگا کی ٹھوکر	زبرہ گردن سی او ترای زمین کی اوپر پاون سرا کی گرافتہ روز محشر	۱۹
	پہلک گیا صور قیامت سی نمودار ہوئی مردی جی او سی جو یازیب کی جہنکار ہوئی	۲۰
دو میچ وکی چمک جن پیرہ و محشر شا زخم دل چہر گئی عشاق کی جہیر اجو ستار	گئی طبلہ کی لنگ گنبد افلاک کی پا ہوئی شاداب گل لغتہ چلی باد بہار	۲۱
	خوش ہو میں دیکھی یہ ترم خوش آئین بیان ہو کی مشتاق ہو اسی او تر آئین بیان	۲۲
وقت خاصی کا چایا تو گئی جوان طلب ہمیشہ نوکھی خوشی غول و ہٹی روپ	نعمتیں جتنی ہیں دنیا کی وہ حاضر ہوں کیا کی جوان عنایت میں کہ رزاق ہی	۲۳
	پربہانی کی واپسی ماس راس کو روح حاتم کی بھی حاضر ہوئی مہمانی کو	۲۴
آب خاصی کا وہ عالم کہ باز انجیات وصف پانوں کا کمری کوی تو سر سبز نبات	شکیان برف کی موجود ہمیشہ نبات بازی نعنہ گل چکی لطافت سی نبات	۲۵
	پان وکیو لسی پیری شتر بیان جو کوئین چاندی سوئی کی ورق لپٹی ہوئی پانوں میں	۲۶
ایا سکیال مکمل سوئی جس رہ زسکو برچی والونکی صفین او پر پادونکی قطار	وردیان پنی ہوئی ساتھ ہوئی خدمت گار راست و چپ عمدہ ای ہاتھوین علم دار	۲۷
	دھوم سی تھہر میں جس سمت سواری ہی باغ بازار ہو اباد و بھاری آئے	۲۸

عیش و عشرت میں بسر ہونی لگی آخر کار
محبوسی الفت کا یہ عالم کہ دل جانسی مار
میں بھی سرسست مئی ذائقہ بوس و کنار
ایک سی دو دنوں طرف باغ جوانی کی بہار

واوہ کیسوی سبب دوش پہ بادل کی طرح
ہاتھ گردن میں بچتی شوقی ہیکل کی طرح

دیر گزری جو کسی روز تو گریبان ہونا
آپ ہی سوچ لی کہ یہ دل میں نشان ہونا
ناز سی ہو کی خفا دست گریبان ہونا
عذر کو خم صفت زلف پریشان ہونا

ہا ہی گلک سی ہو ہو عین تکلم کی ادا
گر یہ شوق میں چھپیدہ شہم کی ادا

میں یہ کھتا تھا یہ خواب ہی یا کیا ہی
دل یہ کہتا تھا کسی بات سی مطلب کیا ہی
یہہ ضیا اس میں سری بخت کا گوک سیاہی
تمہیں ہر ملک کی مالک ہو کوئی بات کیا ہی

صحبت خسرو شیرین کی صفت یہاں سی
رونق محفل بلقیس و سلیمان کیسی

فلک تفرقہ پر دار کو بہا یا نہ یہ طور
بس ملک ماری سامان نبد باور ہی
زنگ تبدیل ہو انہرم طرب کافی الفت
تھا در انداز کوئی دشمن جان صاحب جبر

مار غم وزن و لو ارجس سی نکلا
خانگی گرگ تھا یوسف کی بغل سی نکلا

وقت پا کر یہ کہا گوشتہ تنہائی میں
یہ وقتانی کا یہاں طور ہی یکجائی میں
شک نہیں ایکلی کچھ خوبی و عنائی میں
لطف کیا دوستی عاشق ہر جائی میں

صلح تاحسب لڑائی کا یہاں طور ہی ہی
تم ہی تنہا نہیں معشوق کوئی و رہی ہی

بات یہ سنتی ہی تیور نری و سبکی است
بولی ہاں ہم تو یہ میجھی ہوئی ہی ارد است
غم سی دل بیٹھ گیا رنج سی اعضا ہوئی
دھیلی بندش نہیں رکستی کہی مضمون کوئی

	مکر و پردہ محبتوں سی بڑا ہوتا ہے خیر آئین تو سہی دیکھی کیا ہوتا ہے	۵۲۸
آخر اوس روز کی جیسا ہم ہوی علم انجام سست سست آئی میری سانسٹی گل اندھ	داخل خواب کہ خاص ہوا میں سرشام لب پہ شکوی کا بظاہر تو لاٹھی کا کلام	
	دل پریشان تھا مگر زلف پریشان کی طرح پہیر لی آنکھ مری نعت سی شرکان کی طرح	۵۲۹
دہ بیان آیا کہ بی کچھ گج دگر کون حوال میں تو اس سوچ میں اور چشم سی مال مال	کچھ کہا اس سی کسینی جو بہہ سی رنج و ملال زیر لب سر کو جھکا کر یہ لگی کرنی مثال	
	تم لی کیا اور کوئی آفت جان دیکھا ہے بولی ہم آئینہ دکھلائی کہ ہاں دیکھا ہے	۵۳۰
ہنسکی بولی کہ یہ دیدہ کی صفائی کیا خوب جو بھلا چاہتی ہوں اولسی بڑا کئی خوب	دہ بیان چور کی سی طرف اوسیدہ کی خوب صلہ نظر میں تو باطن میں لڑائی خوب	
	مال کیا ہو تمہیں کیا اہل نظر گنتی ہیں ہم تو اوڑتی ہوئی چڑیا کی بھی پر گنتی ہیں	۵۳۱
میں چاہا کہ کی طرح کروں رفع ملال منہ زیرک کہیں ہنستا ہی مگر دیکھ حال	دور ہو دل سی کھین اوسکو جو آیا خیال الغرض جھکوی اوسات رہا رنج و ملال	
	نہوئیں جسے تلک سانسٹی اوسکی آئین تاری گنتی رہیں انگشت مشرہ سی آنکھیں	۵۳۲
ہر طرح رات ہوئی فکر و درد میں بسر وہ کسی سمیت روانہ ہوئی خالی ہی گھر	کسل گئی آنکھ وہ صبح کو پہنچی یہ خبر بانہ سی جیسی روان ہوئی ہی بولی گل تر	
	یوسف مصر روان جانب بازار ہوا تجسم ثابت جسی تجھی تھی وہ ستیار ہوا	

دل نی پہلی تو کہا خیر گئی وہ تو گئے
دل لگی کی لگی ہو سکتی میں معشوق کئی
بعد کچھ دیر کی پیدا ہوئی تشویش نئی
صدائے بحر نی دی آگے در دل پہ ڈھبی

ضبط کرتا تھا یہ دل سینہ میں کہہ آتا تھا
کچھ میں کہتا تھا تو کچھ موند ہی اکل جاتا تھا
صبح کو دوست جو ہی جمع ہو میری حضور

آنکھ پہچان کی لولی کہ بلائیں میں دور
آنکھ کچھ طرز طبیعت ہی خلاف دستور
آمال کر مینی کہا کچھ ہی طبیعت زنجور

دل کو آرام کی درخواست ہو اچا ہستی اپنی
جلد اس جلسی کی برخواست ہو اچا ہستی ہی

سنکی یہ بات ہی گو کہ وہ مخلص خاص
پھر کہا سب نی کہ ہم لوگ تہین حلقہ بگوش
پر چسپای ہی ہی ہتپای کوئی عشق کا جو
کوئی شکل ہو کہی اپنی اور اتنی نہیں ہوش

واقف حال ہیں می نوش ہم اک جام کی ہیں
کام آئین نہ اگر آج تو کس کام کی ہیں

مینی آخر یہ کہا دیکھ کی اونکل اصرار
کسی جانب کو گئی صبح سی ہو کھیرار
وہ جو تہی کر میں صری غنچہ دہن لالہ انداز
دھیان اپنا نہیں آجائی گا آخر کو قرار

کس مصیبت میں وہ ہو کی یہ لال اتنا ہی
اوسکی تکلیف کا ہر وقت خیال آتا ہی

سب لگی کہنی کہ یہ کونسی ہی بات حضور
کام پڑ جائی تو نزدیک ہی ہو کہ وہ دو
ابھی لاتی ہیں اور سی ہی جو خدا کو منظور
قاف سی لائیں برجی شن فردوس ہی جوار

وہی منظور خدا ہی ہو جو تدبیر کرین
اسی قابو میں قمر مصعب کو تسخیر کرین

دل کو تسکین ہو کی کچھ چوٹی اونکی کلا
ہوئی رخصت گئی وہ لوگ پی نیل مرگم
ازن جانیکا دیا اونکو تسخیر تمام
سخت شدہ رہی کہ معلوم تھا اوس کام

	<p>گو کہ پیدا تھا کہیں کہ نہ کہیں دراد سکا چھپان کر شہر کو در یافت کیا گراو سکا</p>
<p>جاکے دروازی پر سب نے جو ہلائی زنجیر پہنچی اوسکو جو خبر پہلی لو کچھ کی تاخیر</p>	<p>ایک اخیل آئی کہ تھی زل جہان کی ہشیر سچر کھا آئین را اونکی ہی سن لون فقر</p>
	<p>یروہ ہلکا سا کیا گھر میں ہلایا سبکو بیٹھ کر آپ پس یروہ بٹھایا سبکو</p>
<p>بول اوسے آپ ہی چلی کہو کیا کتنی ہنو پر یہ کتنی ہون در اکان اکا کر سن لو</p>	<p>آپ آئی ہو کہ بھیجا ہی کسی نی تمکو اونکا پیغام جولای ہو تو خاموش رہو</p>
	<p>کام جس سے نہیں اوسے مجھی کچھ کام نہیں درد سر دونه مجھی خواہش پیغام نہیں</p>
<p>بولی سب ہوش تھیں در سی آئی میں ہم بعد کچھ دیر کی دی سب نے یہ اوس بت کو ہم</p>	<p>کبھی اتنا وقت کہ در راست ہو دم جو کہیں اوسکو سنو بعد کرو لا قسم</p>
	<p>کائنات کا آئین سلمان ہی کوئے بات جو چاہو کہو خلق کا دربان ہی کوئے</p>
<p>کھلی یہ سب نے کھا تم تو موخو ذائقہ از ہم جو آئی میں یہاں ہو کہو ہی ہی تھی سار</p>	<p>جانتی سب ہوزیا کی شیب و فراز خیر خواہو معین میں بد خواہ نہیں ہزار</p>
	<p>دل میں سوچو لو در اوٹھ کی آنا کیسا قدر دان کوئی نہیں ہی زمانہ کیسا</p>
<p>لکھنولٹ گیا دہلی سا ہوا شہر خراب کون معشو تو نکو پوچھی کہ ہوا بندہ باب</p>	<p>میں جو شہر اویان پرتی میں ہیشہ مہم تحصیل یوزر کامی سوز رہی جہان میں باب</p>
	<p>عشق پیشتہا اس پر و کا کہ بھول گئی فاقہ بستی کی سبب نشہ زہر بھول گئی</p>

دو تو سب طرح کی کرتی تھی تمہاری خاطر	ساری اسباب امیرانہ مہتاب حاضر
ہنشین خواجہ سرا اور صاحب ناظر	زبور ایسی کہ زبان صفت میں کی قاصر
فرش دیوانین قماش پیری و حور کی تھی	کمری آراستہ حبثت تھی مکان نور کی تھی
آہ سی ہو جو بہان لیکر یہ کاسکان	انہ ملازم ہی کوئی اور نہ کوئی دربان
پاس ہی ایک اخیل ایسی کہ تباہی و برباد	کام کو کل وہ اوٹھی آج جو بای فرمان
لوگ بد غیر محکمہ میں تمہارا گھر ہے	دشمنوں کا نہ کوئی پال ہو بیکار ہے
حال افلاس سی گیسو کی طرح سی اتر	کپڑی سیلی بہن نہیں ہاتھ گل میں زبور
روز جاتی ہی اخیل آپ کی بیٹی کی گھر	قرض کچھ آئی تو ناشام ہوا اوقات بسر
گرمین دانہ نہیں کیونکہ نہ کلیجہ کے	رہن ہوا ہی کوئی چیز تو کھانا پیچھے
مخمس سی بیفائدہ ٹھکڑا کل آنا کیا تھا	بہشتی بٹھلای تیرے تکلیف اٹھانا کیا تھا
ایک مشتاق جوتھا اوسکا ستا کیا تھا	منا گھٹانا تو محبت کا بڑھانا کیا تھا
پہلی تعویذ محبت کی پلائی گولے	دل لگی پھر فی سوجھی کہ لگائی گولے
خیر مہنی تھی جو کچھ ہو گئی اجانی دو	دل میں جو شکوہ شکایت ہو وہ سب جانی دو
گھر چلو جانی دو یہ غلط و غصب جانی	دل ہی آذر دگی غیر سب جانی دو
پہولی کیون نہیں ہو ایسا نہیں ہوتا صاحب	حق میں اپنی کوئی کانٹی نہیں ہوتا صاحب
سنی اوستی یہ کہ بات بڑھانے	مجرہ میری بھی سنو اپنی ہی گاؤ نہ بہت
دیکھو بڑھانے عبت بائیں بناؤ نہ بہت	آپ جلتی ہو نہیں تم لوگ جلاؤ نہ بہت

	ہو مبارک اوزہمین جو زور و زراؤ کا ہو میں توجہ نہ کروں کہیہ جو کھڑاؤ کا ہو	۵۵
پہلی کس شوق سی گھڑی ہلایا مجھ کو کمر کی قابو میں دیا داغ جلایا مجھ کو	دوم دی ایسی کہ پردہ میں سہا یا مجھ کو سوت اجڑی کا کیا پاس ستا یا مجھ کو	
	داغ احباب کو دین پٹہ احباب نہیں اس جلایا کی کہی دل کو مری تاب نہیں	
چین آسی گا وہاں مجھ کو نہ میٹھی نہ کٹھی ہین مری حق میں یہ چیریاں نہیں درکار چری	لطف اوٹھای میں توجہ صد یہی نہاں چری پاؤں کو حلقہ رنجیر میں سونی کی کٹھی	۵۵
	ساتہ دولت کی نہیں چاہتی میں اوج نہو ایسی دولت کو اجی آگ لگی نوج نہو	
گرم یہ لوگ ہی آخر ہوئی سنگریہ سخن نوسہ بناو یہ بڑی بات یہ چوٹا سادہ	بولی کیا خوب زہی ذہن دکاشن سخن خاص معشوقہ جو انکی ہی وہی شاخن	۵۵
	خیری خیری اوس سی ہمیں رتبا کیا ہے سامنی مہر جانتا ب کی دڑا کیا ہے	۵۵
اوسکی ہوتی جو ہی اتنی ہی تمہاری حقیر ہین رئیسوں کی رئیس اور امیر و سکی امیر	کم لشکر اسی قدیہ دولت ہی کثیر ایک پر بند ہی رہتی ہیں کہی شاہ و وزیر	
	ایک کیا دس جو محل ہون تو عجب کیا ہی یہ تہنگ جو کرو تم تو بہت سجا ہے	۵۵
حال پر وزیر کی بھی کچھ تمہیں پہنچی خبر ہو مسلمان تو اسلام پہ لازم ہی نظر	ایک شیریں تھی تو تھی دوسری معشوقہ شکر عقد میں چار شہرعت میں حکم و اور	
	لہذا ہر اکئی کھڑے حیدر گزاردی سے نوحل جاتی ہوا احمد مختار کی تھے	

<p>یہ تو کرتی رہی احکام شریعت کی بیان بولی چنبلا کی کہ آفت میں نہ لوتی بیان</p>	<p>یہ ایمان ہی کہ کہتی تھی وہ بی ایمان شرع کی صدیقی تھی اور علی کی قرآن</p>
<p>اس سے بڑا کو کسی کلیمہ مری صند میں رکھو و غلط کہتا ہی تو جا کہ کسی سحر میں چھو</p>	<p>۵۵۱</p>
<p>الغرض دام میں وہ طائر وحشی پہنچا یہ خبر محکو جو پہنچی تو ہوا رنج پڑا</p>	<p>۵۵۲</p>
<p>محض بی سود تھی تدبیر جو احباب نے کی دستگیری میری آجندہ دل بیتا کی</p>	<p>۵۵۳</p>
<p>اب اس اجمال کی تفصیل میں کرتا ہوں صبر باقی نہ رہا ضبط کی تھی تاب کمان</p>	<p>۵۵۴</p>
<p>طنیر آئینہ سخن طالع و اژدہ کی طر حسرت آلود نگاہیں کسی گردون کی طر</p>	<p>۵۵۵</p>
<p>وہی واقعہ ہی جو اس درد کار کرتا ہی جوش و شہت ہو تو ناموس کج اتک گنج</p>	<p>۵۵۶</p>
<p>ہو کی تنہا رخ احباب یہ وہ بند کیا حیثم بد و در مقدس زنی نظر بند کیا</p>	<p>۵۵۷</p>
<p>تنہا ہی سوچ کتاب دیکھی کیلئے تھی صدائے ہجر حقیقت میں برائے تھی</p>	<p>۵۵۸</p>
<p>بیقراری غم فرقت کی کوئی کیا جانتے چوتھ جس دل کو لگی ہو وہ یہ صدائے جانتے</p>	<p>۵۵۹</p>
<p>برہ گئی بسکہ اسی فکر میں بیٹائی دل ہو سکا ضبط نہ دل سے لکڑی تھی منزل</p>	<p>۵۶۰</p>

	عزم شکنی کیا گوشہ دامان کی طرف	
۵۶۱	خود بخود ہاتھ لگاؤ مٹنی گریبندان کی طرف	
	سخت دل بڑا آگے غم سخت کا سنگ	
	میں لڑکھائی نہ اٹھیں سی ہی بڑی بلیک	
	ہاتھ زانو پہ کہیں گاہ دل زلا پڑتا	
۵۶۲	سیر کو تنگی سی اوٹھایا تھا کہ دلوں پر	
	دور می کاشتی ہی یہ وہ ہی بران تیشیر	
	دل دہڑہ ہی کہ خورشید کو کر لی سیخ	
	منہ مطلب کی لپی چکل شصت بار ہی عشق	
۵۶۳	سحر بردار نہیں صاحب اعجاز ہی عشق	
۵۶۴	دل کی پیتابی تی آخر اوسی بیتاب کیا	
	خود جو سیلاب بناؤ سکوبی سجا کیا	
	گرم تالی یہ کی سنگ کو بی آپ کیا	
	مالہ جوت تک آیا وہ اوسی تیر ہوا	
	لفس گرم چمک کر دم تیشیر ہوا	
	خوشی لب تی بندرج دکھایا یہ اثر	
	میتھنہ دانتو لسی ملکی کاشی وہ شاک	
	ابر کی طر حسی برسی جوا نہر دیدہ تر	
	صدف چشم او دہری ہوی لہر نہر	
	دل یہ صد موتھی جو بدلی کوئی گری لگی	
	یہ ہوا بسر و چلی او سکودہ لہری آئی	
	۵۶۵	
	ہم جو بچیں ہوی اوسکا نہی کتوی آرام	
	تمی کہی حتمی سکا نہیں کہتی وہ لب بام	
	اور اوجھن ہوی صورت کر ہوی لکی شکام	
	تمی اچیل ایک کیا اوس سی یہ گہلی کلکام	
	شام ہوئی ہی ہم ہی جان ملی جاتی ہے	
	اچکی رات قیامت کی نظر لگی ہے	

کندی ہمسایوں سی جلد کہ آدین شد
نہین معلوم کہ کیا دل یہ پی صد جانکاه
وہ جو آئیں تو کہا حال نہایت ہی تباہ
خود بکجو آج مری ہونہ سی کل جاتی ہی

اشترنا کہ پروردگار کو سہل
دل مری سینی سی کینچی لپی جانامی سہل

۵۶۷
راتِ فرقت کی سیکڑہ خدا دکھلائی
دیر گزری ہی کہا تک سراچی گھبرا
کوئی افسانہ کہوتا بھی منید آجائی
ڈرتی ہونہین نکھین ہونہ کو کلیجے لائے

کر میا ہی سنی ناشادنی ناشاد مجھے
ہچکیان آتی ہیں کرتا ہی کوئی یاد مجھے

۵۶۸
کھسکی یہ بات جو تیکہ پزار کھاسر
چونک کہ چچ کی بولی کہ اوٹھا وستر
آنکھہ چپکے بھی کہ یک ای سیای نظر
نوج کوئی رہی اس گھر میں بلا دکھائی گھر

جی بہت تنک ہی دولی کہ غماری لاؤ
اپنی گھسہ جاوون کھین جلد سواری لاؤ

۵۶۹
صبح ہونی کی بھی پرتو نہ ذرا دیکھی رام
دی خبر دارنی مجھ کو یہ خبر وقت بگاہ
آئی کچھ رات رہی گھر میں مری غیرت باہ
لو مبارک ہو ترقی یہ رہی دولت باہ

چمن عیش کھلا با پھساری آئے
جن کی مشتاق تھی مٹوئی سواری آئے

۵۷۰
امر مشکل تھا ہوا میں شجہ اسدم
جان میں جان پڑی سینی میں آئی م
اوس خبردار کہامی مری قدر ہوئی قسم
نخل اسید ہو پڑی سر سی خسہ م

نجات یا ور ہوئی اللہ کی تائید ہوئے
گٹ کبی شام محرم سحر عید ہوئے

۵۷۱
سامنا ہوتی ہی سلوی ہوئی با جھکال
دونوں جانب سی بھر کیت ہونہ لال
جتی احوال گذر شہ تھی ہوئی اوجھال
کہ دیا زور داسا بیسی پھر لال مال

	دل ملا دینی میں کس درجہ میں اختیار انکھیں اوڑ گئی ساری شکایت جو ہوئی جاں نیکم	
بچہ وہی ترم طرب اور وہی عشرت بخت اقبال موافق بین رسا قسمت	وہی محفل وہی جلسہ وہی صحبت ہاتھ گردنیں ہی ہر روز شب و صلت	
	یار بھوآب عجب بخت کی بیداری ہے پہر وہی عیش وہی جشن کی طیاری ہے	
واہ کیا صاف ہریک گوہر سلطان ہی حکیم دکسی اب دوزخ گردش دوران ہی حکیم	تجسس عالم میں نہیں کوئی سخن دل ہی حکیم اب تو سب بزم نشین تو کو یہ فرمان ہی حکیم	
عیش جانی پہ جو مال ہو جانی پائے زنج آبی تو خبر دار نہ آئی پائے		

تمام ہوا

Handwritten text in a cursive script, likely Persian or Urdu, filling the upper portion of the page. The text is arranged in several lines, with some words appearing to be part of a larger phrase or sentence. The script is dense and flowing, characteristic of traditional calligraphy.

Handwritten text, possibly a signature or a small note, located below the main body of text.

حشمت

معلوم نہیں کہ انکا نام کیا ہے اور کہاں کے
 ہونے والے ہیں اور کس کے
 شاگرد ہیں سوا اس واسوخت کے
 جو اس مجموعہ میں درج ہے کچھ کلام انکا
 نہ کسی سے سنا نہ بحشم خود دیکھا
 مگر شاعر بہت اچھے معلوم ہوتے ہیں
 ظاہر افارسی گو ہیں شاید ریختہ بھی فرما
 ہوں والدہ عالم بالصواب فقط



<p>لبلان گزیده مرا باز سخن باید داد مسکنی در قدم سرو سمن باید داد پر عنبر سیم نفسی یاد وطن باید داد</p>	<p>فرصت یک دوسه آه بچمن باید داد فروش خاری پی آسایش تن باید داد بعد ازین گوشش برافسانه سمن باید داد</p>
<p>که من از تازه گلی تازه حکایت دارم از وفا می که درونیست شکایت دارم</p>	
<p>طرقه حالیت که با شرح و بیان نتوان گفت حرفی از دیده خورشید نشان نتوان گفت شرح بر وادی آن آفت جان نتوان گفت</p>	<p>سازه در دست که با آه و فغان نتوان گفت شکر از دل بی تاب نتوان گفت بقلم راست نیاید بر زبان نتوان گفت</p>
<p>ریخت خون از لب تقیر و شکایت بقیست قلم نونک بان سود و حکایت بقیست</p>	
<p>بود پالسته ایمان دل صد پاره سمن شرکس و زن دین گشت بصدقه سمن حالی هیچ نمی پرسد از ان باز سخن</p>	<p>داشت در عهد اسلام چه تسبیح وطن کرد در دوستی خود به جام دشمن گر همین رسم تبار است در پی کین</p>
<p>نیستم کافر اگر آه مسلمان نشوم نیکو کهن اگر قائل ایمان نشوم</p>	

<p>دست در گردن اغیار چه معنی دارد ست گشتن بشتب تار چه معنی دارد باز در پیش سن انکار چه معنی دارد</p>	<p>سیر بر کوچه و بانار چه معنی دارد تو و این شیوه رفتار چه معنی دارد ایتقد رسادگی ای یار چه معنی دارد</p>
<p>بخت اکس بصفائی دل من یار تو نیست غیر من آئینه در غور رخا تو نیست</p>	
<p>دل ز عمر بر کوی تو سرگردانست جان بشوقی و مغم شیر تو بال افشانست قدم از پیش تو امر و زهرم زیار انست</p>	<p>دیدم چون آئینه در یاد بخت حیرانست تن بجا که رهت از غذا زل یکسانست استخوان من و باران دگر آسانست</p>
<p>نقد جان گو بفتانند ترا بر سر راه یا من امر و زود هم جان بر مهت بسم الله</p>	
<p>گرم جوشی بچنین مرده دلان کمتر کن عهد و پیمان من ای عهد شکن از سر کن قصه حسیه اوراق دل از بر کن</p>	<p>کار من پرده دری نیست بیابا و کرن بنگاه بی دل بخور مرا بهت سر کن دلبری ای قدیمانه بر ابرو سر کن</p>
<p>جان و کر پیش کش نرگس فغان تو باد محرم پرده دل سوزن مرگان تو باد</p>	
<p>یاد عهدی که خریدار تو من بودم بوس بهمان محرم سهرار تو من بودم بوس یار و هم خلوت و غمخوار تو من بودم بوس</p>	<p>بلبل نو گل رخسار تو من بودم بوس همه بودند ولی یار تو من بودم بوس در کند تو گرفتار تو من بودم بوس</p>
<p>این زمان نیست سیران ترا بیج شمار یشمار دسوزان تو مرا در چه قطار</p>	
<p>خیر باشد چه شد آن طریقه نه نخوانی تو شوخی و ناز و اشارات و اودا دانی تو</p>	<p>رو من کردن صد رنگ گل افشانی تو خنده زیر لب دیدن پنهانی تو</p>

	کشتن غنیمت عشاق ادائی و گرسهت ورکنی جور بتقصیص جفائی و گرسهت	
۵۹ طفله درسم و فایده هیچ نمیدانی تو موقع جور و جفا هیچ نمیدانی تو آینه اهل صفای هیچ نمیدانی تو	ناز و تمکین و ادای هیچ نمیدانی تو شبهه لطف و عطا هیچ نمیدانی تو بخدا قدم مرا هیچ نمیدانی تو	
۶۰ بهمچو من عاشق دل خسته کجا خواهی یافت از پی مشق ستم باز گرا خواهی یافت		
چند ناله بستم نرگس جادو تو دل چند آزار کشد این همه از خوی تو دل سردی مهر تو برداشته اندوی تو دل	چند بنید ستم از گوشه ابروی تو دل چند ناکام بود از لب خوشگوی تو دل چند افسرده شود بیهوده در کوی تو دل	
۶۱ به که رخت خود ازین کوچ برای بکشم بر سر خجسته کنم خاک و آب بکشم		
یاد آنروز که دل کشته انداز تو بود سالمای پیشتر از آینه دم ساز تو بود سایه سپرده مرگان فسون ساز تو بود	واله طرز تو و شیفته ناز تو بود پیش از آن دم که کنی جلوه نظر با تو بود آشنا با نگه نرگس غماز تو بود	
۶۲ این زمان مشق رسیدن ز من انداز تو شد یک قلم حرف محبت قلم انداز تو شد		
شمع سان اشک من افشاگر بیدار نیست شکوه ام از ستم غمزه جلا و تو نیست از که آموختی این شبهه گریا و تو نیست	دود آه جگرم در پی فسر یا تو نیست لیک یک ذره اثر در دل نولاد تو نیست کرد شب ناز تو ام قتل و سحر یا تو نیست	
۶۳ باید آن صحبت و باتیغ تو دم سازی من هر این روز نبود این همه سحر بازی من		

حرف با من زدن و زردگران نشیندن
به تبسم سوی من دیده نگه زدن و دیدن
بکجه از چپ که آموخته بخشدن

چه شد آن خنده کنان آمدن و پرسیدن
سوی من پیش سوی آینه گستر دیدن
این زمان نیست ترا آن نگه و خندیدن

سبق آموز صفا نگر گس غایتگر نیست
از بی مشق ستم چین چین سطر نیست

چه شد آن صاف سی دلبری از ساغر تو
چه شد آن عمد که ره داشت بدل نشتر تو
چه شد آن دم که سر داشت بن خنجر تو

چه شد آن خنده با قوت صفا گوهر تو
چه شد آن جنبش شرکان فسون گستر تو
چه شد آن عمد که دل بود ستم پرور تو

شب نگاهت همه شب گرم جفا سازی بود
همچو شمع بدم تیغ تو کلبازی بود

سخت آورد بجان درد تو این بار مرا
کننت نیست دلم میدد آزار مرا
کرد با همچو تو بیدادگری بار مرا

برده این بارالم بیشتر از کار مرا
صبر اگر دغمت لبس و انگار مرا
که گرو کرد بدست تو ستمگار مرا

چه بسر خاک کنم گر نشوم زار چنین
دل چنین صبر چنین درد چنین یا چنین

غمگسار من بیمار نه کرد دل
از تو و جور تو ز نار نه کرد دل
غرض از سوی تو ز نار نه کرد دل

ساخت تا با تو بن یار نیگردد دل
گرو بالین من زار نه کرد دل
دروغائی تو ز اقرار نه کرد دل

شکوه جور ترا در دلم اصرار نیست
انذبان تا بلبست این گه دل گه نیست

بادل زار و غم من سر و پا ساخته ام
سر خود پیشکش راه وفا ساخته ام

من که ز کوی تو عمری بجفا ساخته ام
دروغائی تو لبه گونه بلا ساخته ام

دین و ایمان دل و جان بر تو قرار ساخته ام	حق تشبیه تو صد بار ادا ساخته ام
خجل از لطف نگاهت بدو بادام نیم وز لب لعل تو شرمند و ششام نیم	نه ز لعل لببت امید دوانی دارم بانه میگویم اگر در دوجفا لعل دارم سن که دل در گره دامن بلا لعل دارم
نه زگر از نکست چشم و فاسل دارم کافرم گز غمت شکوه بجاسل دارم چون رهایی غمت نیست و غاسل دارم	گر بنالد بهین در دوجو حشمت روزی وحشی چشم تو آغاز کند و اسوزی

تمام ہوا

ذکی

تخلص ہے اسد الدولہ رستم الملک نواب محمد ذکی خان
 بہادر فیل جنگ عرف نواب بہادر مرحوم کا
 یہ خلف اکبر تھے نواب لیل الدولہ مرزا حیدر صاحب
 مغفور حیدر تخلص کے بزرگ انکے سب
 نیشاپوری ہیں بڑے سیر چشم امیر ابن امیر
 اور رئیس ابن رئیس اسم باسمی طبیعت
 نہایت ذکی رکھتی ہیں صاحب دیوان ہیں مگر
 دیوان انکا نظر اقم سے نہیں گذرا فقط



یاد ایام کہ کچھ دل کو غمِ درد نہ تھا | اُرم آہن یہ نیتیں لب پہ دمِ سرفشا
اشکِ سبز آنکھوں سے جاری تھا نہ تھا | جا بہ تن یہ مرے پیر من گردنِ گدشا

کام رکھتے نہ تھے ہرگز کے خوفِ کام سے ہم
رات دن نہ سوت بستر کرتے تھے آرامِ سی ہم

دکھو جون ماہی نلی آب نہ میانے تھے | نہ یہ دشت نہ یہ روتا نہ یہ بجا بی تھے
چمنِ طبع میں اک رونق و شادابی تھے | سرت و یاسِ غم و درد کی نایاب تھے

باغِ عالم کے ہواؤں سے دلِ افسردہ نہ تھا
عینِ خاطرِ زگین گلِ پژمرده نہ تھا

کئے رولتا تو کہنے سے کہہ دنا کیا | غم کے کتے میں منہ اسکو نہ ہونا کیا
صلہ و شفقتِ محبوبوں یہ ہونا کیا | دل و دین ہوش و خرد عشق میں کھونا کیا

لوگ معشوقوں کے کیوں جو روئے مست ہیں
عاشقِ حیرت کیا عشق کے کہتے ہیں

اب جو دیکھا تو یہ دیکھا کہ قیامت ہے عشق	قرب ہے ظلم ہے بیدار ہے آفت ہی عشق
بجہ باعث صد طعن و طامات ہے عشق	شعلہ خرمین دین دل و طاعت ہی عشق
راہ بتلائیے جس کو ہے رہن ہو جائی	دوستے بکھے جس سے وہی دشمن ہو جائی
آتش افروزی الفت ہی نہ ہم تھے آگاہ	اک شہداری نے کیا خانہ دل خاک سیاہ
لب پہ اب نالہ جان سوز ہے ماسخلہ آہ	جگلے لبکہ اسے آگ سے مہنو واد
ہے امان مانگے اسی سے کر ڈناری نے	لاکھوں گم رہو تک میں ہی سی جنگاری نے
مٹیس کو اسی کہا ساکن صحرے اجڑن	کیسے شیریں اس کے سر پہ فرما دکان
اسنے دامن کو کا تھا عذر اکا منقون	اس منون ساز نے مجھ پر بے کیا ہی منون
عشق کے رنج میں راحت کا سرا انجام کمان	اب ترستا ہے دل آرام کو آرام کمان
ایسے اک جاں کی دشمن سی پڑا ہے پالا	ہے جگر سینہ میں پر داغ بزرگ لالہ
دہلے آغشته خون آنا ہے مالٹا لا	آیکو دیدہ و دانستہ بلا میں ڈالا
گل سے بہلاتے دل اور دیکھتے سنبل کی طرف	دھیان کرنا تھا اس کے رخ و کا کل کی طرف
یہ عجیب لائی ہے آخر مجھے وہ زلف سیا	کرتے کاش اس کے عوض شام غنایں سیا
سنت بار یک سے دیر ہے مراد دل وہ	ہو گیا گھر بے سید خانہ زندان مجھے آہ
موجب برے عیش دل بنیم تے	زلف جانا کنی عو من مشک کے بو کا کم تے
دیکھتے سننے نہ مجھے چاند سی وہ	تے گر عشق کی قسمت میں بلا پیش
آب شمشیر سے بہتے شہادت کا	اوس کے ابرو کے نہ تلواری تھی بڑھ کر کمانے

	خار خار غم بھرن کا ستم سنا تھا بر چیان کما فی تین دن بیکو نیچ رہتا تھا	
یہ نہ سمجھے کہ ہے سفاک ہرگز خود اوس سے جون آہو وحشی مجھے لارم لارم	چشم جاری سے تھا اوس کے مناسب پر ہمز تین دن دم کو گناہوں کے ہن سو خنجر نیز	ظہر
	دیدہ زکس لبان پہ نظر کرنے سے شوخی چشم غزالان پہ نظر کرنے سے	
چاکر دل کرتا تھا ماتد کان عقل سی لب جان بخشش کا لائے تر بان نیکو	گرچہ رخصت تھے اوس شوخی سے پر لوز ماکر بھوکو جلاتا تو کہے تبا مقدر	حرف
	ستے اکودہ نہ اون اتو نہ مرے ہم کاش شب مارکب من انجم یہ نظر کرتے کاش	
ڈوب مڑا جو کون میں میں بے بہرہ دیکھتا گردن بینا سی بلورین کی صفا	میں تو اندھو کی طرح جاہ زرخدان میں گرا اوس کے گردن کی صفائے یہ عبت ناک	۱۵
	گو کہ تہا رشک سحر رصفای سینہ دیکھنا آئینہ تھا محب کو بجائے سینہ	
مناہوں مست تاسف کہ گیا ہا سہی دل ہج سے موسیٰ کر کے ہے کھٹا مشکل	دست زکین کے ترکات پہ ہوا کیوں مائل لطف یہ پیچہ مرجان ہی سے کرتے حاصل	۱۶
	کام ساق و کفک پاس سے نہ کچھ تھا مجھ کو کردا عشق نے پامال سدا پاتھ مجھ کو	
اس مابین کوئے انسان گرفتار نہو اور جباریان بوہن یہ یہ آزار نہو	جیسا رسوا ہو نہیں اس طرح کوئے خازنو جو مرض محب کو ہے ایسا کوئے جبارنو	۱۷
	دن جو کدرا زونیہ دہر کا ہے کہ شب آتی ہے عشق کے نام سے اتو مجھے تپ آئے ہے	

اس سب دوا میں محبت سے نکلتا معلوم	ایسے دریا میں ہوں دوبا کہ اوچھلنا معلوم
اس بندے کے گرا ہون کہ سنبھلنا معلوم	سیگرشن کو بے جاؤں تو بھلنا معلوم

ہوش بلبیل کی بے ماو نے میں کہو دیا ہوں	
سکراتا ہے اگر غنچہ تو رودنا ہوں	

اس قدر سوز محبت دیا ہے مجھے داغ	ممثل آتشکد آتے ہے نظر صدمت باغ
نکنت گل سے مجھے کرتے ہے آشفیت داغ	روشن غنچہ ہوں دل تنگ نہیں غنسی فراغ

مثل شبنم کہے گلشن کے ستلہ دوتا ہوں	
اور کہے سرو کے گل گک کی گھر دتا ہوں	

گھر میں مہزات تر پنے سی مجھے ہی سر کا	ہدم مہموت ہی کوئی نہ کوئی ہوش دیا
کچھ عجیب طرح سبر ہوتے ہی بل ہندار	بیقرار ایسے نہیں ایک جگہ محبو قرار

سہرے گاہ گل جاتا ہوں صحرا کی طرف	
صوت سل کہے جاتا ہوں دریا کی طرف	

کس طرح اس دل ناشاد کو اب شاد کروں	کیونکر اس خانہ دیر انگو میں آباد کروں
کون منتا ہے کہاں جا کے میں فیرا کروں	عشق نے ظلم کیا کس سی طلب ادا کروں

آپ رسوا تو ہوئے اور کسے رسوا کیجے	
شکوہ دوست جو کیجے تو بھلا کیا کیجے	

بخت ناساز کا اپنے ہی گلا لازم ہے	کہنا دشمن کو بھی دشمن نہیں کیا لازم ہے
جو معشوق کو عاشق کو دفا لازم ہے	تو جو دشنام بے دیوی تو دعا لازم ہے

کشور حسن تباں جب تلک آباد رہے	
وہ وفا کیجے عالم میں بہت یاد رہے	

آتش عشق سے ہو جالی گر جسم گداز	سنگ سان آئے زبان پر بکسے وکاراز
کاٹ لی سر کو اگر تن ہی تو ای مایہ ناز	تو بے ثابت قدمی سے نہ کیے آؤں باز

	سوخت اسکے ہے کہ تا غیر سے ملنا نہ بچے ریشک سی مین تو جلون اور ہو پروانہ بچے	
ہے ہم ہم کہ نہ آئی تو بجاتی تے ہمیں	روٹنے سے تو صاحب کے سنائی تھی ہمیں	
	دھن سو بار کمر قتل پر اب کسے ہو قہقہے مار کے رونے یہ مری ہستے ہو	
در و سر میں مری ہو ماتا تو پڑتی تھی نکل	آپ ماتے یہ لگاتی تھے ڈر کر صندل	
خوب بیار محبت کے دوا کرتے ہو	سر ٹھکتا ہوں تو کہتے تھین کیا کرتے ہو	
شمع رخ کا ترے پہلے کوئے پروا نہ تھا	حسن چہاں بیڑے سے کوئے دیوانہ نہ تھا	
داخل نیل ہے فقط نہا کوئے بیکار نہ تھا	کس نہا کس کے زبان پر میرا فضا نہ تھا	
ایک کھستان جہان میں مجھے شہرت تیرے	ہر خس و خارسے سننا ہوں حکایت تیرے	
ریشک کس کس کا کروں ایک میں املا کہہ رہا	لا دو اور دیا ایسا ہے کہ عاجز نہیں رہا	
تجھ کو سوپا نہیں کچھ اور میری حالت ہی عجیب	اب بے کر دم کہ پہنچا ہوں بلا کیے ورت	
جگوں پر ہے تو حکم نہ ملانے کا	اب مرہڑ گیا اون لوگوں نے گہ جانی کا	
شوق ہے پہلو میں اغیار و فکی تہلانی کا	دسیان مطلق نہیں تجھ کو مری غم کمانی کا	
یہ فرومایہ خریدار تو ہے کس دن تے	ایسی پری چہرہ یہ اڑا ریزی کس دن تے	

چاند سے چہرہ کا زلفونین چہا پاکب تھا	آنکھونین منظر نہ گناک تھا
لاکھا یون پانچا ہونٹو نہ جاناک تھا	یہ گوری یہ گورے کا چاناک تھا
ہنن پروا کوئے وحت کوئے سودا کی	آئینہ سامنے ہے محتاشائی ہے
پاس سے غیر ہنن لٹ پیر ملتے ہیں	خجر غم دل مضطر یہی جلتے ہیں
اونے سرگرم ہے تو رنگ ہم جلتی ہیں	یا دیکھو جوتے ہیں وہ ہاتھو کو ہم ملے ہیں
ملنے والی ترسب شاد میں مخموم ہیں ہم	لٹے ہے دولت دیدار یہ محروم ہیں ہم
چاہتے سے مری تم خلق میں مشہور ہو	جب کیا حسن آگاہ تو معذور ہو
میںے ناخوش ہوئی اور غیور نے مسر ہو	رات دن پاس جو رہتے تھے وہی دور ہو
وہ ملاقات کے وقت اور وہ بھول گئے	باور کتنا جہنن لازم تھا اوہنن بھول گئے
یہ منظور ہے صاحب کو تو لاچار ہیں ہم	کسین طافت کہ ہر وقت سے جو کسم
ہم بے کساتے ہیں تری کوچی میں آنکلی تم	عم گوارا ہنن تجھ کو توہین بھی نہیں غم
دل گناہ ہے ہوا جبکہ عین مد لظہر	توہنن مہر لقا اور کوئے رنگ مہر
دیکھنا شہر سے اب ہم کہیں جاتی ہیں تو	ڈھونڈہ لیتے ہیں کوئی تجھے نہادہ خوشرو
دل کسی سی نہ لگا دیں یہ یہ گھنہ کیوں	تہا نہ منظور یہ صدے ترے ای عجبہ
ایسا محبوب خدا چاہے تو پیدا کیجے	تیرے شیدا میں ہم او سیر تجھے رشید کیجے
بزم میں سوز اور سکے تجھے جانا ہموال	بکھری نفا او سکے اگر دیکھتے تو ہونچال
مہ پشانی سے کاہیدہ ہوا تند ہلال	بیت ابرو کے نہ سننے یہ کہے ہو بچی خیال

ذکر

	<p>۳۰۰ موج چشم کے گرشیدہ بازے دیکھے آگنیں کھل جائیں جو پکونے درازی نیچے</p>	
<p>۳۱۰ سہلے</p>	<p>خالی مشکین کو جو دیکھے تو نہ تامل ہی دنکو مضطر ہے رات کو نہ خواب ہی</p>	<p>۳۲۰ موسے بی پردہ رخ اوسکا تو جواب بھیجے گالیاں دیوی ہمارے کہ نہ جواب ہیجے</p>
	<p>۳۳۰ آئے دم مال میں دیکھے جو الف بیٹے کا عمر بہر نام نہ لے تو کہے خود بیٹے کا</p>	
<p>۳۴۰ زنگ سنی دس لب پاں خورہ کی تو منہ کو چپا خونے چاہ وقت جو ہے جھالت میں گرا</p>	<p>دانت پیسے جو وہ سکتے رندان کھلا دیکھ کر حسن گلو شرم سے گردن کو جھکا</p>	
<p>۳۵۰ دیکھ کر دست خانے کف افسوس لے ماری اس ناز سی ٹھوکر کہ ترا بس نہ چلے</p>	<p>سیدہ خود دوش و کمر فکر میں غلطان کر دی نور آئینہ زانو سے تجھے حیران کر دے</p>	
<p>۳۶۰ ساتھ سین کے صفادے کیے تو چون سب فرش آگنیں کروں اپنے انہیں تلوون کی</p>	<p>۳۷۰ سمجھوں لیلے اداسی درمیں سادولانہ رہوں تو بے اور میں اوس شمع کا پروانہ رہوں</p>	
<p>۳۸۰ ساتھ تیری اویسی پیار کروں تو دیکھے گالیاں وہ مجھے دی میں اوسی دن تو دیکھے</p>	<p>۳۹۰ بوسے اوسکے لب شیریں کی میں بون تو لے بلالیں وہ مری صد میں بون تو دیکھے</p>	
<p>۴۰۰ کچھ بے عزت ہو تو بچنے سے تنگ آئے تو اپنے عاشق کے ستانی کے نہز باجی تو</p>	<p>۴۱۰ بس کی عشق کا دفتر نہیں مونی کا نام تا کجا شکوہ و تاجید شکایت کے کلام</p>	
<p>۴۲۰ کے ہوتی ہیں جہاں بیتان خود کام لازم آغا ز جو انے میں ہے فکر انجام</p>	<p>۴۳۰ غیبت لازم کہ اسیر غم مہیوہ شوی از مہیوہ و بجز آری کہ تسودہ شوے</p>	

تمام ہوا